

بنیة صلحة یصیرها طاعة و اقل ذلك قصد التعليم لغیر هو اذا ثبت هذا یجب علی کل مؤمن
 نیت نیک کی نیت میں نہیں آتا کہ جس سے وہ صلح طاعت ہو جاتا ہے اور کم سے کم بارادہ تعلیم غرض کہ جب یہ ثابت ہو چکا تو ہر مؤمن پر واجب و لازم ہے
 ان یكون علی حد عظیم و وجہ شدیدی علی ایمانہ ان یسلب منه بان یصغی یا ذنہ او یلتفت
 کہ ہمت پر ہیز کرنا رہے اور خوب ٹھہرنا رہے اپنے ایمان پر سبب ایمان اور کس سبب ہو جاوے اس سے کہ سزا اپنے کانوں سے اور لوجہ کرے
 بحقلہ الی خرائف ینقلها فی حقہم خذلة المؤرخین و یتبعہم فی بعضہا بعض الجہلہ من المفسرین
 اپنے عقل سے طرف ہوا، عقول کے جو بعضے سوخنا ہوا کہ ان کے حال میں بیان کرتے ہیں اور ان کی ساتھ بعضے جاہل مفسر بھی ہو گئے ہیں
 فانہم لقلۃ تحصیلہم و عدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلك نظواہر من الكتاب والسنة و لهذا
 یہ لوگ اسباب علمی کے لئے تحقیق بعضے وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افزا کر بیٹھتے ہیں اسہی لیے
 قبل التمسک فی معرفۃ اللہ تعالیٰ و معرفۃ رسولہ بحجج ظواہر الکتب السنۃ اصل من اصول
 کہتے ہیں کہ محبت کرنی معرفت الہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سے اصل کفر کی جڑ ہے
 الکفر قال الامام السنوسی و كذلك تلحق هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصنفين المتفقهين
 امام سنوسی سے کہتے ہیں اور ایسے ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور مشائخ تصنیف کار اور فقہاء
 بلا تحقیق و اما وجوب التبلیغ لہم و استحالة الکتمان علیہم فلا ینہم لو کتموا شیئا مما امر بالتبلیغ لکان
 نے تحقیق کفر کی جڑ ہے اور واجب تبلیغ کا اپنا پر اور محال ہونا چہاں تا کسی امر کا اس لیے ہے کہ اگر اپنا کوئی مسئلہ تبلیغی چہاں لین تو
 الناس مأمورین بالافتداء بہم فی کتمان بعض ما امر بالتبلیغ من العلم النافع لمن اضطر الیہ کیف
 عوام بھی مامور ہو گئے اور ان کے پیروی کے درباب چہاں لینے بعضے مسائل تبلیغی کے جیسی جہلی بات حاجت مند سے اور یہ کہ
 یتصور ذلك فان الکتمان حرام ملعون فاعلہ بشرہا دة قوله تعالیٰ ان الذین یکتومون ما انزلنا من
 خیال میں آسکتا ہو کیونکہ چہاں تا حرام ہے اور چہاں نیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کے جو لوگ چہاں تے ہیں جو کچھ آئے ہیں اوتارا
 البیت والهدای من بعد ما بئینہ للناس فی کتبہ و لئلا یلغوا فی اللہ و یلغوا فی العیون
 مسات حکم اور راہ کی نشان بھدا کے کہ ہم انکو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں انکو لعنت دینا ہوا اللہ اور لعنت دینی ہیں لعنت سنوئی ہے
 و اما حیوان الاعراض البشریۃ فی حقہم فلا ینہا لا تضری رسالتہم و علو منزلتہم بل ہی مما تزید فی
 اور جان ہونا حالات بشری کا اپنا کے حق میں ایسے ہے کہ اس میں کچھ رسالت کا مضر اور لعنت منزلت میں کچھ غلط نہیں ہے بلکہ اس میں اور بھی مزید زیادہ ہو سکتا
 صراحتہم باعتبار عظیم اجرہم من جهة ما یقارنہا من طاعة صبرہم و انہ تعالیٰ کان قادرا علی
 اعتبار عظمت ثواب کے کہ انکو حاصل ہوتا ہے طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے
 الصالہ الیہم ذلك الثواب العظیم بلا مشقہ تلحقہم لکن بعظیم حکمتہ اختاران یوصل الیہم
 کہ وہ تمام ثواب عظیم انکو بدون مشقت مرض وغیرہ کے عنایت کرے یہ اپنی حکمت کا حصہ ہے پسند کیا کہ اور ان کو
 ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا یعتقدوا فیہم الا لوہیتہ و فیہا ایضا اعظم
 وہ ثواب بعد عارض ہونے اور عوارض کے عنایت کرے واسطی رحمت کے مضمین عقول پر تاکہ ضعیف الاعتقاد اپنا میں اعتقاد خدا کا ذکر میں اور اس میں
 دلیل علی صدقہم و کو ینہم مبعوثین من عند اللہ تعالیٰ و کون ما ظہرت علی ایدہم من الخوارق مخلوقہ
 ان کی ہدایت ہا و مبعوث ہونے پر خدا کی طرف سے نبی دلیل جو اور اس پر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات ان کی ہا ہر پید ہا ہر
 للہ تعالیٰ من غیر ان یكون لہم قدرۃ علی اختراعہا اذ لو کان لہم قدرۃ علی اختراعہا لدفعوا عن انفسہم
 ہر شے کی پیدا ہوئے ہیں اپنا کو کچھ اور میں دخل نہیں ہو کہ پیدا کر لیں اس لیے کہ اگر انکو قدرت جونی معجزہ پیدا کرنے کی تو ہر شے اپنے اور ہر شے

ما هو ايسر منها من المرض والجوع والعطش والحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك فيها ايضا فائدة
 آسان کار پتی دفع کر دینی بیماری جو کہ پیاس تکلیف گرمی سردی ایند اور خلق کے اور اس میں ہی یہ بڑا فائدہ ہے
 عظیمة و ہی تشریح الاحکام للخلق المتعلقة بها كما عرفنا احکام السهو في الصلوة من سهوة عليه السلام
 کہ خلقت کے واسطی سے احکام جو عوارض سے متعلق ہیں باز ہوجاتے ہیں جیسے نماز میں سو کرنے کے سائل پیغمبر خدا کے سو کرنے سے معلوم ہو گئی
 وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فغله عليه الصلوة والسلام و هيئة اكل الطعام
 اور کیفیت نماز پڑھنے کی بیماری اور خوف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کرنے سے معلوم ہوئی اور طریق کھانا کھانے کا
 و شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان كل متي الشهادة
 اور پانی پینے کا اور انہ اس کے آگے کھانے پینے سے معلوم ہوا اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کلمہ شہادت میں
 مع اختصارهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسوله من عقائد
 باوجود اختصار کے جو مکلف پر دراب معرفت اسی اور معرفت رسول کے عقائد

الایمان ولدن لك جعلها الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
 ایمانی میں سے واجب ہے سب داخل آہی واسطی شرع نے انکو دلیل ٹھہرائی ہے عقائد ایمانی پر جو دل میں ہوتی ہیں بیان تک کر ایمان کسی کو قبول نہیں
 الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صباحا ومساء
 بدون ان کلموں کے اس کے موافق عاقل کو لازم ہے کہ انکے معنی یاد رکھی پیسہ اور نکورات دن پڑھا کرے
 حتى يمتزجا معناهما بلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول
 بیان تک کہ وہ دونوں اس کے گوشت اور خون میں آمیز کر دین اسی آسان کر پیسہ مراد بہت ذکر کی مع فہم معانی کے اور نہ پھرنا گناہ سے

ولا قوة الا بالله العظیم المجلس الرابع عشر في بيان ایمان المنجی لصاحب یوم
 اور نہ طاقت عبادت کی گرانہ تعالیٰ اور بزرگی کی اور جو وہیوں مجلس بیان میں اس ایمان کے جو قیامت کے دن نجات دہکا ایمان دار کو

القیمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
 فرما! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بندہ لا اله الا اللہ کے پر مرجا دے اس ہی اعتقاد پر

الادخل الجنة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو ذر وظاهره يقتضيه ان يدخل الجنة
 داخل ہوگا جنت میں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ذر کی روایت سے اسکے ظاہر معنی صحیح کہتے ہیں کہ جو

كل من يات بكلمة الاولة من كلمته الايمان وان لو يات بالكلمة الثانية منها وليس كذلك لانه
 شخص پہلا کلمہ دونوں کلموں ایمان میں کا پڑھو وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑھے اور حقیقت میں یوں نہیں ہے کیونکہ رسول

عليه السلام وان لو ياد كس فيه احدى كلمته الايمان لكنها مرادة لان قول من يقول لا اله الا الله لا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ اس حدیث میں دوسرا کلمہ ایمان کا ذکر نہیں فرمایا ہے وہ مراد ہے اس واسطی کہ جو شخص صرف لا اله الا اللہ کہتا ہے

يستلزم دخول الجنة ما لو يرضو اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام
 لازم نہیں ہے کہ جنت میں داخل ہو جب تک اس کے ساتھ محمد رسول اللہ نہ ملا دے اس واسطی کہ ایمان بدون دونوں کلموں کے پورا نہیں ہوتا پھر رسول علیہ السلام

اشاد بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل
 نے اشارت اس لفظ سے پھر اسی پر ہے یہ ارشاد فرمایا کہ مرنے دم تک بدستور ایمان پر قائم رہے اس واسطی کہ جو شخص ایمان پر نہایت نہ ہوگا بلکہ

مات على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثباتا الى الموت
 وہ کفر پر مرنے تو اسکے حق میں پہلا ایمان کچھ فائدہ نہ کرے گا ایمان وہ ہے فائدہ کرتا ہے جو دم مرگ تک قائم رہے

حيث يكون سبب لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يثب عنها فان من مات على الايمان
 وہ جس سبب ہوتا ہے واسطے دخول جنت کے اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بھی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سے اوشکتا ہے
 مع كونه مصر على الذنوب غير ثابت عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله
 اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جما ہوا اور گناہوں کی توبہ بھی ہو وہ خدا کی مرضی میں ہے اگرچہ ہر اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر کر
 الجنة بلا عذاب وان شاء يعذب به بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
 بلا عذاب جنت میں داخل کرے اور چاہے گناہوں کے برابر سزا دیکر جنت میں داخل کرے اگرچہ دم بہر کے بعد لائق ہو یہ سمجھنا
 ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واياته رسالة الرسول لا بد ان
 کہ دونوں کلمات ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہے اور اسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلیٰ ضرور ہوا
 يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول حقيقة
 کہ ان کلموں کا بڑھنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہیے کیونکہ انکا بڑھنا دون صحیحے معانی کے واسطے حصول ایمان حقیقی کے کافی نہیں ہے
 الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاركان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنته
 اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قائم ہے پھر اگر اسکو علم ہے نہوا ان کے مضمون کا
 لا يكون لهما طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بازاء تحريك اللسان من
 بجز زبانی بڑھنے سے کچھ فائدہ نہ حصول اس لیے کہ ان کلموں میں کچھ زبان ہلانے کی بزرگی نہیں ہے جب تک دل میں
 غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بازاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
 انکے معنی نہ آدین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سے ہوتی ہے کہ وہ ایمان کی حقیقت ہے اس بیان کے موافق
 يجب على كل مومن ان يعتن بشانها في معرفة معناها اذ هاتين الكلمتين وسبب الايمان من الممالك
 ہر رکن میں ہر واجب ہے کہ جہاں تک بن آوے انکے معنی دریافت کرے اسواسطی کہ معیت جنت کی اور سبب رشک گارے کا
 في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناها والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ من
 دنیا اور آخرت کی آفات سے یہ ہی ہیں اور علماء مسلمان کہ چکے ہیں کہ سمجھنا انکی معنی کا ہر ضروری نہیں تو انکا زبان سے بڑھنا والہی آگ سے
 من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
 نجات دین میں کچھ فائدہ نہ دیکھا کیونکہ اکثر شیواہ دین سے بوجھا گیا ایسے شخص کے حال سے جو دونوں کلمات ایمان کے پڑھتا ہو اور نماز اور روزہ ادا کرتا ہو
 ويفعل انواعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس الا على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال
 اور اوجہا دین کرتا ہے ہر اور کلمہ پڑھنا اور عبادت کرنے یہی بحسب ظاہر ہے تمام قول اور فعل
 على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم معناهما ولا
 ویسی ہی عمل میں لاتا ہے جیسے اور لوگوں کو کرنے اور بولنے دیکھتا ہے اتنا کہ دونوں کلمات ایمان کے پڑھتا ہو بلکہ انکے معنی نہیں سمجھتا اور نہ
 يدري معنى الاله ولا معنى الرسول ولا مانف ولا ما ثبت في رسمايتوهوان الرسول نظيرا لاله وهل
 معنی الہ کی جانتا ہے اور نہ معنی رسول کے سمجھتا ہے اور نہ یہ جانے کیا نفی کیا ہو اور کیا ثابت کیا کہی اسکو یہ وہم ہوتا ہو کہ رسول مثل الہ کے آیا
 ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
 فائدہ دیکھا اس شخص کو جو اسکا ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آئے ہیں اور آیا اسے حقیقت ایمان کی صادق ہے
 فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
 خدا کے نزدیک یا نہیں سب نے یہی جواب دیا کہ ایسے شخص کو اسلام میں سے کچھ نصیب نہیں ہے

وان صدر عنده من صور اقوال الايمان و افعاله ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره
 اگرچہ اور سی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کے سی عمل میں آتے ہیں امام سنوسی سے کثیر ہیں بجز جو اس شخص کے
 فی حق ذلك الشخص ظاهري ظاهر جلي غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلى
 حق میں ذکر کیا ہے سب ظاہری یعنی بہت روشن ہے کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا
 هذا يجب على كل من يريد النجاة من العذاب والتوبد والدخول في الجنة ان يسعى في معرفة معناها ثم ينطق
 اس جواب کے موافق جو شخص عذاب دائمی سے بچنا چاہے اور جنت میں داخل ہونا چاہے اور سب واجب ہے کہ پہلی کوشش کر کہ الہی معنی دریافت کرے پھر
 بهما مع فهم معناها ليوجد فيه اقرار باللسان وتصديق بالجان ويحصل له حقيقة الايمان
 معنی پھر زبان سے تجزی تاکہ اوہیں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائی جاوے اور حقیقت ایمان کی اس کو حاصل ہو
 فالكلمة الاولى من هاتين الكلمتين مركبة من لفظي واثبات فالمنفي كل فرد من افراد حقيقة الاله
 پس پہلا کلمہ ان دونوں میں سے لفظی اور اثبات سے مرکب ہے سو منفی تو ہر فرد مسبود حقیقی کا ہے
 سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى الاله هو الواجب الوجود
 سوا ذات الہی سے اور مثبت ایک فرد واحد ہے اس حقیقت میں سے یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی اللہ کے واجب الوجود
 المستحق للعبادة وهذا المعنى كله يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل العقلي القطعي
 سزاوار عبادت کا اور یہ معنی کلہا ہی باعبار صرف تصور کے بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینی
 يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى ذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه
 دلالت کرتی ہے کہ کئی الہ محال ہیں اور صرف ذات الہی سے خاص ہے اور وہ دلیل عالم کا وجود ہے کیونکہ یہ عالم
 حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا
 حادث اور موجود کا محتاج ہو کہ الہ کو اس کی پیدا کرے الہ ہی اور وہ محدث ضرور ہے کہ واحد قدیم صاحب قدرت
 بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينها التنازع
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حیاتی ہو ایسے کہ اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہوں تو جنگ اور کئی اسپہن روک ٹوک ایسی واقع ہوگی
 المقترض لحد وجود العالم ولو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان منقرا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما
 جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو سکی اور اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو جنگ کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آوے گا یا تسلسل اور پھر دور نہ
 محال ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
 محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علم اور حیاتی نہ ہو تو یہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شئی نہ پیدا کر سکی ایسے
 الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضيه ارادة ذلك و ارادة ذلك الشيء يقتضيه
 کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہے اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ کیا جاوے اور ارادہ اس کو کا سٹے جانے ہوتے
 العلوية لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلوية محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث يقتضى
 نہیں ہو سکتا کیونکہ قصد ایسی شئی کے ایجاد کا کہ اس کو جانتا ہو محال ہے اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سے بدون
 الحياة لكونها شرطها فلهذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قاطعا على وجوده تعالى
 حیات کے نہیں ہونا کیونکہ حیات انہیں شرط ہے اس بیان کے موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی وجود پر
 وكونه واحدا قديما متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون
 اور اس کی وحدت اور قدیم ہونا اور موصوف ہونے پر ان چار دن صفات مذکورہ سے اس لیے بعض اہل توحید

استدلالاً بالانزاع على المؤثر ما راينا شيئاً الا وينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم مرجئت
 اخر سے مؤثر پر استدلال کر کر بھی کتھو ہین بجز کسی شے کو دیکھا تو دیکھا جیسا کہ اللہ کو بعد اس کے بیشک ہر ذرہ عالم کے ذرات ہین سے
 حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موحداً واحداً
 حادث اور موجد کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سے بجز کلام کرتے ہین جسہین کو کوئی حرف ہو اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہے وہ
 قديماً متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحياة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السموات
 قديم قدرت والا ارادة والا علم والا حيات والا اور تمام سدا اور صفتون والا انکے یہ کلام سمجھ والے سب سنتو ہین
 ولا يسمع الذين هم عن السمع المعزولون والمراد مع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف
 وہ لوگ نہیں سنتے جکی سمجھنے کا ہر اور مراد سماعت باطنی ہے جس سے وہ کلام سنتے ہین جس میں نہ حسرت ہون
 ولا صوت ولا عرى ولا يسمع الا السمع الظاهر الذي لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه اليها ثم الانساق اصل
 اور نہ آواز اور نہ عری ہو اور نہ عری سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جو سو آواز کے سن کے اور زمین جو پار اور انسان جیسا ہون
 ان المكلف يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لو يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
 کہ وہ مکلف عقل سے صفات الہیہ سے وہ ہی جان سکتا ہے جیسا کہ انحال دلائل کرتے ہین اور جن صفات بمثال نہیں لالکتی ہیں اور
 والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
 اور کلام انکے ثبوت پر کبھی عقلی استدلال کرتے ہین اور کبھی نقلی پر استدلال عقلی ان صفات پر واسطے اللہ تعالیٰ کے
 بالعقل فهو انما صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
 یہ ہے کہ یہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سے اور بری ہونا
 اصفات لنقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
 صفات نقصان سے واجب ہے موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا ان صفات سے واجب ہے اور استدلال نقلی ان صفات پر یہ ہے
 بالنقل فهو ان الشرع قد وحى بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى وتعاود دليل النقل في هذه المسئلة
 کہ شرع سے ثبوت ان صفات کا واسطے اللہ تعالیٰ کے ثابت ہے سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطے اللہ تعالیٰ کے واجب ہوا اور نقلی دلیل اس میں
 اولیٰ من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
 عقلی دلیل سے بہتر ہے ایسے کہ افعال الہیہ ان صفات پر متوقف نہیں ہین تاکہ ان افعال سے انکے ثبوت پر استدلال کیا جاوے
 وذاته تعالى لم يكن معلوماً للبشر حتى يعلمونها في حقه تكمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف
 اور ذات اللہ تعالیٰ کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے جس معلوم ہو کہ نسبت ات بارتعالیٰ کو صفات کمالیہ ہین ضرور موصوف ہونا چاہیو ایسا کہ اگر یہ صفات نہ ہونگی
 بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالاً انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة
 تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ بجز صفات ہمارے حق میں کمالیہ ہین اور یہ کچھ لازم نہیں ہے کہ جو صفت
 اليها كمالاً ان يكون كمالاً في حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالتم مع كونها بالنسبة اليها كمالاً امتنعان
 ہمارے حق میں کمالیہ ہو وہ نسبت ذات باری تعالیٰ کی ہی کمالیہ ہو کیون نہیں جیسا کہ لذت اور الم اور ہر کہ ہمارے حق میں کمال ہین نسبت باری تعالیٰ کے
 حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام وهذا التحقيق الكلمة الاولى من كلمتي الايمان واما الكلمة الثانية
 حال ہین کہہ کہ یہ دونوں کیفیات جسانیہ سے ہین یہ تحقیق ایمان کے پہلو کلہ کی ہے اور دوسرا
 من هاتين الكلمتين فقد حكى فيها يكون محمد رسولاً من عند الله تعالى ولا يد في اثبات ذلك من دليل
 ان دونوں کلموں ہین سے اس میں یہ حکم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول بن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسکی ثبوت کا کوئی دلیل چاہیے

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعله من الله تعالى لسهولة
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کے ہاتھ پر بروقت دعوت رسالت کے ہے کیونکہ معجزہ تصدیق نہیں ہوتی ہے اللہ کی طرف سے واسطے رسول کے
لانہا فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه
کہ کہ وہ معجزہ ایک فعل ہے افعال الہی سے برطان عادت قائم مقام صاف ارشاد کے دراب تصدیق رسول کی رسالت کے دعوتے میں
الرسالة فانه تعالما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک امر عادت کے خلاف رسول کے ہاتھ پر بروقت دعوت رسالت کے پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا میرا رسول سچا ہے
رسول في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو میری طرف سے بیان کرے ہمارے کلام کسی تبلیغ قوی ہو یا علی ہویا یا غبار سکوت کے ہوا کسی مثال موافق بیان علمائے کبار سے
سجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال ان رسول هذا الملك يشن عليكم بكن او كذا من التكليف
کہ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہو کر ایک جماعت کے سامنے کہو کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہارے پاس فلاں فلاں حکم دیکر بھیجا ہے
فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته و يقصر
اس جماعت کو از سر بند طلب کی جسے عداقت معلوم ہو اور شخص نے جو ایسا کہ نشان میری عداقت کا یہ کہ میں بادشاہ سے عرض کر رہا ہوں کہ اپنی عادت کے خلاف میری طرف سے
من امر يبره و يقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
میں بار اپنے تخت پر سے کھڑا ہو چکا اور بیٹھ جاوے پھر بادشاہ نے اس کے کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس حکم کی ہے
قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى و مفيد للعلم الضروري بصدق بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ میری طرف سے جو جو حکم میری طرف سے کہتا ہے اور اس سے علم یہی اسکی عداقت کا حاصل ہو گا اور میں کچھ فرق نہیں ہے کہ کسی نے بادشاہ کی اس
الفعل من الملك او لم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
حرکت کو پیشم خود دیکھا اور کسی نے نہ دیکھا بلکہ خبر متواتر سے سنا اور بیشک یہ مثال مطابق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے اس بار میں
عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدق بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سے علم یہی عداقت کا حاصل ہوتا ہے اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ کسی نے اس معجزہ کو پیشم خود دیکھا اور کسی نے نہ دیکھا
بل بلغه خبرها بالتواتر ففعل هذا من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناها بما ذكر من الدلائل يحصل
بلکہ خبر متواتر سے سنا اس بیان کے موافق جو شخص دونوں کے دلائل مذکورہ سے سمجھ کر بچتا ہے اس کو حقیقت ایمان کی
له حقيقة الايمان و يجب عليه ان يحفظه مما يضره بامثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان
حاصل ہوتی اور اوپر واجب ہے کہ ایمان کو مفرات سے بچاوے اور امر کو عمل میں لاکر اور نواہی سے پرہیز کر کر اس واسطے کہ ایمان
يشبه السراج و امثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه لجملة في فانوس و ساوس
جراغ کے مانند ہے اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سے بچنا یہ اسکی محافظت جو جیسے چراغ کا فانوس میں کہہ دینا اور شیطان
الشیطان تشبه الرياح العاصفة فمن او قد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس
دوسرا اور تو ہبات ایسے ہیں جیسے تند آنڈ ہیاں بھر جئے ایمان کا چراغ اپنے دل میں روشن کر کر اسکی محافظت نہ کی و سکون طاعت کی فانوس میں نہ رکھا
الطاعات باتيان المأمورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عندئذ الرياح العاصفة
مأمورات پر عمل کر کر اور منہیات سے بچ کر تو اسپر اندیشہ یہ ہے کہ اسکو ایمان کا چراغ بروقت چلنے اندھی
التي هي الرساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كبحر يوضع على الخنثوق
و سورہ شیطانی کے بچھرنا سے اسی لئے بعض علماء کہتے ہیں بار بچھو رہا گناہ سے بیشک گناہ ایسا ہے جیسے بحر جو گویا بحر میں کھڑے



فيضرب به حائط الطاعات ويحصل فيه ثلثة ويدخل منه ريح الهوى وتطفى سراج الايمان فان
 طاعات كمنه دوار بين ارضين اورا دوسى لوار بين سورانج پير اهو جاو ادس راسے سے ہوا ہوس کے باو اہر جا کر ایمان کا چراغ بجائے بیشک
 ذوال ايمان لا يكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قول عليه السلام
 ايمان اليه من شخص کا جاننا رہتا ہے جبکہ دلیلیں کچھ فساد ہوتا ہے اور گناہوں پر جما رہتا ہے اس کا پیر یہ حدیث دلالت کرتی ہے
 المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغائر يفضي الى الكبائر والاصرار على الكبائر يودي الى الكفر بشير الهدى
 کہ گناہ کفر کے ایسی ہوتے ہیں کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا کبیرہ ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ پر اصرار کرنا کفر ہوتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
 قوله تعالى في حواله هو وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءوا بغضب من الله ذلك يا قوم كما نوايكم فون
 جو یہود کے حق میں وارد ہے اور ذلے اور مسکنے اور محتاجی اور کمالاتی غصہ اللہ کا ہے اور یہ کہ وہ نہی نہ ماننے
 يا ايها الله ويقتلون النبيين بغير الحق ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون فانہ تعالیٰ
 حکم اللہ کے اور خون کرنے نبیوں کا ناحق یہ اس سے کرنے حکم تھی اور حد پر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ نے
 بلینے ہذہ الاية ان العصيان والعدوان جرهم الى الكفر و قتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في
 اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اور کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کبھی لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی
 کتابه لطف منه بنبيه وامتہ لسمعوه ويحترق واعنه فانه عليه السلام لما كان خيرا للخلق وافضلهم
 اپنی کتاب میں اللہ کی ہر بات کو اپنے نبی پر اور اسکی امت پر تاکہ شکر ایسے حال سے پہنچتی رہیں کہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سے بہتر اور افضل ہیں
 كان امتہ خيرا لامم وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خيرا لامم وانتسب الى خيرا للخلق ان يرضى لنفسه
 تو اسکی امت بھی تمام امتوں سے بہتر اور افضل ہے ہرگز لائق نہیں ہے کہ کوئی شخص افضل امت میں ہو کر اور بہتر خلق کی طرف مشرب ہو کر پر وہ اپنے کو
 ان يكون من شر الناس كما تركب المعاصي بل ينبغي له ان يسع في اصلاح نفسه بالايمان والعمل
 کہ تمام لوگوں میں بدتر ہو جاوے گناہ اختیار کرے بلکہ اسکو بہ لائق ہے کہ کوشش کرے کہ انے حال کو ایمان اور نیک عمل سے درست کرے
 الصالح حتى يكون من خيرا للناس لما قال الله تعالى ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم
 تاکہ اچھی لوگوں میں داخل رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے سب سے کام وہی لوگ
 خيرا البرية وقال النبي عليه السلام خيرا للناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره
 بہتر سب خلق کے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب آدمیوں سے اچھا وہ شخص جسکی عمر بڑا ہو اور اعمال اور نیک ہوں اور ہا آدمیوں کو وہ ہی جسکی عمر طری ہو
 وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من برحى خيره ويومر بشراة ومشرکه من لا يبرحى
 اور اعمال بہ ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ بہتر سب آدمیوں میں وہ ہے جسکی بھلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہ ہو اور تم میں سے بدوہ ہے
 خيره ولا يؤمن شره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس
 جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ سیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمیوں میں اللہ کے نزدیک مرتبہ میں ہے جو جسکو چھوڑ دیں لوگ
 اتقاء شره وفي رواية اتقاء فحشه وروى ان اعمال الامم تعرض على نبيها في البر من فليست على العبدان
 بدی کو بچنے کو اور ایک روایت میں ہے کہ برائی کو اور روایت ہے کہ ہر امت کے عمل اور کئے نبی پر عالم برزخ میں پیش ہوتے ہیں سو شرم کرنے چاہئے آدمی کو
 يعرض على نبيه من عمله ما نهاه عنه وقيل من اذنب ذنبا فجميع الخلائق من الناس والدار والوحوش
 کہ آدمی کو نبی کے سامنے اسکا وہ عمل پیش ہو جس سے اسکو منع کیا ہو اور کہتے ہیں جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو تمام خلقت انسان اور جو پایہ اور جنگلی کے جانور
 والطيور والذخماؤه يوم القيمة لانه تعالى يمنع المطر ليشوم المعصية فيتضرر بذلك اهل البر
 اور پتھر اور چھوٹا جانور قیامت کے روز اسکو دشمن ہو گئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بند کو دیتا ہے گناہ کی بخشش سے ایسی تمام بخشش اور

المجد جميعا فعله المؤمن ان يحترق عن جميع المعاصي ليس نأ الله الاحترار عنها المجلس الخامس عشر
ترسی و النون کو نقصان ہوتا ہے پس مومن کو لازم ہے کہ تمام گناہوں سے برہیز کرنا جو الہی مہر آسان کرنا چاہتا ہو سو ہند ہون میں مجلس

عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه
اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہوا اسلام کے طریقے پر مزا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه ویمجسانه کما ینتج البہیمة
وسلم نے جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہے اور طریقہ اسلام کے پہلے ہی دیکھو وہی کر دیتے ہیں اور نافرمانی کر دیتے ہیں اور جو کسی کر دیتے ہیں جیسے چوہا پید ہو کر اور بچہ

تھیمة جمعاء هل تجدون فیہا من جدعاء حتی تکونوا انتو تجدونہا ثوقا ل فطرة الله التي فطر
جناہ آ یا اس میں کوئی کان ناک گناہی ہوتا ہے آخر تم اس کے کان ناک کاٹ دیتی ہو پھر فرمایا وہ ہی تراش اس کے

الناس علیہا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو ہریرة ومغناہ ان کل مولود من اللہ یولد الا
جسیر تراشا لوگوں کو یہ حدیث صحیح صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اس کے سنیے یہ ہیں کہ ہر ایک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی طبیعت

علی الجبلة السلیمة والھیئة المستعدة لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل ہما ركب فیہ من
پیدا ہوتا ہے کہ استعداد معرفت الہی کی اور فسق کرنے کی حق اور باطل میں رکھتا ہو بزرگ اور اس عقل

العقل القویم والوضع المستقیم ولو لم یعرضہ من الخارج فطرة من فساد التریبة وتعلید الابوین و
درست اور وضع راست کی جو اس میں پیدا کی ہے اور اگر اس کو پیش آنا اور پست برادرش کا فساد اور اطاعت مہربان کی اور

الانہماک فی الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصر فطرته الی ما نصرت لمعرفة الله تعالی من الدلائل
کہاں جانا ہوا ہوس میں اور مانند اس کے اور آفتیں تو البتہ وہ اپنی اہلی طبیعت کو دلائل قائم کرنے میں واسطے معرفت الہی کے سرور کرتا

واستدل بہا علی وجودہ تعا و قدمہ ولونہ واحد امتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما
اور استدلال کرتا اللہ تعالیٰ کے وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہو قدرت اور ارادے اور علم اور حیات سو اور تمام اور صفات سو

یلق بہ من الصفات لکن لھدہ عن ذلك ما ذکر من الآفات کما ان البہیمة تولد سویة الاطراف سلیمة من
جو اس کو سزا اور ہین پر اس کو روک دیتے ہیں یہ آفات مذکورہ جیسے جو پائیہ کا بچہ ہاتھ پاؤں سے سالم پورا پیدا ہوتا ہے

الجدع الذی هو قطع الانف والاذن والشفة فلولو یعرض الناس لھا بالکے وقطر شیئ ہما ذکر المقیت سلیمة
اور بچا ہوا جدع سے کہ اس کو معنی کتر دنیا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اس بچے کو دماغ غدیر اور کچھ ناک کان لب نہ کاٹے تو اچھا بھلا چکا

کما کانت فاندہ علیہ السلام شبہ ولادة الطفل علی الفطرة السلیمة بولادة البہیمة سلیمة غیر ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا اتنا ہی علیہ السلام نے آدمی کے بچے کی پیدائش کو اور طبیعت درست کہ مشابہ فرمایا سو ساتھ پیدائش جو بچہ چھوٹے کو اتنا ہی فرق ہو پیدائش

بالسلامة فی البہیمة سلامتها عن العیوب الظاہرة و فی الطفل سلامة عن العیوب المعنویة المانعة عن
سلامتی سے جو پائے کی بچے میں سلامتی ظاہر کی عیوب سے ہے اور آدمی کے بچے میں مراد سلامتی معنوی عیوب سے جو معرفت الہی سے روک دین

معرفة الله تعالی بقول امرہ ونہیہ تحرانہ علیہ السلام بعد ما بین ان الناس کلہم یولدون علی الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنے سے باز رکھیں پھر پھر خدا نے بعد اس بیان کے کہ آدمی تمام سارے درست طبیعت پر پیدا ہوتے ہیں

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل ہما ركب فیہ من العقول ختمہم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کے اور تمیز کے درمیان حق اور باطل کے جو عقل کے زور سے جو انکی اندر رکھی گئی ہے اور انکی طبیعت

علیہا فقال علی طریق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس علیہا فاندہ فی قوة ان یقال ان فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کے تراش اللہ کے جسیر تراشا اور میوں کو پس یہ قول بہتر ہے اس قول کے کہ اپنی ذمہ پر لازم ہے کہ

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل
 فطرت الله کی جو استعداد ہے قابل معرفت الہی اور تمیز کے درمیان حق اور باطل کے اس تقریر کے موافق
 مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتميز بين الحق
 مكلف پر واجب ہو کہ اس فطرت کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کو لائق ہے کہ اس فطرت کو معرفت الہی میں اور تمیز کریمین درمیان حق
 والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفة ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد
 اور باطل کے استعمال کرے اور معرفت الہی سے مراد معرفت ذات الہی کے نہیں ہے اس لیے کہ ذات الہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد
 بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبية وثبوتية اما السلبية فتلزم بها تعالى عن جميع ما لا يليق
 معرفت صفات الہی کی ہے اور صفات الہی قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنے کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات جو اس کا رگ و گل
 به مما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها افعال
 لائق نہیں ہیں جہ صفات سو کہ نیاز سندی اور نقصان لازم آوے اور ثبوتی کی در قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات ہیں جہ افعال الہی متوقف ہیں یعنی قدرت
 وهي القدرة والارادة والعلم والحياة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعال وهي السمع والبصر
 اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جہ افعال الہی متوقف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر
 والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس له علم بوجوده
 اور کلام اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہے جیسے آفتاب اور شمس کی اور نہ معلوم کر لیں اور نہ اس کا وجود
 ضروريا كالعلم يكون الواحد نصف الاشياء حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل
 یہی ہے جیسے ہم ایک عدد کو وہ کا آدھا جانتے ہیں تاکہ اس کا وجود ابدیہت سے معلوم ہو بلکہ اس کا وجود کا علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے
 وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض المراد بالاعيان الاجرام القائمة
 اور دلیل عالم کا حادث ہونا ہر عالم کے حدوث کی دلیل یہ ہے کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سے مراد اجسام ہیں جو ایچر آپ
 بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ينفك عنها وكل
 ہے کہ اعیان قائم ہیں اور اعراض سے مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں سہارے قائم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کے ساتھ قائم ہوتی ہیں اجسام کے ساتھ نہیں ہوتی اور
 منهما ما حادث اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
 پھر دونوں حادث ہیں اعراض میں سے بعضوں کا حدوث تو مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے جیسے حرکت بعد سکون کے اور روشنی بعد اندھیرے کے
 والسواد بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضماد ما ذكره واما
 اور سیاہی بعد سفیدی کے اور بعضوں کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہے اور طریان عدم کا جبیرا وہی مندوں میں اور
 الاجرام فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
 اجسام کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سے خالی نہ ہو سو وہ حادث ہوتی ہے
 خلوها عن الحوادث فلا انها لا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر صدرك بالبدئية والاضطرار
 اجسام کا حادث ہونا خالی نہ ہونا تو ایسے ہے کہ حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اور یہ ظاہر یہی ہے ضرورت نظر آتا ہے
 فلا يحتاج فيه الى تامل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
 اسمین کچھ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہے اور حرکت اور سکون دونوں حوادث ہیں انکا حدوث الہی آگے پھر پیدا ہونے سے ثابت ہے اور
 كل منهما عند وجود الاخر وذلك مشاهدتي بعض الاجرام والاشياء فيه ذلك فاما من ساكن الا
 ایک گزر جاتا ہے جب دوسرا پیدا ہوتا ہے اور یہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہے اور جن اجسام میں یہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے کہ ساکن

والعقل یقض بجواز حرکتہ وما من متحرك الا والعقل یقض بجواز سکونہ فالطاری منها حادث
عقل اسکو متحرک بخوبی کرتی ہے اور جو متحرک ہو اسکو عقل ساکن بخوبی کرتی ہے پس ہر حرکت اور سکون میں اب پیدا ہوگا اور ہر سکون
بطریقہ و السابق حادث اذ لو کان قد یمال استحال عدمہ واما کون مالا یخلو عن الحوادث حادثا
کہ اب پیدا ہوا اور پہلا ہی حادث ہو گا اسواسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اسکو عدم محال ہوتا کہہ سکتا اور جو چیز حادث ہو خالی نہ تو وہ اسکو حادث ہی
فلانہ لو لم یکن حادثا لکان قد یمال ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
کہ اگر وہ حادث نہ ہوتا تو ہر شے قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سے لازم آتا ہے ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہ محال ہے کیونکہ لازم آتا ہے
ان یكون قبل کل حادث حادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص
کہ ہر حادث کو پہلے حادث مرتب موجود ہوں چکا ابتدا نہ تھی جیسے فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص
الجوانات وغیرہا فانہم ومن تبعہم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم
جوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو انکو تابع ہو کہ ابو تین اسلام کی طرف نسبت کرتا ہے اور اسکو اسلام کچھ نصیب نہیں کہتے ہیں کہ عالم
العلوی قد یریداته و صفاته الا الحركات فانها حادثه با شخاصها قديمة با نواعها فلا حرة الا
علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے مگر حرکات نقلیہ جزئیات التبعہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت سے
وقبلها حركة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون الفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا
اوس سے پہلے حرکت ہونے انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون فساد کہتے ہیں یعنی فلك القمر سے پہلے حرکت ہونے
ان هی ولا قدیمة وکل ما فیہ من الصور الاعراض حادثه با شخاصها قديمة با نواعها فلا ولد الا
کہ اسکا ادہ تو قدیم ہے اور تمام صور میں اور اعراض جو جو اس میں موجود ہیں جزئی جزئی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کے قدیم ہیں یعنی جو کچھ سے
من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا راسع الا من بیضة وهكذا الی غیر لہنہایة
سوا پ سے اور جو انڈا ہے سو مرغی سے اور جو مرغی ہے سو انڈا ہے اور جو کہنی ہے سو بیج سے اسی طور غیر نہایت تک
فیلزم علی قولہم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولہم الا و قبلہ حادث لا الی اول و
پس انکو قول پر لازم آتا ہے کہ اتنے حوادث موجود ہوں جتنے اندازے کے انکے قول پر جو حادث ہوں انکے پہلے حادث ہونے انتہا اور
علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یكون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الجوانات
اور تقدیر حوادث غیر متناہی کے لازم آتا ہے کہ پہلے ہر حادث حرکات نقلیہ اور اشخاص جوانات وغیرہ کے
وغیرہا حوادث مرتبة لا اول لها فمالہ ینقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتھی بالنوبة الی وجو الحادث
حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جب تک وہ سب کے سب حوادث گذر چکیں گے تو نوبت پیدا ہونے اس حادث کے جو حال میں جو وہی نہیں
الحاضر لان الحركة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها
آوگی ایسے کہ حرکت آج کی بدو کن رچنوت تمام پہلے حرکات کے نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سے پہلے ہی وہ ہی بدو کن گذر چکے پہلے
مشروطة بمثل ذلك وھل یجرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانہ انک اذا لاحظت الحادث الحاضر
حرکات کے نہیں ہو سکتی ایسی طور کہیں جا اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہے اسکا بیان بدو کر دیکھ جیال کرے حادث حاضر یعنی موجود کو
ثم انقلت منه الی ما قبلہ ولا حظتہ وھل یجرا علی الترتیب لا تقض الی انھایة حتی تجد طریقا
پھر تو خیال کرے اس سے پہلے کو اور اسی طرح ترتیب سے تو کہیں تو انتہا کو نہیں پہنچ سکتا تاکہ طریقہ پیدا ہوا
الوجود الحادث الحاضر فیلزم ان یكون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجو الحادث الحاضر ثابت
اس حادث موجود کا ہر لمحہ آدے اس سے لازم آتا ہے کہ بدو الیش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن جو حادث موجود کا ترتیب ثابت ہے

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشار له فيه اليها ثل انسان ذلاق قد تشترك فيه اليها
 فاهري مراد من من جنس من سوا آواز کے کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اس میں جانور اور انسان برابر ہیں اس لیے کہ اس میں شکر میں کیا خودی سے حسین جانور
 الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله تعالى فما لم يدل
 اور انسان یگان ہوں حاصل ہوتے ہیں کہ آدمی صفات الہی میں سے بزرگ عقل وہ ہی معلوم کر سکتا ہے جس پر اوکو افعال دلالت کرتے ہیں اور جن صفات پر
 عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل
 اور کے افعال دلالت نہیں کرتے جیسے سمع اور بصر اور کلام تو ان کے ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہے اور کبھی نقلی
 اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو ان صفات كمال واضلدها صفات نقصان
 استدلال عقلی ان صفات کے ثبوت پر واسطے اللہ تعالیٰ کے پھر جو کہ یہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان ہیں
 واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
 اور موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ سے اور برسی ہونا صفات نقصان سے واجب ہے اس سے واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ثبت ثبوتها له تعالى
 ان صفات سے اور استدلال نقلی ان صفات کے ثبوت پر واسطے اللہ تعالیٰ کے پھر جو کہ شرع سے انکا وجود واسطے اللہ تعالیٰ کے ثابت ہے
 فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات
 سو واجب ہوا یقین کرنا ان کے ثبوت کا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سے بہت بہتر ہے اس لیے کہ ان صفات پر
 لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لو يكن معلوما لاحد
 افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سے ان کے ثبوت پر استدلال کیا جاوے اور اولی ذات کی کو معلوم نہیں ہے
 حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
 تاکہ معلوم ہو کہ صفات اللہ تعالیٰ کی واسطے کمالیہ ہیں موصوف ہونا ضرور چاہیے اگر ان صفات سے موصوف ہوگا تو انکی اضداد سے موصوف ہوگا
 وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة اليها كمالا ان يكون
 اور کمالیہ ہونا ان صفات کا التہا کے حق میں ہے اور یہ کچھ لازم نہیں ہے کہ جو شئی ہمارے حق میں کمالیہ ہو
 في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والارواح مع كونها كمالا بالنسبة اليها تمتنعان على الله تعالى
 وہ ہنسبہ ذات ہا رہتا ہے کہ ہی کمالیہ ہو کیا کچھ نظر نہیں آتا کہ لذت اور الم ہمارے حق میں کمال ہیں ہر نسبت اللہ تعالیٰ کے محال ہیں
 لكونهما من عوارض الاجسام فلهذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل
 اس واسطے کہ یہ کیفیت جسامتہ ہیں اس بیان کے موافق ان صفات کے ثبوت کے واسطے تمسک نقلی رکنا چاہیے
 عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى تصدق عدي في
 انبیاء سے بھی نبوت صحیحہ سے ثابت ہر جو قائم مقام ارشاد الہی کے ہو کہ میرا بڑا ہیچ کھتا ہے
 كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصدق فعله من الله تعالى
 نہ جو ہری طرف سے حکم بیان کرتا ہے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے ہو یا خاموشی سے ہو ایسے کچھ ہرگز نہ تھا کبھی نے فعلی تصدیق ہے
 لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلة منزلة صريح القول في تصديق رسوله
 اپنے رسول کی کیونکہ معجزہ کبھی فعل ہے افعال الہی سے بخلاف عادت قائم مقام مان ارشاد کے اپنے رسول کی تصدیق کے
 في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده عند دعائه الرسالة صا كان
 واسطے رسالت کے دعویٰ میں شک اللہ تعالیٰ نے جب ایک امرا خلاف عادت اپنے رسول کے انہی رسالت کے دعویٰ کے وقت پیدا کیا تو انہی

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علی ما
 ید ارشاد کیا رسول بیچ کہتا جو جو حکم میری طرف سے پہنچاتا ہے برابر کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے ہو یا خاموشی سے ہو اسکی مثال ہوا حق
 ذکرة العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انار رسول هذا الملك بعثنی الیک
 بیان علماء کے یہ ہے کہ جب ایک شخص بادشاہ کے دربار میں رو بہ و ایک جماعت کے کھڑا ہو کر یہ کہو کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھکو تمہارے پاس
 یکن اوکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال آية صدقی انی اطلب من
 ظانا فلانا حکم دیکر پہنچا ہوا اس جماعت نے اس سے استدلال کی جس سے اسکی صداقت معلوم ہو اور اس شخص نے کہا میری صداقت کا نشان ہے کہ میں بادشاہ
 الملك ان ینخلف عادتہ ویقوم من مقامہ ویقعد ثلاث مرات ففعل الملك ذلك بطیبة فلا ریب
 کہتا ہوں کہ میرے کہنے سے اپنی عادت کے خلاف میں بار کھڑا ہوا اور بیٹھ جاوے پہر بادشاہ ایکے کہتے وہ یہی کرے تو سے شک
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضوری
 یہ حرکت بادشاہ کی قائم مقام اس بات کی جو کہ یہ شخص بیچ کہتا جو جو حکم میری طرف سے بیان کرتا ہے اس سے علم یہی
 یصدق لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشأ ھد ہ بل وصل الیہ خبرہ بالتواتر ولا شک
 اسکی صداقت حاصل ہوگا جو جو یہ حرکت بادشاہ کی دیکھتا اور حکم دیکھتا میسر نہیں ہوگا بلکہ اسکو تواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اس میں کیا شک ہے
 ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰة والسلام فی افادۃ معجزتهم العلم الضوری
 کہ یہ مثال رسل علیہ السلام کے حال سے خوب مطابقت ہے اس باب میں کہ انکی معجزہ سو علم یہی انکی صداقت کا حامل ہوتا ہے جو کہ انکا معجزہ
 بصدقهم لمن شاهدھا ولمن لم یشأ ھد ہ بل وصل الیہ خبرھا بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
 دیکھتے ہیں اور جو نہیں دیکھتے بلکہ انکو تواتر خبر ملتی ہے جب انبیا کا صدق ثابت ہوا
 یجب الايمان بهم ولا یحصل الايمان بهم الا بمعرفۃ ما یجب حقهم وما یتحیل علیہم ما یجوز
 تو انہر ایمان لانا واجب ہوا اور انہر ایمان لانا معبر نہیں ہوتا ہون دریافت کرنے اور احوال کے جو انکو حق میں واجب ہوا اور نہر محال ہوا اور جو انہر
 لهم فما یجب حقهم الصدق والامانة وتبلیغ الامر وتبلیغہ وما یتحیل علیہم اضداد ھذہ
 جائز ہو سوجا اور منافق اور کفر حق میں واجب ہیں صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو انہر محال ہو صدق ان منفقوں کی
 الصفات وہی الکذب والخیانة وکتمان ما امر بہ وتبلیغہ وما یجوز لهم الاعراض البشریۃ التي لا تودی
 یعنی جموٹھ اور خیانت اور چھپانا امر معروف کا اور جو انکے حق میں جائز ہو حالات بشری جس کو انکو بند مرتبہ میں
 النقص فی مراتبہم کالمريض ونحوہ اما وجوب الصدق في حقهم واستحالة الکذب علیہم فلان معجزتهم
 نقصان عام نہ ہو جیسے بیماری اور ماتا سکر اور واجب ہونا صدق کا انکے حق میں اور محال ہونا جوٹھ کا اسلئے کہ انکا معجزہ
 قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال وامانة
 انکی صداقت کی دلیل ہو پس اگر انکو جوٹھ بولنا بھی جائز ہو تو اس سے دلالت معجزہ کی جو صدق پر تھی باطل ہو جاوے گی اور یہ محال ہو اور
 وجوب الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیہم فلانهم لو خالوا بفعل شیء مما هو حرام او مکرم وہ
 واجب ہونا امانت کا انکو حق میں اور محال ہونا خیانت کا اور نہر اسوائے کہ انبیا اگر خیانت کریں کوئی امر حرام یا مکرمہ عمل میں لاکر
 لکننا مومنین باتباعہم فیہ لانه تعالیٰ امر الخلق باتباعہم فی افعالہم واقوالہم وسکوتہم فلو علم الله
 تو حکم یہی انکی اطاعت کا اس باب میں حکم ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو انکو اتباع کا حکم دیا انحال اور قول اور کتب میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان
 منهم خیانة لما امر الخلق باتباعہم فثبت بذلك انه تعالیٰ عصمہم عن فعل شیء مما هو حرام او مکرمہ
 اور ان خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو انکو اتباع کا حکم نظر لانا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معصوم بنایا ہر تمام فعل حرام اور مکرمہ

فلا یقع منهم الا ما هو واجب ومندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق
 من ان عمل ہوتا ہے جو واجب ہو یا مستحب ہو یا مباح ہو یا حرام یا معتبر ذات فعل کے ہر ذرہ مجازاً ذات علیہم السلام کے حق پر ہے
 ان افعالهم دائرة بين الوجوب والتدبیر لا غیر کما یقع منهم کما یقع من غیرهم بمقتضی الشهوة
 کہ افعال مرتبہ واجب ہیں یا مستحب اور کچھ نہیں ایسا کہ انہیں سے مباح بھی نہیں واقع ہوتا ہے اور عوام سے باعتبار شہوت نفس کے
 بل انما یقع منهم بنية صالحة یصیر بها عبادة و اقل ذلك قصد التعليم لغیرہم اذ ثبت هذا
 ہوتا ہے بلکہ اوک اگر ہوتا ہے تو نیک نیت سے ہوتا ہے تاکہ وہ عبادت ہو جاوے اور کم سے کم بارادہ تعلیم غیر کے واقع ہو جب یہ بات ثابت ہوئی
 فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حد عظیم ووجل شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان
 تو ہر مؤمن پر واجب ہے کہ نہایت پرہیز کرنا رہے اور بہت خوف کرتا رہے اپنے ایمان پر مبادا سلب نہو جاوے اس سبب سے
 یصنع باذنه ویلتفت بذنه الی خرافات ینقلها فی حقهم کذبه المؤمنین ویتبعهم فی بعض ما یبعض
 کہ سزا کا لگا کر اور توجہ ہو اپنی فکر سے اون خرافات کی طرف جو ان کے حق میں تھوٹی مٹوئی بیان کرتے ہیں اور بعض بات میں جاہل نفس
 الجھلۃ من المفستل فانہ لقلۃ تحصیلہم وعدم تحقیقہم و بما یفترون فی ذلك بطواہر من الکتاب
 یہی اور کئی تابع ہو گئے ہیں جو لوگ سبب کم علی کے بی تحقیق اکثر اوقات سبب میں کتاب اور سنت کے ظاہر معنی کی اعتبار سے انفر کر بیٹھتے ہیں
 والسنة ولهدا قیل التمسک فی عقائد الایمان بمحرم طواہر الکتاب والسنة من غیر تفصیل
 اسی لئے کہتے ہیں کہ سند کر فی عقائد ایمان میں صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کے سر بدون تفصیل کے
 بین ما یتحیل ظاہرہ منہما و بین ما لا یتحیل فلا خفاء فی کونه اصلا من اصول الکفر
 در بیان اون امور کے جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونوں کے محال ہیں یا محال نہیں ہیں سو نیک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہے
 والبدعة قال الامام السنوسی وکذا تلقت هذا العلم من مخرج الکتاب والمشائخ المصنفین والمتفقین
 امام سنوسی کہتے ہیں اور ایسے ہی ایمان لینا اس علم کا مرتبہ مشائخ غلط کاروں کی کتابوں سے اور فقہاء بے تحقیق سے
 بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ فی حقہم واستحالة الکتمان علیہم فلا نهم لو کتموا شیئا مما امر بالتبلیغ
 اور امر معروض کی تبلیغ اور محال ہونا چھپانے کا ایسے واجب ہے کہ اگر انہیں علیہم السلام چھپا لینے کچھ بھی امر معروض میں سے
 لکان الناس ما مورن یا تباعہم فی کتمان بعض ما امر بالتبلیغ من العلم النافع من اضطرار الیہ وکیف یتصور
 تو امت کو یہی اور کئی اتباع کے لیے حکم ہوتا واسطے چھپانے کے بعض امر معروض کے نیسے جو علم کہ مفید ہو حاجت مند کو اور کتب تصویب میں آسکتا ہے
 ذلك و لئلا حرام ملعون فاعله بشہادۃ قوله تعالی ان الذین یکتمون ما انزلنا من الکتب والهدای
 حال ہے کہ چھپانا حرام ہے چھپانے والا ملعون ہے اس آیت کی گواہی سے جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نہیں اور انہیں صاف حکم اور راہ کے نشان
 من بعد ما یبئنا للناس فی الکتب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون واما جوار
 سبب اس کے کہ ہم ان کو کہوں گے لوگوں کے واسطے کتاب میں ان کو لعنت دینا جو اللہ اور لعنت دینے میں سبب لعنت ہے جوار اور
 الاعراض البشریۃ لہم فلا تهاک تضر فی رسالتہم وعلومہم بل ہی ما یزید فی مراتبہم عتبار تعظیم
 حالات بشری اون کے لئے اس واسطے جائز ہیں کہ ادنی رسالت اور علوم عرب میں ہلا مضر نہیں ہیں بلکہ وہ حالات اون کا مرتبہ اور جرات ہے میں باجائز
 اجرہم من جهة ما یقارنہا من طاعة صبرہم کونہ تعالیٰ کان قاصدا علی الصیالہ الیہم ذلك الثواب
 ثواب کے جو ان کو سبب کی عبادت پر ملتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان کو یہ ثواب
 العظیم بلا مشقۃ یلحقہم لکن بعظیم حکمتہ اختاران یوصل الیہم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
 عظیم سے مشقت پریشانے عنایت کرتا ہے اپنی حکمت عظیم سے یہ ہے کہ ان کو یہ ثواب بعد اس مشقت کے عنایت جو

رافقا بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیہم الا لوهیة و فیہا ایضا عظم دلیل علی صدقہم و کونہم
واسطے نرمی کے منیف عقول ہوتا کہ ایسا کو مجبور نہ سمجھ لیں اور اس میں بھی اور کمی صداقت کی بڑی دلیل ہے اور اس کی کہ وہ اللہ کی طرف سے بھی ہو گئے
مبعوثین من عند اللہ تعالیٰ و کون ما ظہرت علی ایدیہم من الخوارق مخلوقة اللہ تعالیٰ من غیر
آئے ہیں اور جو جو معجزے ان کے انحراف پر ظاہر ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کر ہوئے ہیں

ان یكون لهم قدرة علی اختراعہا اذ لو كان لهم قدرة علی اختراعہا لدفعوا عن انفسہم ما هو یسیر
ان کو ان معجزات کے جاری کرنے میں کبھی دخل نہیں ہے اس واسطے کہ اگر ان کو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ البتہ اپنی جان پر ہوا جس آسان کو دور کر دیتا
منہا من المرض والجوع والعطش والحر والبرد و اذیة الخلق ونحو ذلك و فیہا ایضا فائدة عظيمة
یعنی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرمی جاڑے کی تکلیف دہی خلق کی اور انہما کے اور اس میں بڑا فائدہ ہے
وہی تشیع الاحکام للخلق المتعلقة بہا كما عرف فی شریعتنا احکام السہو فی الصلوة من سہو
وہ جاز ہونا احکام کا واسطے عوام کے جو ایسے حالات سے متعلق ہیں جہاں جہاں جاری شریعت میں احکام سہو کے نام میں معلوم ہو گئے

نبینا علیہ السلام فی الصلوة و کیفیة اداء الصلوة فی حال المرض والخوف من فعلہ علیہ السلام
ہمارے نبی کے ہو کر نے جو نام میں اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف میں نبی علیہ السلام کے فعل سے معلوم ہو گئے
وہیئة اکل الطعام و شرب الماء و نحو ذلك من اكله و شربه المجلس السادس عشر
اور وضع کھانا کمانے اور پانی پینے کی اور ماہد اسکے آپ کے کھانے اور پینے سے
سولہویں مجلس

تحقیق السعید والشق و بیان اقسام الکفر و غیرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
تکبیر اور بدعت کی تحقیق میں اور کفر و غیرہ کی قسمیں بیان کرنے میں
فرا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان العبد یعمل عمل اهل النار و انه من اهل الجنة و یعمل عمل اهل الجنة و انه من اهل النار
و سلم نے بیک بعضا بندہ عمل کرتا ہے دوزخیوں کے سو اور وہ ہوتا ہے اہل جنت سے اور عمل کرتا ہے جنتیوں کے سو اور وہ ہوتا ہے دوزخی
وانما الاعمال بالخواتیم ہذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ سهل بن سعد و لیس فیہ دلالة
اعمال خاتمہ ہی پر معتبر ہوتے ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے سهل بن سعد کی روایت سے اس حدیث میں عمل
علی ترک العمل بل فیہ حدیث للعبد علی مواظبة الطاعات واجتناب السيئات فی کل وقت من
ترک کرنے کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں بندہ کو واسطے دائمی طاعات کی اور گناہوں سے اجتناب پر رغبت ہو ہر وقت

اوقات العمر خوفا من ان یكون ذلك الوقت اخر عصره و فیہ ایضا خبر لہ عن العجب و الفخر بالاعمال
تمام عمر اس خوف سے کہ بنیاد عمر کا یہ ہی آخری وقت ہو اور اس میں زجر ہی جو اعمال پر تکبر اور خوش ہونے سے

لانہ لا یدری ماذا یدیبہ فی العاقبة اذ رب شخص یعمل عمل اهل الجنة من الايمان والطاعات و فی
اس لیے کہ وہی کیا خبر ہے کہ عاقبت کو کیا حال ہو گا اس واسطے کہ بعض شخص عمل بہشتیوں کے کرتے ہیں ایمان اور عبادات اور

تقدیر اللہ تعالیٰ انہ من اهل النار فیتحول فی اخر عمره من الايمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الہی میں وہ دوزخی ہو سو آخر عمر میں وہ ایمان اور طاعات سے کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاوے گا پھر

علی الکفر والمعاصی فیدخل النار و رب شخص یعمل عمل اهل النار من الکفر والمعاصی و فی تقدیر اللہ تعالیٰ
کفر اور معاصی پر مرکب دوزخ میں داخل ہو گا اور بعض شخص عمل کرتے ہیں دوزخیوں کے سو کفر اور معاصی اور تقدیر الہی میں

انہ من اهل الجنة فیتحول فی اخر عمره من الکفر والمعاصی الی الايمان والطاعات و فی تقدیر اللہ تعالیٰ
وہ جنتی ہے سو وہ آخر میں کفر اور معاصی سے بچ کر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاوے گا پس ایمان اور طاعات پر مرکب

فليدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواص يعني ان اعمال العبد
 جنت من داخل هو كما هي في الدنيا من غير ان ياتي به من الاعمال فانما هو من الاعمال آدمي کے
 متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعلموا ان كل
 سادات اور شقاوت میں آخر عمر سے متعلق ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل
 مُبْتَسِرٌ لِمَا خَلَقَ لَهُ اِمَامٌ مِّنْ كَانٍ مِّنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُتَبَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاِمَامٌ مِّنْ كَانٍ مِّنْ اَهْلِ
 آسان ہو گا جس کے واسطے وہ شخص پیدا ہوا ہے یعنی جو شخص سعادت مند ہے اور اسکو اعمال سعادت مندوں کے میں سے ہونگے اور جو شخص
 الشقاوة فسَيُتَبَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَانَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ اَنَّ كُلَّ اَحَدٍ
 و جنت ہو اور اسکو بدجنوں کے سے عمل آسان ہونگے جس نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا
 تَبَاءٌ وَمَوْقِفٌ لِّلَّذِي خُلِقَ لِاجْلِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَمَنْ خُلِقَ وَقَدْرَانَهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَجْرِي اللهُ تَعَالَى
 سامان اور تمھارا جوار ہے جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہے اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالیٰ
 عَلَيْهِ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَسْرُهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَسْمَعُ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقٍ وَقَدْرَانَهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
 اور اس کے احوال پر اعمال جنتیوں کے جاری کرے اور اس پر آسان کر دیتا ہے آخر مر کر جنت میں چلا جاتا ہے اور جو شخص پیدا ہوا ہے اس پر کہ وہ دوزخی ہے
 يَجْرِي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ وَيَسْرُهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَسْمَعُ وَيَدْخُلُ النَّارَ فَاَلْعَلَّ دَلِيلُ الْغَيْبِ الظَّنُّ
 تو اللہ کے احوال پر اعمال دوزخیوں کے عمل پیدا کرے آسان کر دیتا ہے آخر مر کر دوزخ میں چلا جاتا ہے پس عمل باعتبار ظن غالب کے اسکی دلیل ہے
 اَنَّ الشَّخْصَ مِنْ اَيِّ الصَّنَافِ يَكُونُ وَمِنْ هَذَا كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيَّ اَنْ لَا يَكُونَ خَالِيًا عَنِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ
 کہ آدمی دوزخ میں سے کونسا ہے اس بیان سے واجب ہے کہ آدمی کہیں کسی وقت تمام عمر میں سے نیک عمل سے خالی نہ رہے
 فِي وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ لِاَنَّهُ لَا يَدْرِي مَتَى يَأْتِيهِ الْمَوْتُ ذَلِيلٌ لِّسَلْهَةِ سُنِّهِ وَلَا وَقْتٌ مَعْلُومٌ وَلَا مَرَضٌ مَعْلُومٌ
 کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اسکو موت کب آجائے گی اسکو کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہے اور کوئی بیماری مقرر ہے
 فَطَوْبَى لِمَنْ رَفَقَهُ اللهُ تَعَالَى الْفَهْمُ وَالْيَقِظَةُ مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَالتَّفَكُّرُ فِي اَمْرِ الْخَاتِمَةِ وَاسْئَالَ اللهِ اَنْ يَجْعَلَ لَنَا
 پس کیا خوب شخص ہیں جنکو اللہ تعالیٰ انھیں اور بیداری عنایت کی ہے خواب غفلت سے اور سوچ و سمجھ خاتمہ کی حال کی اور دعا لگتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ موت
 فِي خَيْرٍ مَّعَ الْبَشَارَةِ فَاِنَّ الْمُؤْمِنَ لَهُ بَشَارَةٌ مِنْ اَللّٰهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ
 اچھوتی بشارت کے ساتھ دے نیک مومن کو اللہ کی طرف سے موت کو وقت بشارت ہوتی ہے جو جانا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق جنھوں نے
 قَالُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ تَعَالَى اسْتَقَامُوْا تَنْزِيْلًا عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَا تَخٰفُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَابَشِّرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
 کہ آپ بتانا اللہ ہی بہرہی پر نہیں ہے جو اون پر اور ترنے میں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سوادس جنت کی جس کا تم کو
 تُوْعِدُوْنَ فَانَّهُ تَعَالَى بَيْنَ فِي هَذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ الَّذِيْنَ اَقْرَبُوْا بِوَبِيْتِهِ وَاَعْتَرَفُوْا بِوَحْدَانِيَّتِهِ تُوْعِدُوْنَ اِقْرَارَ
 وعدہ بتانا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ جس نے اسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو ان لیا پھر وہ اسی اقرار
 عَلٰى ذٰلِكَ الْاِقْرَارِ وَالْاِعْتِرَافِ اِلَى الْمَوْتِ بِاَتِيَانِ جَمِيْعِ الْمَامُوْرَاتِ وَاجْتِنَابِ جَمِيْعِ الْمَنْهِيَّاتِ اِذْ لَا يَتَحَقَّقُ
 اور قبولیت پر موت تک قائم رہا اسطور کہ تمام احکام بجالاتا رہا اور تمام منہیات سے پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری
 الْاِسْتِقَامَةُ بِدَوْنِ ذٰلِكَ بَلْ يَحْصُلُ الْاِعْوَجَاجُ بِتَرْكِ شَيْءٍ مِنَ الْمَامُوْرَاتِ وَارْتِكَابِ شَيْءٍ مِنَ الْمَنْهِيَّاتِ
 استقامت بدون اس کے نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجاتی ہے امورات کے ترک اور منہیات کے عمل سے
 تَنْزِيْلًا عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ جِهَتِهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ بِالْبَشَارَاتِ الَّتِي هِيَ قَوْلُهُمْ اَلَا تَخٰفُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
 تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے موت کے وقت فرشتے یہ بشارت لیکر آتے ہیں کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التي وعدكم الله تعالى بها على لسان نبيكم قال لا عدائهم فقتنوا الموت ان كنتم صديقين
اور خبر نبوت کی ہوا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا تمہارے نبی کی زبان پر اور اذکار دشمنوں کے حق میں یہ فرمایا تو مناؤم رکھو اگر تم سچے ہو
وَلَا يَتَمَنَّوْنَ اَيْدِيَ اَبْسَا قَدَّمَتْ اَيْدِيَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ فَبَيْنَ سُبْحٰنِهِ وَتَعَالٰى فِي هَذِهِ الْاٰيَةِ
اور کہیں نہ مانا دینگے مزا اس واسطے کہ آگے بیچ چکے ہیں اور ان کے ہاتھ اور اس کو خوب معلوم ہیں گنہگار اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا
ان الصّٰدِقِيْنَ فِي اَقْرَابِهِمْ لِكُوْنِهِمْ مُسْتَعِدِّيْنَ لِلْمَوْتِ يَتَمَنَّوْنَهُ وَلَا يَفْرَحُوْنَ مِنْهُ لِكُوْنِ عِلْمِهِمْ حَسَنًا وَّامَّا
کہ جو سچے اقربا کر بنوائے ہیں موت کے سامان جو کرتے رہے ہیں تو موت کو مانتے ہیں اور اوتی ہوا گئے نہیں اس لیے کہ ان کے عمل نیک ہیں اور
الظّٰلِمُوْنَ فَلَعَدَمُ كُوْنِهِمْ مُسْتَعِدِّيْنَ لِلْمَوْتِ لَا يَتَمَنَّوْنَهُ بَلْ يَفْرَحُوْنَ مِنْهُ لِكُوْنِ عِلْمِهِمْ سَوْءًا فَاِنْ لَعَلَّ السَّوْءَ
قالم جو کہ سامان موت کا نہیں کرتے رہے تو موت کو نہیں مانتے بلکہ اس سے بہا گئے ہیں کیونکہ ان کے عمل بے ایمان کیونکہ عمل بے
وَاِنْ لَمْ يَخْرُجِ الْمُؤْمِنُ عَنِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اَنَّهُ سَبَبٌ لِّسَوْءِ عَاقِبَتِهِ وَشَوْءٌ عَاقِبَتُهُ فَاِنْ سَوْءُ الْعَاقِبَةِ لَا يَكُوْنُ
اگرچہ مومن کو نکلے ایمان تو بالفصل نہیں کرتا یہ وہ سبب ہوتا ہے خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اس واسطے کہ بد خاتمہ وہی کا ہوتا ہے
الْاِيْمَانُ كَانَ لَهُ فِسَادٌ فِي الْاِعْتِقَادِ وَاَصْدَارِ عِلْمِ الْمَعَاصِي وَاَعْدُوْلٍ عَنِ اِلْتِقَامَتِهِ اَوْ ضَعْفٌ فِي الْاِيْمَانِ
جسے اعتقاد میں فساد ہوتا ہے یا گناہوں پر اٹھا رہتا ہے یا استقامت سوسل جاتا ہے یا اس کا ایمان سست ہوتا ہے
اَمَّا الْفِسَادُ فِي الْاِعْتِقَادِ فَاِنْ يَكُوْنُ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنْ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ فَاِنْ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ سِتَّةٌ اَحَدُهَا شِرْكُ
پر فساد اعتقاد کا پیر سے کہ اس کے دل میں کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمیں چہر ہیں ایک شرک
اِسْتِقْلَالٌ وَهُوَ ثَبَاتُ الْهَيْئِ مَسْتَقْلِلِيْنَ كَشِرْكِ الثَّنُوِيَّةِ فَاَنْهَرَقَا لَوْ اَنْجَدْنَا فِي الْعَالَمِ خَيْرًا كَثِيْرًا وَّشَرًّا
بالاستقلال یعنی سمت وہ یہ جو کہ دو اللہ مستقل ثابت کرے جیسے تنویہ کرتے ہیں وہ پیر کہتے ہیں کہ ہم عالم میں پہلا ہی بہت دیکھتے ہیں اور برائی ہی
كَثِيْرًا وَّالْوٰحِدُ لَا يَكُوْنُ خَيْرًا وَّشَرًّا بِالضَّرُوْرَةِ فَلَا يَدَانَ يَكُوْنُ لِكُلِّ مَنَّهُمَا فَاعِلٌ عَلٰى حُدُوْدِ ثَمَرَاتِهِمْ
بہت دیکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ذات واحد سو خیر اور شر نہیں ہو سکتا ہیں بالضرور دونوں کا فاعل الگ الگ ہو گا پھر اس فرقہ کی
الْقِسْمِ وَاَقْسَمِيْنَ الْقِسْمِ الْاَوَّلِ لِلْمَانُوِيَّةِ وَالدِّيْصَانِيَّةِ فَاَنْهَرَقَا لَوْ اَفَاعِلُ الْخَيْرِ وَالنُّوْرِ فَاعِلُ الشَّرِّ وَالظُّلْمَةِ وَالْقِسْمِ
دو قسم ہو تیں پہلی قسم نو مانویہ ہے اور دئیصانیہ انکا پھر قول ہے کہ خیر کا فاعل تو نور ہے اور شر کا فاعل تاریکی ہے
الثَّانِي الْمَجْمُوْسُ فَاَنْهَرَقَا لَوْ اَفَاعِلُ الْخَيْرِ يَزِدَانِ وَقَاعِلُ الشَّرِّ اَهْرَازُ مِنْ يَعْزُوْنَ بِهِنَّ الشَّيْطَانُ ثُمَّ اَخْتَلَفُوْا فِي اَنْ
قسم مجوس میں پہلی کہتے ہیں فاعل خیر کا بزدان ہے اور شر کا فاعل انہر از ہے یعنی شیطان پھر ان میں کو حق میں اختلاف کیا ہے
اَهْرَازُ مِنْ قَدِيْمٍ كَزِدَانِ اَوْ حَادِثٌ مِنْهُ وَالثَّانِي مِنْ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ شِرْكُ تَبْعِيْضٍ هُوَ جَعْلُ الْاِلٰهِ مَرْكَبًا
آہر از بزدان کے نام قدیم ہے یا اس کا پیدا کیا ہوا حادث ہے اور دوسری قسم شرک کی شرک تبغیض ہے اور وہ مرکب کرنا اللہ کا
مِنَ الْاِهَةِ كَشِرْكِ النَّصَارِيْ فَاَنْهَرَقَا لَوْ اَقَابِيْمُ الثَّلَاثَةِ الَّتِي هِيَ الْوَجُوْدُ وَالْعِلْمُ وَالْحَيٰوةُ وَحَكْمُوْا
کئی اللہ سے ہے شرک نصاریٰ کا نصاریٰ کے زمین اصول ثابت کئے ہیں وجود اور علم اور حیات پر ان تینوں پر
عَلَيْهَا يَبْتَدِئُ الْاِهَةُ ثَلَاثَةٌ وَاَعْتَقَدُوْا اَنَّ الْاِلٰهَ جَوْهَرٌ مَّرْكَبِيٌّ مِنْ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ وَقَالُوْا اَجْمَعُ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ
پر حکم کیا ہے کہ تینوں خدا ہیں اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ جوہر ہے اور تینوں جوہر ہیں کہ مجہول ان تینوں کا کہ
اَللّٰهُ وَاَحَدٌ وَجَعَلُوْا الذَّاتَ الْوٰحِدَةَ ثَلَاثَ صِفَاتٍ وَذٰلِكَ عِزْمٌ مَّعْقُوْلٌ الْعَاقِلُ وَالثَّلَاثُ مِنْ اَنْوَاعِ
اللہ واحد ہے ایک ذات واحد کو تین صفتیں تیسرے ہیں اور یہ عاقل کے نزدیک معقول نہیں ہے تیسرے قسم شرک کی
الشِّرْكِ شِرْكُ تَقْرِيْبٍ وَهُوَ عِبَادَةٌ غَيْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى لِيَقْرَبَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى شِرْكٌ مَّتَقَدِّمِيْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ
شرک تقرب ہے اور وہ پوجنا غیر کا جو اللہ تعالیٰ کے نام کہ اللہ سے نزدیک کر دے جیسو شرک تقدیم میں بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هو عليه من غاية الدنلة ونهاية الحقارة سوء
انكى فيل بين جب يور ايا كه جار عبادت كرنا مولے بزرگ كو اس حال ميں كه بكو دنات حاصل هو اور هم بيسه سفير ميں بيسه
ادب عظيم تقربوا اليه بعبادة من هو اعلى منه وعندة كالمسكة والشمس والقمر والنجوم و
بے اوسى بے اسلے قرب الہی کے واسطے جو جنا اون چیزوں كا شروع كيا جو انسا او كے خيال ميں بہتر تھين جيسے فرشتو اور سورج اور چاند اور ستارو اور
النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا لعبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
اگر اور انسا اسكے پورا دونوں نے جب ديكھا كه جيسے ہم عبادت كرتے ميں وہ ہمارے سامنے سو غائب ہو جاتے ميں تو انكى صورت كر بت بنايو جيسے كوئى اذكار موجود
عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ونيتهم في ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا له
غائب ہو جانا تو ان تيموں كو پوجنے لگے اور غرض انكى اس سے يہ تھی كه تزيك ہو جاوے اور اس سے جس كا بت بنايا ہے
وقصد هو من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان بعقولهم واقصدهم
اور اس سبب سے يہ مراد ہي كه مولے بزرگ سے قريب ہو جاوے يہ شيطان انكے عقول كو كھلونا بنا كر
في الضلال والرابع من انواع الشرك تقليد وهو عبادة غير الله تعالى تقليد للغير كشرك
گراہ كر ديا اور چوتھى قسم شرك كى شر ك تقليد ہے اور وہ بوجہ غيبر اللہ كا اور ان كو ديكھ كر جيسے شرك
متاخرى عبادة الاصنام فانهم لما وجدوا اباؤهم واجدادهم مشغولين بعبادتها قلدهم فيها
پھيلے بت پرستوں كا انہوں نے ايضاً باب را اون كو جو بت پوجتے ديكھا بت پرستى ميں اذكار تابع ہو گئي
وقالوا انا وجدنا اباؤنا على امة ولانا على امة مقتدون وهو كما بانهم في ضلال مبين والخامس
اور كہتے گئے ہيڑا بے ايضاً باب را او پر اور ہم انہو كے قدموں پر چلے ميں اور انسا بے باب را او كے انسا صريح گمراہ ميں ميں
من انواع الشرك اسباب وهو اسناد التأثير للاسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبايعين
ايضاً ميں قسم شرك كى شرك اسباب ہر اور وہ نسبت كرنا تاثيرات كا اسباب سے موافق عادت كے جيسے شرك حكما يونان اور طبيعون كا
ومن تبعهم على ذلك من جهلة المؤمنين فانهم لما راوا ارتباط الشعب بكل الطعام وارتباط الرى
اور جو انكے ساتھ ميں اسباب ميں جايلے اسلے ميں انہوں نے جب ديكھا كه ربط علم سيري كا كہانا كہانے سے اور ربط تازگى كا
بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس نحو ذلك مما لا ينصرف هموا
باني پيڑ سے اور ربط ستر پوشى كا كپڑا پيڑ سے اور ربط روشنى كا سورج سے ہر اور انسا اسكے نئے قياس تو
بجهلهم ان تلك الاشياء هي المؤثرة فيما ارتبط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فيها وهي
اپنى جمالت سے يہ سمجھو كه يہ ہي چیز ميں مستقل تاثير ركھتى ميں ايضاً بيسه سيات ميں ! تو اپنى طبع كى تاثير سے بيزور قوت كو كه اللہ تعالى تو انہيں پيدا كيا اور
غلط وسلب غلطهم قياسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذى شاهدناه انما هو تاثير شئ
سب غلط ہر اور سب غلطى كا يہ ہوا كه امور سب پر معقولات كو قياس كر ليا ہو كيونكه جو يہ ديكھو ميں تو يہ ہي اثر ليا ايضاً كيونكه
عند شئ وهذا هو حظ الحس اما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من
اس كى چیز ميں سے يہ ہر موسم ہوتا ہے اور تاثير اسلے جو اس ميں ہوتى ہے سو وہ صرف عقل سے دريافت ہو سكتى ہے چيں قسم
انواع الشرك الاغراض هو العمل لغير الله تعالى كشرك المرائين فانهم عند عملهم المأمور به
شرك كى وہ شرك اغراض ہے اور وہ عمل كرنا واسطے غير اللہ كے جيسے شرك ربا كارو كجا جيسے ربا كار كوئى مامور ہے
من واجب مندوب وعند تركهم المنهي عنه من محرم او مكروه ليس مقصود هو طلب رضا الله
واجب يا مستحب ادا كرتے ميں يا حيب كسى سنى عند حرام يا مكروه سے اجتناب كرتے ميں تو انكو مقصود رضا مندوبى خدا تعالى كى انہيں ہے



بل مقصود ہم مجرد نبل مدح من بعض عبیدہ او حب منہ لہ اور یا سہ من عندہ او ظفر جمال ہے
 بلکہ اکی مراد مرین ترفیع کرانے بعض بندگان الہی سے ہوتی ہے یا محبت اپنی از کو دلین یا ثمالی او کئی نزدیک یا او شو کچھ مال حاصل کرنا
 من قبلہ او صرف مدامتہ بخافہا منہ ومثلہ العلیٰ علیہ السلام والظفر بالجوہر والقصور ونعیم الجنات
 یا اور کرنا پائی کا جو او کو طرف سے خون ہو اور ایسا ہی ہے عمل کرنا مرین واسطی حاصل کرنے جو رکن اور مخلوق اور شہنشاہ بہشت کے
 والسلامۃ من اللذیران والسبب المحامل لہ علیٰ ذلک نسبا نھم توجیدہ تعالیٰ حتی تو ہو مال مکان
 اور واسطی بجز کے آگ سے اور یہ سب فنادینت ایسے ہے کہ خدا کی توحید کو بھول جاتے ہیں بیان تک کہ او کو جو وہم ہوا کہ
 حصول نفع او ضرر من غیرہ تعالیٰ تو ہو ہو او کو الخلق قادرین علی النفع والضرر حتی راعوہم
 لعل اور ضرر سوا اللہ تعالیٰ کے اور سہی ہو سکتا ہے اور یہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کا قدرت ہو کہو کہو
 فی طاعتہم وتو ہو ہو او کو طاعتہم مؤثرہ فی استجلاب نفع او دفع ضرر الدنیا والآخرۃ
 اپنی طاعت میں وہی رعایت کرنے لگے اور یہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہو نفع پیدا کرنے میں اور ضرر دفع کرنے میں دنیا اور آخرت کے
 ولس کذلک بل لو انھم احضروا فی ذھنہم انفرادہ تعالیٰ بخلق جمیع الکائنات بلا واسطۃ
 اور حقیقت میں یہ نہیں ہے بلکہ اگر یہ لوگ وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اپنی ذہن میں قائم رکھتے کہ پیدا کرنا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہے
 وعدم تاثر لکل ما سواہ فی اثرہا ومن جملۃ ذلک طاعتہم لکانوا لا یقصدون بطاعتہم
 اور کسی امر میں کیونکہ ہلکا کچھ تاثیر نہیں ہو اور اس میں طاعت اور کئی ہی داخل ہے تو کبھی اپنی طاعت سے جسکی او کو توفیق ہوئی ہے
 التي وقفوا لھا الا مجرد الامتثال لامر اللہ تعالیٰ تو لطمعوا عندہا فہما وعدہ اللہ تعالیٰ من
 سوا اطاعت امر الہی کے کچھ غرض نہ کہتے ہر بعد اطاعت کے خواہش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے
 الخیر معہا بعض فضلہ من غیرہ وجوب ولا استحقاق وحکم الاسباعۃ الاولیٰ التي ہی شریک
 نعمت کا ادیکے بعض فضل سے کہنا اور سپردا جب ہے نہ اس کا کچھ حق ہے اور حکم شریک کی پہلے چاروں قسم کا کہ وہ شریک
 استقلال وشرک تبعیض وشرک تقریب وشرک تقلید الکفر بالاجماع وحکم السادس الذی ہو
 استقلال ہے اور شرک تبعیض ہے اور شرک تقریب ہے اور شرک تقلید ہے بالاتفاق کفر ہے اور حکم چھٹے قسم کا
 شرک الاغراض المعصیۃ بالاجماع وحکم الخامس الذی ہو شرک الاسباب التفصیل
 جو شرک اغراض ہے بالاتفاق معصیت کا ہے اور حکم پانچویں قسم کا جو شرک اسباب ہے اس تفصیل پر ہے
 وھوان اھل ہذا الشرک فی اعتقادہم التاثر لک التک الاسباب مختلفون فمنہم من یعتقد ان تلک
 کہ ایسے شرک انجو اعتقاد میں تاثر ان اسباب کی سببیت میں کو طرح پر جان تو ہیں بعضے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ
 الاسباب تو اثر بطبعہا وحقیقہا فی الاشیاء التي تقارنہا ولا خلافہ کفر من یعتقد ہذا ومنہم
 تاثر ان اسباب کے جن اشیا سے بہتے ہیں طبعی اور حقیقی ہے ایسے اعتقاد والوں کے کفر میں کیونکہ خلاف ہیں ہے اور بعض
 من یعتقد ان تلک الاسباب لا توثر بطبعہا وحقیقہا بل بقوة او دعوا اللہ فیہا ولو نزعہا منہا
 یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اسباب باعتبار طبعیت اور حقیقت کے اثر نہیں کرتے بلکہ بزور ایک قوت کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اسباب میں پیدا کی ہے اور اگر قوت کو اٹھین
 لا توثر قد تبعمہم فی ہذا الاعتقاد کثیر من عامۃ المؤمنین ولا خلافہ فی بدعۃ من یعتقد ہذا
 تو اثر باقی ہے اس اعتقاد میں اکثر عوام مسلمان ہی اون کے شامل ہیں ایسے اعتقاد والوں کے بدعتی ہونے میں خلاف نہیں ہے
 وانما الخلاف فی کفرہ فمن کان فیہ شی من ہذا المذکورات ولم یسع فی زالتہ عن نفسہ واصلاح
 خلاف ہو تو کفر میں سے ہے اس میں شکی نہیں کوئی سا اعتقاد ہوا ان مذکورات میں سے اور وہ او کو دور کرنے میں سعی مذکر ہے اور اپنا اعتقاد دور کرنا

۸

شانہ بختمہ بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان شاهده وصلاحه انما ينفعه
 زاد من كماله به هو كما ان صلاح ركنا هو اسوا من كماله اور صلاح ركنا هو اسوا من كماله اور صلاح ركنا هو اسوا من كماله
 اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
 كتب ساتھ اعتقاد صحیح کے موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد

الصحيح الموافق له ابل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لها فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
 صحیح کے موافق کتاب اور سنت کے ہو بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کے کتاب اور سنت سے مخالف سو کچھ فائدہ نہ دینگا اور معاصی پر اصرار کرنے
 فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
 کہ اسکی دل میں معاصی کے بہت پیدا ہو جاوے تو انسان اپنی زندگی پر مبن جو جو محبوب رکھتا ہے مرتے وقت وہ یاد آتے ہیں پھر اگر
 ميله الى الطاعات اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
 اس رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتے وقت ان طاعات یاد آئیں گی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فما يغلب عليه حين نزول الموت به
 معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتے وقت معاصی یاد آئیں گی پس جتنے وقت تضرع کے حال میں

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي تقيده قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
 توبہ سے پہلے کوئی شہوت تمام شہوات میں سے یا کوئی گناہ گناہوں میں سے دل پر غالب آجاتا جو پورا دل ادھی میں آؤ لہذا رہتا اور وہ ادھی میں دروہ
 سابه وسبب الشقاوته في اخرجياته لقوله عليه السلام المعاصي يريها الكفر والذى لم يرتكب
 رب میں پورہ ہو کر آخر وقت میں غمی بنا دیتا ہے واسطے قول علیہ السلام کے کہ گناہ کفر کے ابھی ہوتے ہیں اور جنہو اصلا کوئی گناہ
 ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
 نہیں کیا یا گناہ تو کیا پرتوبہ کرنے سو وہ شخص ایسے اندیشے سے پاک ہے اور استقامت سے مل جاتا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير حاله وخرج عما كان
 اسطہ پر کہ اس میں بھی پیدا ہو جاوے اگر کچھ شخص ابتدا میں مستقیم تھا پھر اپنے حال سے بدل گیا اور جن اوصاف بہ
 عليه في ابتدائه يكون سببا لسوء خاتمه وشوم ما قبله كان في ابتدائه رئيس
 ابتدا میں بنا اس سے الگ ہو گیا تو یہ سبب خاتمہ اور عاقبت نحوس کا ہو جیسے ابیس کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار

الملائكة ومعلمهم واشدهم اجتهاد في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين
 اور انکا استاد اور عبادت میں بڑا سامعی تھا یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمین میں

موضع شبرا الا وهو قد سجد فيه ثولما امر بالسجود لادق النبي عليه السلام ابي واستكبر وكان من الكافرين
 کہیں بالشت بہر جگہ اسکے سجدے سے خالی نہیں رہی تھی پھر جب اسکو آدم کے لیے سجدہ کا حکم ہوا تو نہ مانا اور کبر کیا اور وہ تباہ کنوں میں سے
 وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه
 اور جیسے لبسام باعور کا بچا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں عنایت کیں بہ وہ ادنیٰ الگ ہو کر دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ہوا سے بچ گیا

كان من الغويين وكبر صيما العابد الذي قال له الشيطان اكفركمنا كرف قال ابي برئى منك ابي اخاف
 گمراہ ہو گیا وہ جیسے بر صیما عابد جسکو شیطان نے کہا منکر ہو جاوے وہ منکر ہوا تو کہا میں تجھو الگ ہوں مجھو اندیشے سے
 الله رب المؤمنين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تدرأ منه مخافة ان يشا ركه في العذاب
 اللہ کا حق پروردگار ہے عالم کو ایک شیطان نے اسکو کفر پر ابھرتے کیا جب وہ کافر ہوا تو اس سے الگ ہو گیا انھوں نے کہا کہ اگر وہ کفر میں شریک ہو جائے

ولم یفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهم اثمهما في النار خلدت فيهما وذلك جزاء

اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر آخرا دن دونوں کا یہ ہو کہ وہ دونوں میں الگ ہیں سارے میں اس میں اور کچھ
الظالمین واما الضعف فی الايمان فبان یكون حب الله تعالى فی قلبه ضعيفا فان من كان فی
گنہگاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اُس کے دل میں ضعیف ہو جب اُس کے

ایمانہ ضعف یستولی علی قلبه حب الدنيا بحيث لا یبقی فیہ حب الله تعالى شیئ الا من حیث

ایمان میں سستی ہوتی ہے تو اس کو دل پر دنیا کی محبت اس قدر چھا جاتی ہے کہ اس میں محبت الہی کی کچھ گنجائش نہیں رہتی مگر یہی کچھ

حدیث النفس علی وجه لا یتھرله اثر فی مخالفة الهوی ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی ولا فی الحث

جسے وہی بات ہو لیے کہ جو اس کی مخالفت میں اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی سر کرنے میں ہو اور نہ کچھ اثر

علی الطاعات فیئھمک فی الشهوات وارتکاب السیئات فیتراکم ظلمات الذنوب علی قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور مہیون کرنے میں ڈوبا رہتا ہے اور تاریکی گناہوں کی تہمتہ اس کو دل پر چڑھ جاتی ہے اور ہمیشہ

تطف مافیہ من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء الیہ سكرات الموت وعلما انه یفارق الدنیا وی

نور ایمان کا جو اس میں ہوتا ہے بچنا چلا جاتا ہے باوجود کہ ضعیف ہو جب اس کو نزع کی حالت آتی ہے اور جانتا ہے کہ اب دنیا سے چلا اور دنیا

محبوبہ لہ وجہا غالب علیہ حتی لا یرید ترکھا ویتالم من فراقها یرى ذلك من الله تعالى فی غشی

اس کی محبوبہ نہیں اور اس کی محبت اس پر ایسے غالب ہوتی کہ اس کا چھوڑنا نہیں چاہتا اور اس کو فراق سر بیخ اٹھانا ہی سمجھتا ہے کہ یہ فراق اللہ تعالیٰ کی غشی

علیہ ان یحصل فی قلبه بغضه تعالى یدل حبه فان اتفق خروج روحه فی تلك اللحظة

بجسے کہ اس کے دل میں خدا کی طرف سے محبت کی گنجہ کینہ پیدا ہو جاوے اگر اتفاقاً ایسی حالت میں جان نکل گئی

یختم لہ بالسوء ویهلك هلاکا ابدیا والسبب المفضی الی هذه الورطة حب الدنیا والركون

تو اس کا خاتمہ بد ہو گا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس ہلاکت یہ ہے دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

الیہا والفرح بہا مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء الضال الذی

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کے جس سے محبت الہی سست ہو جاوے اور پھر بڑی سخت بیماری ہے جس میں

عم اکثر الخلق فس ارا د الجناة من هذه الورطة فعلیہ بعد اخراجه حب الدنیا من قلبه وتصیح

اکثر خلقت مبتلا ہے سو جو شخص اس بلا سے بچا جائے اور سکو لازم ہے کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کرے پھر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان یحتر عن المعاصی عن مشاہدتها ومشاہدہ اهلها وان یواظب علی الطاعات

درست کرے گناہوں سے پرہیز کرے کہ نہ گناہوں کی طرف جنجال کرے اور نہ گنہگاروں کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کرے

التی ہی ثمرہ حجة الله تعالى ولا یتصور حجة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہے اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کے اس واسطے کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں رکھتا

وانما یحب ما یعرفه فس عرف الله بما یحب علیہ معرفته وعرف ان جمیع النعم الواصلة الیہ والے

محبوب اس کی کو رکھتا ہے جو جانتا ہے جس شخص خدا کو پہچانے اور ان اوصاف سے جو اس کو واجب ہیں اور یہ سمجھو کہ جسے نعمتیں پہنچو اور اور ان کو حاصل ہیں

غیرہ لیس لامنه تعالیٰ لاجر مریحہ فاذا احبہ یسع فی تحصیل رضانہ ویحتر عن موجبات

سبب اللہ ہی کی طرف سے ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکھنا پھر جب اس کو اپنا محبوب کیا تو اس کی رضا مند میں کوشش کریگا اور اس کے جسے سوجھتا ہے

سخطہ فیکون لائقا لوصول احسانہ ودخول جنانہ بمقتضی وعدہ یسرنا الله تعالیٰ

بجسے کہ اس کی احسان کے قابل اور جنت میں جانے کے لائق اور وعدہ کے موافق ہووے گا خدا ان کو آسان کرے گا

المجلس السابِع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستعداد

سترون مجلس اس بیان میں کہ قبروں میں نماز ادا کرنی جائز نہیں اور اہل قبر سے دعا مانگنے

من اهلها واتخاذ السرج والشموع علیہا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اور قبروں پر روشنی کرنی اور چراغ جلانے جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لعنة الله على اليهود والنصرى اتخذوا قبورا انبياءهم مساجد هذا الحديث من صحاح المصابيح روتہ
لعنت خدا کی ہو اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبریں مسجد بنائیں یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے

ام المؤمنین عائشة وسبب عاتقہ علیہ الصلوۃ والسلام علی الیہود والنصری باللعنة انهم كانوا
ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنے کا یہود اور نصاریٰ پر یہ ہے کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التي دفن فيها انبياءهم اما نظر امهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا شرك جلی
نماز پڑھتی ایسے مکانوں میں جہاں ان کے انبیاء دفن تھے یا تو اس لحاظ سے کہ قبروں کو سجدہ کرنا انبیاء کی تعظیم ہے اور یہ تو ظاہر شرک ہے

ولهذا قال النبي عليه السلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد او ظنا منهم بان التوجه الي قبورهم
اس ہی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میری قبر کو بت مت بنا لیں کہ اس کی پرستش ہو کر سے یا اس خیال سے کہ وہ سمجھتے تھے کہ قبروں کی طرف

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالى لاشتماله على امرين عبادة له تعالى وتعظيم انبيائه وهذا
متوجہ ہونا وقت ادا نماز کے اللہ کی ان بڑا ثواب ہے کیونکہ اس میں دو بات ہیں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور یہ

شرك خفي ولهذا نهى النبي عليه السلام امته عن الصلوة في المقابر احترازا عن مشابكهم
شرک خفی یعنی پوشیدہ ہے اور اس ہی لیے پیغمبر خدا نے اپنی امت کو قبروں میں نماز پڑھنے سے منع کیا تاکہ یہود اور نصاریٰ کی مشابک بچیں

بهم وان كان القصدان مختلفين وقال من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا
اگرچہ نیت دونوں کی الگ الگ ہے اور فرمایا جو امتیں سے پہلی تھیں وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بناتی تھیں تم قبروں کو

القبور مساجد اني انظركم عن ذلك قال بعض المحققين والصلوة في الموضع المتبركة من مقابر
مسجد نہ بنا لینا لگو اس حرکت سے منع کرتا ہوں یعنی متفق تھے ہیں کہ نماز پڑھنی متبرک مکان میں جہاں مسلمانوں کے

الصالحين داخله في هذا النهي لاسيما اذا كان الباعث عليهما تعظيم هؤلاء لما في ذلك من الشرك
قبرین ہوں ات ہی کے لئے داخل ہو خاص کر ایسے وقت کہ اون مسلمانوں کی تعظیم کے واسطے پڑھیں اس لیے کہ اس نماز میں شرک

الخفي فان مبتدأ عبادة الاصنام كان في قوم نوح النبي عليه السلام من جهة عكوفهم على القبور
خفی ہوتا ہے کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت میں بھی تھا کہ وہ لوگ قبروں پر بیٹھتے رہتے تھے

كما اخبر الله تعالى في كتابه بقوله قال لوط ربي انهم عصوا واتبعوا من لم يزدهم ماله وولده
جنانجہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہے کہ لوط نے اسی رب پرے انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جسکو او سکوا مال اور اولاد سے

الاخسار او مكر او كبرا او قلوبا الا تذرنا انفسكم ولا تذرنا وداوا ولا سواعا ولا يعوثا ويعوقا
اور بڑا توڑا اور داؤ کیا ہے بڑا داؤ اور بولے نہ چھوڑو اپنے بھائی کو اور نہ چھوڑو دو کو اور نہ سواع کو اور نہ یفوت کو اور نہ یعوق کو

ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوم صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام
اور نہ نسرا کو ابن عباس وغیرہ متقدمین تھے جن کے یہ یعنی دو وغیرہ نیک لوگ ہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عكف الناس على قبورهم صوروا واما شيلهم فوطال عليهم الامم فبعد لهم هذا هو مبتدأ
جب یہ مرگے تو لوگ ان کی قبروں پر ہو بیٹھتے پھر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کو بناتے بناتے چہرہ تگڑ گڑنو اور انہی کو بوجھے کر اور یہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابر القیم فی اغاثته نقل عن شیخه ان هذه العلة التي لاجلها نهى الشارع
 بت پرستی کے بارے میں ہو چکا اور ابن تیمیہ اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی اس حدیث کو نقل کرتا ہے جس میں علت کے سبب سے شارع نے قبروں کو مسجد بن
 اتخاذ القبور مساجد ہی لے آئی اور کثیرا من الناس ما فی الشرك الاکبر او فساد و نه من الشرك فالشرك
 ہانے سے منع فرمایا ہے اس لئے بہت لوگوں کو یا تو بڑے شرک میں یا کچھ کٹر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
 بقدر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر و لهذا تجد کثیرا
 صلح مرد کی قبر کا دلون میں بہت جلد آتا ہے بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کے اس میں واسطے ہم بہت
 من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم و عبادة لا يفعلون
 لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ قبروں پر جا کر روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں اور سر جھکاتے ہیں اور دلون سے ایسی عبادت کرتے ہیں
 مثلها فی بيوت الله تعالى ولا فی وقت السحر و يرجون من بركة الصلوة عندها والذعاء لذيها ما
 کو ویسے مسجدوں میں کہیں نہیں کرتے اور نہ صبح کے وقت کرتے ہیں اور قبروں کے پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر اتنی
 لا يرجون فی المساجد فحسب ما دة هذه المفسدة لھی النبی علیه الصلوة والسلام عن الصلوة فی
 امید رکھتے ہیں کہ نہیں کہنے مسجدوں میں بھی ہی فساد کا قطع کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً قبروں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا
 المقبره مطلقا وان لم يقصد المصلی صلواته فیها بركة البقعة كما نهى عن الصلوة وقت طلوع
 اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنے سے بركة اور اس جگہ کی مقصد نہ ہو جیسے منع فرمایا نماز سے عین طلوع
 الشمس وقت غروبها و وقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فنهى
 آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اس میں آفتاب کو پوجتے ہیں سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
 امته عن الصلوة فيها وان لم يقصد و اما مقصد المشركون و اذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
 اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سے منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتے جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہے اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنے سے
 تبرکاً بالصلوة فی تلك البقعة فهذا عين المحادة لله تعالى و لرسوله و المخالفة لدينه و ابتداء
 بركة او تعظیم کی حاصل کیا جا ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی عین مخالفت ہے اور اس کے دین کے خلاف نیا دین
 دين لم ياذن به الله تعالى فان العبادات مندوبات على الاستئذان والاتباع على الهوى والابتداء
 احداث کرنا سے جس کا اللہ نے حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد کے طریق سنت اور اتباع پر ہو جو احساس اور بغت پر نہیں
 فان المسلمين اجمعوا على ما علموا من دين نبيهم وان الصلوة عند المقبرة منهي عنها لان فتنة
 بیشک مسلمانوں نے بالاتفاق اپنی دین نبوی کے علم کے موافق یہ اجماع کیا ہے کہ نماز قبروں کے پاس ممنوع ہے اس واسطے کہ فساد
 الشرك بالصلوة فيها ومشاهدة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
 شرک کا سبب نماز کی قبروں میں اور مشاہدہ کاب بت پرستوں سے بہت زیادہ ہے فساد نماز کے سے بعد وقت طلوع
 الشمس حين غروبها و حين استوائها فانه عليه السلام لما نهى عن تلك المفسدة سد الذريعة
 آفتاب کے اور وقت غروب کے اور وقت برابر کیے یعنی زوال پر ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے بند کر دیے واسطے مشاہدہ کو وسیلہ سے منع فرمایا
 التشبه التي لا تكاد تخطر ببال المصلی فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك
 کہ جس کی نظر وہاں مصلی کے دل میں نہیں آتا تو اس سے بڑے کیونکہ مخالفت نبوی کی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہے
 بد علما المولى و طلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المساجد
 کہ اوکھو مولیٰ کی کچھ کا سے اور ان کو حاجتیں طلب کرے اور یہ اعتقاد کرے کہ نماز انکی قبروں کے پاس مسجدوں کے نماز سے

وغير ذلك مما هو عادة ظاهرة لله تعالى ولسر سوله قال ابن القيم في اغاثته من جمع بين سنة
 اور سوا اسکے اور عقائد کہ سات مخالف ہے اللہ کی اور اسکے رسول کی ابن تیم اپنے اغاثہ میں لکھتا ہے جو شخص جمع کرے وہ در بیان طریق
 رسول اللہ علیہ السلام فی القبور وما امر به وما نهى عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون
 رسول اللہ علیہ وسلم کی قبروں میں کیا اور جو امر فرمایا اور جو نہ فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تھا
 وبين ما كان عليه اكثر الناس اليوم راي احدهما مضاد للآخر ومناقض له بحيث لا يجتمعان ايدافانه
 اور در بیان اوس طریق کے جسے اکثر لوگ آج کل جلتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا برخلاف اور اولیٰ باوٹکا ایسا کہ ہرگز کہیں جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ پیغمبر
 عليه السلام هي عز الصلوة عندها وهم يخالفون ويصلون عندها ونهى عن اتخاذ المساجد
 علیہ السلام نے قبروں کے پاس نماز سے منع فرمایا اور جو لوگ خلاف کر کے قبروں کے پاس نماز پڑھتے ہیں اور قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع فرمایا
 عليها وهم يخالفونه ويدنون عليها مساجد ويؤمنونها مشاهد وعن ايقاد السرج عليها وهو
 اور یہ خلاف کر کے اور ان پر مسجدیں بناتے ہیں اور انکا نام مشاہد کہتے ہیں اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنے سے اور پھر
 يخالفون ويوقدون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك واقفا ونهى عن تخصيصها والبناء
 خلاف اوسکے روشنی کے واسطے قندیلیں اور شمعیں جلاتے ہیں بلکہ اوسکے واسطے وقفی خرچ مقرر کر دیتے ہیں اور منع فرمایا کچھ گیسے اور عمارت بنانے
 عليها وهم يخالفونه ويحصبونها ويعقدون عليها القباب ونهى عن الكتابة عليها وهو
 اور یہ خلاف کر کے قبروں پر چونکہ عمارت بنا کر ہیج بناتے ہیں اور منع فرمایا قبروں کے اوپر لکھنے سے اور یہ
 يخالفونه ويتخذون عليها الاواح ويكتبون عليها القران وغيره ونهى عن الزيادة عليها غير قرانها
 اور اسکے برخلاف اونپر تختی لگا کر اوسپر قرآن وغیرہ دعائیں پڑھ کر لکھتے ہیں اور منع فرمایا قبروں میں زیادہ اور پرسی منگی متی جڑ ہانوں
 وهم يخالفونه ويزيدونه عليها سوى التراب الاجر والحصص ونهى عن اتخاذها عيد او
 اور یہ مخالف کر کے اوسکے اہل مٹی کے بجی اینٹیں اور پتھر اور چون زیادہ کرتے ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں کو عید مت بنا
 وهم يخالفونه ويتخذونها عيداً ويجمعون لها كما يجمعون للعيد والكثر والحاصل انهم مناقضون
 اور یہ مخالف کر کے اور کو عید بنا کر اوسپر ایندھ عرس کرتے ہیں جیسے عید میں حج ہوتے ہیں یا اوس سے بھی زیادہ اور حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ باطل
 لما امر به النبي عليه السلام ونهى عنه ومحادون لما جاء به وقتلال الامر ثمكوكلاء الضالين المضلين
 میں علیہ السلام کے حکم سے اور مخالف سے مخالف ہیں اور خلاف کرنے میں انکو احکام سوا یہ حال ہو گیا ہے اس طالب گمراہ اور گمراہ کرنے والے کا
 الى ان شرعوا القبور حجاً ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض فلا تجزي في ذلك كتاباً وسماه مناسك
 کہ قبروں کا حج کرنا شروع کیا ہے اور اوسکا آداب اور طریقے مقرر کیے ہیں یہاں تک کہ بعض نے کتب لکھی ہیں کتاب تفضیف کر کے اور اسکا نام
 حج المشاهد تشبهاً منه للقبور بالحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول
 حج المشاہد تشبیہاً منہ للقبور بالحرام ولا یخفی ان ہذا مفارقتہ لدين الاسلام ودخول
 شاكج الما ہر کہا ہے اوسنے قبور کو بیت الحرام کے مشابہہ ٹھہرایا ہے اور ظاہر ہے کہ عقائد گویا دین اسلام سے الگ ہو کر بت پرستوں کے
 في دين عباد الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره
 دین میں داخل ہونا ہے اب دیکھ تو سہی کہ در میان طریقہ نبی علیہ السلام کے قبور کے باب میں کہ منع فرمایا ہے مذکورہ بات الہام سے
 وبين ما شرعه هؤلاء وما قصدوا من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من الفساد ما يعجز
 اور در میان طریقے اس گروہ کے اور جو یہ ارادہ کرنے میں کتب بڑا فرق ہے اور بلاشبہ اس میں اتنے فساد ہیں
 الانسان عن حصرة منها تعظيمها الموقر في اللتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي
 کہ انسان گناہوں کا گناہ ہے ایک یہ کہ قبروں کے اتنی تعظیم کرنی جس سے اور لوگ فتنہ میں پڑیں ایک یہ کہ قبروں کی فضیلت مسجدوں پر دینی جو

خیر البقاء واجبها الی اللہ فہم اذا قصدوا القبور یقصدونہا مع التعلیم والاحرام والخضوع والخشوع
تمام مکانوں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتے ہیں تو عین تعلیم اور حرمت اور انکسار اور خوف
ورقة القلب غیر ذلک مما لا یفعلونہ فی المساجد ولا یحصل لہوفہا نظیرہ ولا مثلہ ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتے ہیں اتنی کہ مسجدوں میں نہیں کرتے اور عین پیدا ہوتا اور مساجد میں اور کثیر اور مثل اور ایک یہ کہ قبروں پر
المساجد والسرج علیہا ومنها العکوف عندہا وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السدنة لها حتی ان تک
مسجد میں بناتے ہیں اور روشنی کرتے ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چلے کشتی کرتے ہیں اور قبروں پر غلات چڑھاتے ہیں اور مجاور بناتے ہیں یہاں تک
عیادہا یرجحون المجاورة عندہا علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدنتہا افضل من خدمۃ
کو گور پرست قبروں کے مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قبروں پر بیٹھ کر رہنا مسجد کی خدمت کرنے سے بہتر ہے
المساجد ومنها النذر لہا ولسدنتہا ومنها زیارتہا لاجل الصلوٰۃ عندہا والطواف بہا
اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکو مجاورت کی شہین مانگو ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جاننا واسطے نماز کے اور انکو گور پر کر فرمان ہونا
وتقبیلہا واستلامہا وتغفیل الخدود علیہا واخذتقربا بہا ودعاء اصحابہا والاستغاثۃ بہم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی سٹی اور لہا کہ نہیں ہے یعنی اور اون مردوں کا پکارنا اور ادا کرنے مرد مانگنی
وسؤالہم النصر والرشق والعافیۃ والولد وقضاء الدیون وتفترج الکربات وغیر ذلک من
اور اونزلفت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرعہ کا ادا کرنا اور معیتوں کی کفالت اور سوار اس کے
الحاجات التي کان عبادا الا وثان یسئلونہا من اوثانہم ولس شیء منہا مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتیں طلب کرنی جو جو کہ بت پرست ایڈوٹوں سے مانگتے تھے اور انہیں سے کوئی بات جائز نہیں تھی دیک کسی امام
للمسلمین اذ لم یفعل شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین و
اہل اسلام کے اس لیے کہ اس میں سے رسول رب العالمین نے کچھ نہیں کیا اور کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور کسی امام دین نے
من المحال ان یكون شیء منہا مشروعا وعلما صالحا ویصرو عنہ القرون الثلاثة التي مشہد
اور محال ہے کہ ان تمام مذکورات میں سے کوئی امر جائز اور عمل صالح ہو تو اور تینوں عہد اس سرخالی گذر جائیں جن عہد دن کے صدق
فیہم النبی علیہ السلام بالصدق والعدل ویظفر بہ الخلوۃ الذی شہد فیہم النبی علیہ السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نے گواہی دی ہے اور اس امر کو متاخر لوگ عمل میں لا دین جنگے لیے نبی علیہ السلام نے
بالذکر والفسوق من کان فی شک من ہذا فلینظر هل یمکن بشر اعلیٰ وجہ الارض ان یأتی
کذب اور منق کی گواہی دی ہے جبکہ اس میں کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لے آیا ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی رو سے زمین پر سے
عن احد منہم بنقل صحیحہ او ضعیف انہم کانوا اذا بدوا الصرحیۃ قصدوا القبور فذروا عندہا مسجوا
کسی ایک کی اون میں سے نقل صحیحہ یا ضعیف لاسکتا ہے کہ وہ لوگ ایسا ہی کہ جب انکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائیں مانگو اور قبروں کو چھرتی ہو
بہا فضلا ان یصلوا عندہا و سئلوا حوائجہم منہا کلا لا یکنہ ذلک بل انما یکنہ ان یأتوا بکثیر
چہ جاسے کہ قبروں پر وہ نماز پڑھیں یا اون سے اپنی حاجتیں مانگیں ہرگز یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اکثر
من ذلک عن الخلوۃ التي خلفت من بعدہم کما تاخرا الزمان وطال العهد کان ذلک اکثر
ان امورات کی سند متاخرین سے لاکین جو انکے پیچھے پیدا ہوئے ہیں ہر جہاز مادہ ہوا گیا اور مدت دراز ہوئی گئی وہ امور بھی پڑھو گور یہاں تک
وجدت من ذلک عدۃ مصنفات لیس فیہا عن النبی علیہ السلام ولا عن خلفائہ الراشدین ولا عن
کہ چند کتابیں ایسی ہیں کہ جن میں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ انکی خلفاء راشدین سے اور نہ

الصحابة والتابعين حروف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها
اورش اور صحابہ سے اور تابعین ایک ہی حرف نہیں بلکہ ادن میں اس کے برخلاف بہت حدیثیں مرفوعہ ہیں جنہیں کے

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن ابدا ان يزور فليرح فلان تقولوا ايجرا اي فحشا
ایک حدیث ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب جب کہ دل زیارت کو چاہے تو زیارت کرے برخش زبان پرست لاد

واي فحشا اعظم من الشرك عند ما قولوا وفعلا واما الآثار من الصحابة فالكثير من ان يحاط بها فسن جملتها
اور کون بخش بڑا ہوگا شرک کرنے سے قبروں کے پاس باعتبار قول اور فعل کے اور آثار صحابہ کے تو شمار سے زیادہ ہیں نسخہ اول کے

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب راى انس بن مالك يصل عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک صحیح البخاری میں سے کہ عمر بن الخطاب نے انس بن مالک کو دیکھا کہ قبر کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں عمر نے کہا دیکھ قبر ہے قبر جو ابن

القبر في اغاثته هذا يدل على انه كان من المستقر عند هو ما نهى عنه نديه من الصلوة عند
تم کہتا ہے اپنی کتاب اغاثہ میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ ہی مقرر تھا جو کہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا

القبور في فعل الانس يدل على اعتقاده جوازه اذ يحتمل ان لم يجزه اوله ليعلم انه قبله اذ هل عنه
اور انس کی نماز پڑھنے سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ان کے نزدیک جائز تھا اس واسطے شاید کہ انس نے قبر پر نہیں گیا ہوا اور ان کو معلوم ہو کہ یہاں قبر پر باجائز نہ ہو

فلما نبهه عمر تنبيه ومنها اتخذها عيد كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبوا نبيا لهم
جب عمر نے ان کو جلا یا تو خبردار ہوئے اور ایک یہ کہ قبروں کو عید بناتے ہیں جیسے اہل کتاب کے مشرکوں نے اپنے انبیا

وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها وليستغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبي عليه
اور صلحائے قبروں کو عید بنایا تھا بیشک وہ مشرک زیارت کے واسطے جمع ہو کر لغو اور خوشی میں مشغول رہتے تھے سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك كما روي عن ابى هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبوري عيدافصلوا
السلام نے اپنی امت کو اس سے منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا: قبور میرے صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قبر کو عید بنا لینا میرا واسطہ نہ ہو

على فان صلواتكم تبلغني حيث كنتم فان قبرة عليه السلام مع كونه سيد القبور وفضل قبر
نے شک نہ تھا ہی درود میرا پس پہنچے جہاں سو پڑے ہو گے بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں میں بہتر اور افضل ہے

على وجه الارض اذ وقع النهي عن اتخاذ عيدا فقبر غيره كما ننا من كان اولي بالنهي ثم انه عليه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانے سے تو اور قبر میں چاہی کسی کی ہو اگر میں واسطی ممانعت کر لائن تو میں پہرے قبور علیہ

السلام ابشار بقوله فصلوا على فان صلواتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من
السلام نے بطور اشارہ کے اس قول سے درود پڑھو میرے اوپر پس درود تمہارا میرے پہنچے جہاں سو پڑے ہو گے یہ فرمایا کہ امت کی طرف سے

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قبره من قبره وبعد هو عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذ
درود اور سلام آپ کو حاصل ہو جاتا ہے قبر سے نزدیک ہوں یا دور ہوں پھر کیا حاجت ہے کہ آپ کی قبر کو

عيد الان في اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذين بها
عید بنا دین اس واسطے کہ قبروں کو عید بنانے میں وہ فساد ہیں جو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک گور پرست جو قبروں کو

عيدا اذا راوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكثفون رؤسهم ويضعون اجسادهم على الارض
عید بناتے ہیں جب اس قبر کو دور سے دیکھتے ہیں تو سواری پر سے پیادہ ہو جاتے ہیں اور ٹنگی سر ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں

ويقبلون الارض ثم انهم اذ وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينشرون حول القبر
اور زمین جوڑتے ہیں پھر جب پاس جاتے ہیں تو دو رکعت نفل ادا کرتے ہیں پھر قبر کے گرد قربان ہوتے ہیں

طائفین به تشبیہا له بالیبت الحرام الذی جعله تعالی مبارکاً وهدی للانام ثویاً خذون
 قبر کو بیت اللہ کے مانند سمجھ کر جبکہ اللہ تعالیٰ نے برکت والا اور حلقہ کے لیے ہدایت فرمایا ہے پس

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجج فی المسجد الحرام ثویاً یفرحون جباہم وخذوہم
 بوسہ دینا اور پوسنا شروع کرتے ہیں جیسے حاجی مسجد الحرام میں کرتے ہیں پھر وہ انکی مثل اپنے چہروں اور گالوں کو لگاتے ہیں

ثویاً یسئلون مناسک حج القبر بالحق والتقصید ثویاً یفرحون لذلك الوثن القرا بین فلا یكون
 ہجرت تمام آداب حج نماز کی سرنگار اور بکثرت کھوار پوسہ کرتے ہیں پھر اس سے پھر فرمایا ان فریح کرنے میں

صلواتہم ونسکھم وقربانہم وما یراق هناك من العیرات ویرفع من الاصوات ویطلبہ من
 پس اوکی نماز اور آداب حج اور فرمایا ان اور انکا آنسو پانا اور بیچ کر دینا اور پکارنا اور حاجتیں

الحاجات ویسئل من تقرب الکرابا و اخفاء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاہات والبلیات
 یعنی اور سوالات کشاکش سنجوں کے اور عن کرنا فاذہ کشو نکا اور درگزر کرنے صاحب مصیبت اور بلیات سے

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطان لبنی آدم و مبین یصدہم بانواع مکائدہ عن
 واسطے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہیں بلکہ واسطے شیطان کے ہیں بیشک شیطان بنی آدم کا کبھتا دشمن ہو طرح طرح کے کمزوں سے بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائدہ ما نصبہ للناس من الانصاب التي ہی بحس من عمل
 سیدھی راہ سے روکتا ہے اور اس کی بڑا کر یہ ہے کہ واسطے بنی آدم کے بت مقرر کیا ہے جو جنس سے ہے کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنا بہا وعلق فلا حصر بذلک الا جتنا بہ فقال یا ایہا
 شیطان کہ اور اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے مؤمنین کو اس سے بچنے کا اور مراد ہے اس نجانے پر جنس کے ہے فرمایا اے

الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والاکزاکم رجس من عمل الشیطن فاجتنبوا
 ایمان والو یہ جو شراب اور جوا اور بت اور پانے گندے کام بن شیطان کے سے اول سے بچنے رہو

لعلکم تفلحون فلا نصاب جمع نصب بضم نین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
 شاید تمہارا پہلا جو انصاب نصب کی جمع ہے ساتھ پیش نون اور صداد کے یا جمع نصب کہ ساتھ زبر نون اور سکون صداد کی اول سے ہے جو چکر

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجرا وقبرا وغیر ذلك والواجب ہدم ذلك كله ومحواشہ
 واسطے عبادت کے سوا اللہ تعالیٰ کے مقرر کجاو سے درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا انکے اور ان سب کو ہمار کر دینا واجب ہے اور اسکا نشان مٹا دینا

کسا ان عمر لسابلغہ ان الناس یتنا ولون الشجرة التي بویع تحتها بالنبی علیہ السلام ارسل الیہا
 جیسے حضرت عمر نے کہا کہ لوگ ہر وقت آنے جاتے ہیں اس درخت پر جبکہ پتھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی تھی تو آدمی کہہ

فقل لہا فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التي بایع الصحابة رسول الله علیہ السلام تحتها و
 کہہ اڈا لیس جب حضرت عمر نے یہ حال کیا اس درخت کہ جسکے نیچے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور

ذکر الله تعالی فی القرآن حیث قال لقد فی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فاذا
 اللہ تعالیٰ اور سورہ قرآن میں یاد کرتا ہے بیشک اللہ بخش ہوا ایمان والوں سے جب انھوں نے تم سے بیعت کی تھی اور اس درخت کے نیچے

یکون حکمہ فیما عداہا من ہذہ الانصاب التي قد عظمت لفتنة بہا واشتدت البلیة
 پس کیا حکم ہونا چاہیو سوا اس درخت کے ان انصاب کا جسکے سب سے کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہے

لسببہا وابلغ من ذلك انه علیہ السلام ہدم مسجد الضرار فی ہذا دلیل علی ہدم ماہ واعظم
 اور اس سے بھی بڑی سیادت ہے کہ پتھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو گروا دیا اس میں دلیل ہے واسطے گروا دینے اور کھنڈ کر دینے

فنادامنه كالمسجد المبني على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض
 اور كے مکہ نماز ہو جیسے مسجد میں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک علم اسلام کا اس باب میں یہ ہے کہ ان کو ڈھا کر زمین سے برابر کریں
 وكذا القباب التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها ليست على معصية الرسول ومخالفته وكل
 اور ایسی ہی گنبد اور درجہ قبروں پر بنائے گئے ہیں سب کا ڈھا دینا واجب ہے اس واسطے کہ سبکی جناب رسول کی نافرمانی اور مخالفت ہے جو اور جو
 بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته فهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام هي البناء
 عمارت کہ بنیاد رکھی جاوے رسول کی نافرمانی اور مخالفت ہے اور اس کا گرا دینا بہتر ہے نسبت مسجد ضرار کہ اس واسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت
 على القبور ولعن المخذنين عليها مساجد فيجب المبادرة والمساعة الى هدمها نهي عنده رسول الله صلى الله عليه
 منع فرمایا ہے اور لعنت کی جو ہر قبر پر مسجد بن جائیں ہیں واجب ہوا جلدی سے شتاب کرنا دینا عمارت کا میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
 وسلم ولا يرفع عليه ولذا لا يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع او قدت على القبور لارتفاع ذلك ملعون بلجنة رسول الله
 اور اوس کے بناؤ اسے کو لعنت کی ہے اور ایسی ہی واجب ہے اور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیا دینا ہے اس واسطے کہ روشنی کرنا ملعون ہے
 عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولذا قال العلماء لا يجوز ان يبنى
 علی اسلام کی لعنت ہے اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اسہی واسطے علماء کثیرین کو لعنت آتی ہے
 للقبور اشجار ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز اوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
 قبروں پر روشنی کی اور تیل بنی کی اور انڈا کے جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سنت گناہ کی ہے اس کا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کے لازم ہے
 ولا ان يوقف عليها شيء من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يجل اثباته وتنفيذة قال الامام ابو بكر الطرطوسي
 اور نہ وقف کجاوے قبروں کے واسطے کچھ انہیں سے بیشک یہ وقف صحیح نہیں ہے اور نہ ثابت رکھنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوسی نے فرمایا
 انظر وارحمكم الله تعالى انما وجدتم شجرة يقصدونها الناس يعطونها ويرجون البرء والشفاء من قبلها
 خیال کرو تم پر خدا کی رحمت ہو جس کو تم کو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اس پر تعظیم کر کے آتے ہیں اور شفا اور شفا دوسکی پس اس پر امید رکھو میں
 ويضربون بالمسامير والخرق فذات الواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
 اور آدمی میں سنجین گاڑتے ہیں اور چوہ باندھتے ہیں پس وہ ذات انواط ہے اور کو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکوں کا درخت تھا
 يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخاري في صحيحه عن ابي واقد الليثي
 اس پر اپنے ہتھیار اور اسباب لگا کر اوس کے گرد چلے کشتی کرتے ہیں جیسا بخاری نے روایت کیا ہے صحیح بخاری میں ابو واقد لیثی سے روایت کرتا ہے
 انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللشركيين سكرة
 کہ وہ کہتا ہے کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حنین کی طرف چلے اور ہم نئے نئے مسلمان تھے اور مشرکوں کی آیت پر چاہتا
 يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فسرنا بسد فقلنا يا رسول الله جعل
 ایسے چلے کیا کرتے تھے اور اس پر ہتھیار اور اسباب لگا کر دیکھتی اور اس کا نام ذات انواط تھا جب ہم اوس درخت پر گزرے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ
 لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبي صلى الله عليه وسلم انما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم
 ہمارے واسطے ہی ذات انواط ترقہ کر دے جیسے انہوں نے ذات انواط پر ایسے فرمایا میں نے کہا کہ یہ اس قول پر جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا جاری واسطے معبود و تقدیر کرتے
 الهة ثم قال انكم قوم تجهلون للتركيب سدن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعلقوا بالاسلحة
 جیسے اوس کے قبور میں یہ ہتھیار لگا کر دیکھتے تھے اور انہیں اس واسطے کہ وہ اس پر چلے اور اسے جسے قبور پر اور شمع لگا کر آیت لکھتے اور گروہ چاہتے تھے
 والعكوز حولها اتخذ الله مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يشلون بها شيئا في الظن بغيرها كما يقصد الناس
 کے ساتھ اسے تھامنے کے اور جو گروہ اس درخت کو بہتے تھے اور انہیں کچھ حاجت یا کتر تھے پھر انہوں نے کہا کیا خیال کرتا ہے جو عبادت کرتے ہیں

سوال اللہ

سوال اللہ

من شجر او حجر او قبر ويظمنونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
 درخت بود یا حجر یا قبر اور اسکی تعظیم کرنے میں اور اسید خفاکی رکھنے میں اور کہتے ہیں کہ یہ درخت یا یہ حجر یا یہ قبر
 يقبل اللذ الذي هو عبادة وقربة ويقعون بذلك النصب ويستلمونه ولقد نكس السلف التمسح بغيره مقام الذي امر
 ستیں قبول کرتے ہیں کہ جو عبادت اور قربت میں اور اس بت یا تمہ لمؤین اور اسکو اتہار البسوی جن میں اور مسح کیا ہو سلف فی اہل الذم سے
 الله تعالى ان يتخذ منه مصدا كذا ذكره الانسائي عن قتادة في قوله تعالى واخذوا من مقام ابراهيم مصدا
 مقام ابراهيم کے پتھر پر چلے اسکا یہ حکم کرنا جو کہ اسکو نماز کی جگہ بنانی جائی چنانچہ انرفی قتادہ سے روایت کرتا ہے انفس میں اس آیت کو اور کہ یہ مقام ابراہیم سے
 قال ان الناس امر وان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يسجوه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا
 نماز کی جگہ کتابت سے کہ لوگوں کو یہ حکم ہے کہ اسکو پاس نماز پڑھیں یہ حکم نہیں ہے کہ اسکو ہاتھ لیں بلکہ علماء کا ہر اتفاق ہے کہ نہ ہاتھ جو جا جاوی اور نہ بوسہ یا جا جاوی
 الحجر الاسود واما الركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين وزمان ينصب لهم قبر رجل
 حجر اسود کی اور رکن یمانی میں صحیح ہے کہ ہاتھ جو جا جاوی اور بوسہ یا جا جاوی اور یہ شیطان دہم اور کفر ہے کہ کسی بزرگ شخص کی قبر کے لوگ
 معظم يعظه الناس ثم يجعله وثنا يعبدون الله تعالى تويحيى الى اوليائه ان من هوى عن عبادة
 تعظیم کرتی ہوں نصب بنا دیتا ہے پھر رفتہ رفتہ اسکو بت بنا کر پرستش کرانا ہے سو اللہ تعالیٰ کے پیر گور پرستوں کو دہمیں بہ پیدا کرتا ہے کہ جو شخص گور پرستے ہو
 وعن اتخاذ عيدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعد الجاهلون في قتله وعقوبته ويكفرونه
 اور گور کو عید بنانے اور بت بناؤ سے منع کرے وہ ہنی حرمی کرتا ہے اور حق بتنی کرنا ہے ہر جاہل لوگ اسکو قتل اور ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور اسکو کافر
 وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالى وسوله ونهى عما نهى الله تعاوسه وله عنه والذي اوقع عبادة القبور في
 اور اس کے اسکی کیا حقا ہے کہ اسکو وہ ہی کیا حکم جو اللہ اور اسکو رسول نے فرمایا اور وہی منع کیا جو اللہ اور اسکو رسول نے منع فرمایا اور گور پرستوں کو کفر میں
 الاقتنان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب الشرك
 بڑے کئی سبب ہیں ایک تو جهالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول کو واسطے تحقیق توحید کے اور واسطے قطع کرنے اسباب شریک اور کفر سے
 فالذين قل نصيدهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولو يكن لهم ما يبطل دعواته
 پھر جو لوگ علم سے کم نصیب ہیں جب انکو شیطان بجاتا ہے گور پرستوں کو فتنہ کی طرف اور انکو اتنا علم نہیں جس سے شیطان دوسے کو باطل کریں
 استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصوا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكذوبة
 تو انکو مان لیتے ہیں اپنی اپنی جهالت کے موافق اور بیچ جاتے ہیں اپنے اپنے علم کے موافق اور ایک یہ سبب ہے کہ جھوٹی بہت حدیثیں
 وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت پرستوں کے مانند گور پرستوں نے وضع کے ہیں اور انکا مضمون سراسر دین سے
 من دینه كحديث اذا تحيرت في الامور فاستعينوا من اهل القبور حديثاذا اعيتكم الامور فاعليكم
 خلاف ہے جیسے یہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد جاؤ اہل قبور سے اور یہ حدیث جب تک جاؤ تم کسی امر میں تو لازم ہو کہ
 باصحاب القبور حديث لو حسن احد كوظنه فحرفه وامثال هذا الاحاديث التي هي منافضة لدين
 اصحاب قبور کو اور یہ حدیث جو کوئی تم میں سے نہایت اعتقاد کرے پھر کے ساتھ تو قائم رہی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سے سراسر خلاف ہیں
 الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابرية ورجحت على الجهال والضلال والله تعالى
 یہ سب گور پرستوں بت پرستوں کے مانند نے وضع کی ہیں اور جهال اہل ضلالت کو بہت ہاتھ آگئیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاجار والاشجار فانه عليه السلام جنبا امته من الفتنة بالقبور
 اسے رسول کو واسطے قتل ایس لوگوں کے بھیجا جو تہر ذن اور درختوں کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام نے اپنی امت کو فتنہ کی فتنہ سے بچایا ہے

ما يثبت في الحديث

بكل طريق ومنها حكايات حكيت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبور فلاني في شدة فخلص
 اور یہ سب ہو کہ کہانیان گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانے قبرستان کی گور سوار ماگی سخنی کے وقت سوارس سخنی سے نجات پائی
 منها و فلان نزل به ضرفا استدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضرة و فلان دعاه في حاجة فقضيت حاجته
 اور فلانے کو مصیبت پیش آئی تو اس مصیبت زدہ نے فلانے قبر والے سے استدعا کی سوارس سخنی مصیبت دفع کر دی اور فلانی کو ماگی سخنی وقت پکارا سوارس کی
 وعند السدة والمقابرية بشئ من ذلك يطول ذكره وهو من الكذب خلق الله على الاحياء والاموات و
 اور ہا دون اور گور پرستوں کو پاس ایسی بہت تھی ہیں بلکہ ذکر دراز ہے اور تمام خلقت کے لیے جو کچھ ہیں زندہ دن بدیہی اور مردوں بدیہی اور
 النفوس مولعة بقضائها وازالة ضرورتها لاسيما من كان مضطرا يتشبهت بكل سبب ان كان
 طامع انسانی واسطے اور اُسے حاجتوں کے اور دفع مغرت کے جو یہیں ہوتے ہیں خاص کر گور پرست میں تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہے اگرچہ
 فيه كراهة ما فاذا سمع احدا ان قبر فلان تریاق مجرب يميل اليه فيذهب في يدعو عنه بمخرقة و نزلة و
 کیا ہیں کردہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آرمودہ تریاق ہے تو اسکی طرف متوجہ ہو گا پھر وہ ان جاویگا اور اسکو ذلت اور خواری اور
 انكسار فحبيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الزلة والانكسار لاجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة
 انکساری ہو گا پھر گور پرستوں سے دعاے اسکی دعا قبول کر لیتا ہو کیونکہ ادب و دل میں خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہے پھر قبر کی جہت نہیں قبول کرتا کیونکہ اگرچہ شخص اسے چاہتا ہے
 والحامة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبير تثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب
 با حمام یا بزرگین دعا کرتا ہے تو قبول کر لیتا ہے جاہل آدمی خیال کرتا ہے کہ قبر میں تاثیر ہو واسطے قبولیت اس دعا کی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ بغیر اسکی دعا
 المضطرو ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاه يكون راضيا عنه ولا محب له ولا ضيا لفعله
 قبول ہی کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہو یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسکی دعا قبول کرتا ہے اس سے راضی ہی ہوتا ہے بلکہ نہ اسکی دوست ہوتا ہے اور نہ اسکی کام سے راضی ہوتا ہے
 فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر ليرى الله تعالى من لدن دعاء والعمل ما يكون موافقا لرضائه
 نئے قسم کے اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالیٰ کو انسان کے ایسی دعا اور عمل چاہا اسکی رضا کو ملاحظہ ہو
 بلطفه و كرمه المجلس الثامن عشر في اقسام البدع واحكامها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اپنے لطف اور کرم سے انکار میں مجلس بدعتوں کے اقسام اور انکے احکام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة
 ہر بعد محمد کے تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اللہ کی ہے اور اچھی ہدایت ہدایت محمد کے اور کاموں میں بدترین چیز انہی نکالنے ہو گئی ہیں بدعتیں اور ہر محدث بدعت ہے
 وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصايير رواه جابر وفي حديث اخر في اعراب بن سارية
 اور ہر بدعت گمراہی ہے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے جابر کی روایت سے اور ایک اور حدیث میں عراب بن ساریہ کی روایت سے ہے
 انه عليه السلام قال من يعش منكم بعدى فيسرى اختلافا كثيرا فطليكم بسنة وسنة الخلفاء
 کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جیسا کہ میرے بعد ہو کر ہے کہ دیکھ لگتا ہے بہت اختلاف سول لازم کہو اس بنا پر میری سنت اور سنت خلفاء
 الراشدین المہدیین من بعدہ تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ یا کفر وحدثت الامم موافق کل محدث
 راشدین مہدیین کی لہذا اسکی سند کرد اور دانوں سے مضبوط کہو اور بچاؤ اپنی نینٹنی باتوں سے کیونکہ ہر محدث
 بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذه الحديث البدعة السيئة التي ليس لها من
 بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد بدعت سے جو ان دونوں حدیثوں میں مذکور ہے بدعت سیئہ ہے جسکی اصل
 الكتاب والسنة اصل وسند ظاهرا وخف ملفوظا ومستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على
 اور سند کتاب اور سنت سے نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ ملفوظ نہ مستنبط ہے بلکہ جو بدعتیں ہیں جو حدیث اور سنت سے ہیں جسکی

اصل سند ظاهرا وخفي فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال الخجل والمواظبة
 اصل او سند ظاهري نكته هو كيو كما ان بدعت كراي نيين بوني بله اليسى بدعت كيهي شوبه جيبه تمام جزو آتة ك اور پيد پير كر
 على اكل لب الخنطة والشيع منة قد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب قد تكون
 روي كيون كي هيشه كمان اور كيهي سمب بوني هوشيه سناره كاتمير كرنا اور كتابين تصنيف كرني اور كيهي اجب بوني هوشيه
 واجبة كتطال الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدل لها معنيان احدهما لغوي
 جيسه آراسته كرنا دلائل كا واسطه منع كرني شبهات لمحدون اور كراة فرقون كے اسطيه كه بدعت كراة معني هين ايك نو معني لغوي عام هين
 عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في
 بيضه محدث مطلق برابريه كعادات هين هو يا عبادات هين هو اور دوسرے معني شرعي خاص هين بيضه هين هين كيهي بدعت
 الدين والنقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لافولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة
 يا دين بيك كيهي كپانا بعد عهد صحابه كے بدون اجازت شرعي كي كه بدعت فولي هو اور فعلی اور دوسرے اشارہ
 فانها في الحديث وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي العلم
 ليس بدعت دون حديثون هين كرجه عام هيس اور شامل تمام محدثات بدعموم اور معمول باعتبار لغوي ممنون كے مقصود هين هيس
 بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات
 كدعموم باعتبار ممنون شرعي خاص كے مراد هير يه عادات كو بالكل شامل نيين هيس بله اس هين بيضه اعتقادات
 وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا واما بعث لتعليم امر الدين عليه
 اور بعضي صور تين عبادات كي داخل هين كيو كونهي عليه السلام واسطه تعليم امر دينا كے هين آئے ودمرن واسطه تعليم امر دين كو آئي هين اس
 قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشي من امر دنياكم فخذوا به ثم البدع في الاعتقاد
 حديث سر كپا جاتا هيس كه تم خوب جانتے هو انشي دنيا كے كار اجب هين كيو دين كي بات بتايا كرون تو ليليا كر ديهو بدعتن اعتقادي
 بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها الكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في
 بعضي كفر هين بعضي كفر نيين هين كرم كبر كبره سمك نرين بهان كك كه قتل اور زنا هين هين اور او كس زياده هير كبري كے هيس اور بدعت
 العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لاسيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدعة
 عبادت هين كرجه اس كے كرسه بد او كس عمل كرنا نافرمانی اور كراي هيس خاص كرجه كه سنت موكدة كے مقابل هو اور بدعت
 في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل تركها اولي فقرها اولي اذا نظر هذا فالمنافق عون
 عادات كي اس كے كرسه تين كپه نافرمانی اور كراي نيين هيس بله ترك اولي هو سو اس كي هين ترك اور سر هير كيهي كچا نو سناره سو مدد بوني هيس
 لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
 واسطه خبر ديه وقت نماز كے اور كتابون كا تصنيف كرنا و كارجه واسطه تعليم اور تبليغ امر محزون كے اور آراسته كرنا دلائل كا واسطه منع شبهات
 والفرق الضالة نهى عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ما ذوفيه بل ما ذوفيه لان البدل الخبيثة
 اور كراة فرقون كے باز كرنا هوشيه اور منع كرنا هوشيهات كراة دين نو جو هير ايك كراة نيين سو خدمت هير كيهي تمثيل كا كرم هير ايك كراة بدعتن
 ما لم يجر اليه الا وائل ثم الاحتاج اليه الا واخر وراه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع
 وه كوشه هين كرا او كس هوشيه هير متنازاد كے حاجت هونے اور سب كو بلاطلون و نزاع پسند كے بعد
 وعند الاستفراغ لا توجد تلك البدعة الغير السنية في العبادات البنية المحضت كالصوم والصلوة
 كاشي كے بدعت تين عبادات خاص و تين هين هين باقوي هين

وقراءة القرآن و اوظاف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدو وقوع الفعل في الصدق الاول
 اور حکام قرآن کی اور ظہری کے تمام عبادتوں میں سے ہون بلکہ امین ہمیشہ بدعت سے ہی ہوتی ہیں اور کسی کا قرآن اول میں
 ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود ما نعر منه او لعدم التنبيه له وللتكاسل عنه او لكراهة وعد مشروعية
 یا بسبب نہ ہونے حاجت کے یا بسبب موجود ہونے مانع کے یا بسبب خبری کے یا اسے کلمی کے یا بسبب کردہ اور ناجائز ہونے کے
 والاول لان منتفیان في العبادات البدنية المحضه لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
 دون كل سبب فلو عبادات خالص بغير بين نہیں ہو سکتی اس لیے کہ حاجت قربت الہی کی عبادت سے منقطع نہیں ہوتی
 وبعد ظهور الاسلام و فلبه اهله لم يثن منها مانع و لئلا عدم التنبيه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
 اور بعد ظہور اسلام اور فلبہ اہل اسلام کے اس کو کافی مانع نہیں تھا اور ایسی ہی سنی خبریں اور کلامی ہی نہیں ہو سکتی
 اذ لا يجوز ان يثن ذلك للنبي عليه السلام و جميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكرهه غير مشروعية
 اس لیے کہ کہاں جائز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوے جو سوار بدعت کر دہ اور ناجائز ہونے کو کہ فی سبب نہیں
 وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
 اور یہی غرض ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جب امر کو خبر ہوتی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کے بیٹھا کرتی تھی اور ان میں ایک شخص
 يقول كبروا لله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
 کہتا ہوا اللہ بکبر کہو اتنی اتنی بار اور اللہ سبحان اللہ اتنی اتنی بار اور اللہ الحمد کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتے جاتے سو عبد اللہ بن مسعود اٹھے اس نے وہ سن کر
 ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتمو بدعة ظلماء اول قد
 کہتا ہوا کہتے ہو کہ کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں پس تم جو اللہ کی جو نہیں سجدو سوا اس کے بیشک تم بدعت کرتے ہو نہایت سیادہ
 فقام على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
 تم فائق ہو گئے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر علم میں مراد ذہنی یہ جو یہ کرتے ہو یا تو بدعت تارکین ہو گئے ایسے بات پسند آئی
 على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبيههم له اول تكاسلهم عنه فغلبتموه من حيث العلم بطريق العبادة
 جو صحابہ کے ہاتھ نہ آئی اور انکی نے خبری سے ایسے سبب طریق عبادت کے علم میں تم ان سے غالب ہو گئے
 والثاني منتفعتين لاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضه
 اور دوسری بات نہیں ہو سکتی تو پہلی بات لینے بدعت ہو سیادہ مقرر ہی پھر ہی جاری ہو سکتی ہے ہر ایک کے حق میں درباب عبادت خالص بدعت کے
 بصفة لو تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يفتضه كونه بدعة حسنة
 ایسے طور پر جو صحابہ کے وقت میں نہیں تھا اس لیے کہ اگر عبادت کا وصف افعال محمدیہ کو بدعت حسنة بنا دیا کرے
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكرهه وقد وجد فيها البدعة المكرهه على ماصرح العلماء
 تو عبادت میں بدعت کر دہ کہیں ہونا کرتے اور حال یہ ہے کہ عبادت میں بدعت کر دہ ہوتی ہے جتنا نیک علم نے
 في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والقرضية والتامين في اثناء الخطبة
 اپنی تصانیف میں صاف کہا ہے جیسو نماز رغائب کی اور اس میں جماعت اور صیغے اللہ کہا اور رضی اللہ عنہما اور امین کہنا خطبہ پڑھنے میں
 والنوع النخعات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدم العرس
 اور ان تمام تریم جو خطبہ میں اور اذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتے ہیں اور ذکر بجا کر جنازے کے آگے اور ولہن کو آگے
 في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبيل
 راستہ میں درجہ آگے اور کئی بدعتیں جو عبادت میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہو سکتی کہ کچھ ایسے بدعت سے

البدعة السيئة المكرهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعضها الاشياء المحذورة
 اور كرهه نهيين ہيں بلکہ قسم بدعت خست شروع سے ہر اس دليل سے کہنے چيزين نو احوال
 بعد الصحابة حسن البناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لو تصدني عهد الصحابة
 بعد قرن صحابہ کے حسن ہيں جيسے مدرسے بنائے اور خانقاہ اور مسجد اور مانند اسکے انواع خيرات کہ جو صحابہ کو وقت میں ازکی ہم دہنی
 اذيقال له ما ثبت حسنه بلا دلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة فيقع عموم العام في
 اسوئے کہ جو اس پر جو جسک حسن دلائل شرعیہ صحیحہ ثابت ہو پس وہ یا تو اسلایہ بدعت نہیں سے اب عام کا عموم
 الحدیثین علی حاله او يكون مخصوصاً من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا الخصوص
 دون حدیثوں میں ایتر حال پر باقی سے! مخصوص ہو گا اس عام میں ہر اور جو عام کہ اس سے بعض فرد خاص ہو جاوے وہ دلیل ہوتا ہے بجز مخصوص
 فمن ادعی ثبوت حسن العبادة الممدثة وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
 اب جو شخص عبادت نو احوال کے حسن کا دعویٰ کرے اور اسکو مخصوص بناوے اس عام میں ہر نو حاجت ہوگی ایسے دلیل کی جو قابل
 مخصوصا لان عادة اكثر البلاد وقول كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا
 تخصیص کے ہوگا سو اس پر کہیں اکثر شہر دیکھا اور نوازل زاہدوں اور طبرستان اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام سے معارض
 لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب و
 ہو سکین اور ایسی ہی دلیل مخصوصہ وہ دلیل ہوتی ہے جو موافق شریع کے اور باخبر کتاب اور
 السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومر ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
 سنت اور اجماع سے ہو جو خاص اجتهاد والوں سے ہو اور عامیہ کہ صاحب اجتهاد نہیں ہیں وہ عوام لوگوں میں
 العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المختبرة وهذه قاعدة دللت عليه السنة
 داخل ہیں اور نئے بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر انکو کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سے مطابقت ہو تو معتبر ہے اور یہی وہ قاعدہ ہے کہ سنت
 والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضاً وهو انه تعالى قال **أَمْ كَفَرَ بَشْرًا مِمَّا كَفَرَ بَشْرًا عَوَاجِلُ مِنَ**
 اور اجماع سے ثابت ہے اور جو کہ کتاب اللہ میں ہی اس طرف اشارہ ہو وہ بجز آیت سے فرمایا گیا اور شریک ہیں جو راہ ڈالی تھی ادہوں نے
الدين ما لم ياذن به الله فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يشرحه
 انکو واسطے دین کو جس کا حکم نہیں ہوا اللہ نے ہر جو کوئی نئی بات عبادت کے واسطے تقرب الہی کی پیدا کرے تو لی ہو یا فعلے ہر دن مقرر کرنے
 الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذ شريكا ومعبودا كما قال
 اللہ تعالیٰ کے نواہی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہر جو اس کا تابع ہو اور شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ
الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا الجبارهم وذهبوا بهم الى الله فقال عدی بن جاح
 اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے حق میں کہا جو شرابی بن اپنے عالم اور درویش خدا اللہ کو چھو کر پس عدی بن عامر نے
لنبي عليه السلام ما عبد وهو فقال عليه السلام اطاعوه فمن اطاع احد في دين لم ياذن به الله تعالى
 نبی علیہ السلام سے عرض کیا اور انہوں نے عبادت تو نہیں کی آپ نے فرمایا اہل اطاعت کی اور جو شخص کسی طاقت کرے وہی امر میں وہ حکم اللہ کے
وقد عيذوا واتخذوا رباً فطعن من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
 نواہی نے گویا عبادت کی اور اسکو اپنا رب مقرر کیا اس سے معلوم ہوا کہ ہر عبادت بدعتیں عبادت بدعتیں ہیں استیہی ہوتے ہیں اور
 سب کا لا یفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنته نفوسهم وما الى
 یعنی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو بات دل کو پسند آئے اور طبیعت اور دل کی طرف منو جو ہو

طباعه هو يكون حسنا فيعد من السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبطا كخط عشوا ولا يفرق بين الورطة
وهي من سببها دور سببها كوهي من تصور كرتي اين سووه مستطيل على جميعه انهي او ظني كراي في عيني من هلك رسته

المهلكة والجماعة المبخية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحدون شيئا الا انهم يرونه
اور صاف رسته بجانسه والاشين بجا متي اور قاعده اس كايه يو كيون كسين كو بنى آدم نثي ابث نهين كرتي سبب تك اوس مي كچه مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يجد ثوبه فما سزاها الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان
نهين ويكتر كيو كرا اوس مي كچه برالي كجهين تو كيون پيدا كرين پير مي مرين وه لو ك مصلحت دكتي ين اوس كيه باعث مي نال كرا ما يظن بس كرا

السبب امر قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم في يجوز لحدوث ما تدعو الحاجة اليه كنظم
سبب ايسا امر كرا كرا عيني سلة الله عليه وسلم كيه پيدا هولسيه قوا ب حاجت كرموافق او كل صلاح كي داسطه جو كرت ما نر بر عبي قائم كرا

الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهر في عهد النبي صلى الله عليه وسلم
دلائل كايه سبب باعث ان دلائل كا ظاهر هونا كراه فرقو كا پيدا كرا فرتي چونكه عيني عليه السلام كيه زمانه مي نهين ستي

لوحته اليه وان كان المقتضى لفعله موجودا في عصره عليه السلام لكن لما عارض ذلك عوارض من
نودلائل كي كچه حاجت نهين هتي اور كرا سبب اوس امر نوا حارت كا عيني عليه السلام كيه عهد مي موجود هتا كرا كسي عاريف كرا باعث متروك بنا كرا سبب وه عارضه سبب باعث

فكذلك يجوز احداته كجمع القرآن فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا ينزل
تو بهي ايسو امر كا احداث كرا نا جائزيه هيو قرآن كا تيج كرا كيو كرا بغير صل الله عليه وسلم كيه ايام حيات مي نال ناعه وحى آتي ربه هتي پير الله تعالى

في غير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضى لفعله في عهد النبي صلى الله عليه وسلم
جو چاهي سوميل ديتا هتا پير سبب موت حضرت كيه مانع جانا روا اور مي امر كا مقتضى يعني باعث بغير صل الله عليه وسلم كيه سائتي

موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لو فعله عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى
موجود هتا اور مانع اوس كايهين بنا اور تو بجا بغير صل الله عليه وسلم كيه اوس امر كو نهين كيا او ايسه امر كا كرا الله كيه دين كو تغير كرا ستي

اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه ولما لم يفعل عليه السلام ولم يحث عليه
اسوا سله كرا ايسه امر مي كچه خونمي هتي تو بيشك او سكو بهي عليه السلام كرتي با اوس بر رغبتي دعو اور جو كرا تو او سكو كيا اور نه اوس بر رغبتي دعو

عليه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما حدثت
تو معلوم هو كرا اس مي كچه خونمي نهين هتي بل وه سائتر بدعت نسيه جو جسيه عيد مي نال اذان كا پڑ هتا اس اذان كو نسيه

بعض السلاطين انكراه العلماء وحكموا بكمراهته فلو لم يكن كونه بدعة لكانت له اهتته لقبيل
بسيه سلاطين مي مقرر كي تو او سپر طلان انكار كرا كرا عرض كيا اور كرا بغير ايا پير اور وه هي اذان بدعت هو كرا كرا هيت كي دليل هتي تو بهي كيو تو بيو

هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العموم
كيتا كرا صاحب بيه نو خدا كا ذكر جو اور اس كيه عبادت كيه واسطه بلا ستي مي يه ايسو جو جسيه جبهه كي اذان با داخل جو تحت عام قاعده كي

التي من جملتها قوله تعالى واذكروا الله كثيرا وقوله تعالى ومن احسن قولا لمن دعا الى الله لكن
كران مي سوي كيت يه اور ايا كرا الله كي با وجبت اور اوس سو بهتر كس كي بات مي ستي بلايا الله كي طرف

لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعله عليه السلام كان سنة كذلك ما فعله عليه السلام
يه جواب كس مي نهين ديا بل كيه قائل هو كيه كرا كرا بغير صل الله عليه وسلم كيه زمانه مي نهين كرا كرا سوي ايسو مي ترك كرا پير اوس كرا كرا سكو

مع وجود المقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما اذنان في الجمعة
بغير صل الله عليه وسلم كيه با وجود هوني مقتضى اور غ هوني كسي مانع كرا كرا كرا كرا بغير صل الله عليه وسلم كيه زمانه مي نهين كرا كرا اذان كا امر فرما

دون العبدین كان ترك الاذان فيها سنة وليس لاحد ان يزيد ويقول هذا زيادة العمل الصالح
 اور مومن میں امر نہ فرمایا تو عید میں اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسی کو طاعت نہیں کہ اسے زیادہ کا قائل ہو کر یہ کہوے یہ عمل صالح کی انزالش ہے
 لا یضر زیادته اذ یقال له هکذا تغیرت اديان الرسل بتدلت شراکھو فان الزیادة فی الدین
 ایسی یا دتی کا کیا اثر ہے اس واسطے کہ اس کا یہ جواب ہے کہ اس واسطے کہ رسولوں کے دین متغیر ہو گئے اور ان کی فریضیں تبدیل ہو گئیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں اگر بڑا باج بکڑا ہوتا
 لو جائز لجان ان یصلی الفجر اربع رکعات والظہر ست رکعات ویقال هذا زیادة عمل صالح لا یضر
 تو اللہ جانے لیتا ہے کہ فریض نمازیں چار رکعتیں اور ایک رکعتیں اور ظہر کے فرض میں چھ رکعتیں پڑھ کرین اور کھار کرین پھر عمل صالح کی زیادتی سے
 زیادته لکن لیس لاحد ان یقول ذلك لان ما یبدیه المبتدع من المصلحة والفضیلة ان کان ثابتاً
 اس میں کیا نقصان ہے لیکن یہ ثابت کوئی نہیں کہ اس واسطے کہ جس امر کو بدعتی سمجھا اور افضل ماننا ہے اگر وہ امر
 فی عصره علیه السلام ومع هذا لو یفعله علیه السلام فیکون ترک مثل هذا الفعل سنة مقدمة
 پیغمبر علیہ السلام کے وقت میں ثابت تھا اور پھر ہی اس کو نہیں کیا تو ایسے کام کا چھوڑنا ہی سنت ہے
 علی کل عموم و قیاس فمن عمل به مع اعتقاده انه غیر مشروع فی الدین یكون مستغیراً مبتدعاً وان
 ہر عموم اور قیاس سے سابق ہے پس جو شخص ایسے امر کو عمل میں لائے اور اسے دین کو لائق نہ مانے اعتقاد کرے کہ تو وہ فاسق غیر مبتدع ہے اور اگر
 عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدین یكون فاسقاً مبتدعاً لان الفسوق عموم من البدع فکل
 اس کو عمل میں لانے دین کے اندر جائز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہو گا اس واسطے کہ فسق بدعت سے عام ہے پس جو
 بدعة فسق من غیر عکس و کذا لک قبل البدعة شر من الفسوق فان من یفعل البدعة فهو ینقض
 بدعت ہے وہ فسق ہی ہے بدون عکس کے یعنی بعض فسق بدعت نہیں ہیں اور ایسے ہی کچھ ہیں کہ بدعت فسق سے بدتر ہے کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل میں لائے تو بدعت
 الرسول وان کان فی زعمه انه یعظمه بالبدعة حیث یزعم انها خیر من السنة واولی بالصواب
 اس واسطے کہ اللہ علیہ السلام کی بات کو نقض کرتا ہے اگرچہ اپنے گمان میں اس بدعت کو تعظیم سمجھتا ہو کیونکہ اس کا قول ہے کہ یہ امر سنت سے بہتر ہے اور صواب ہے میں اس سے
 فیکون مشاقلاً للرسول ولا یستحسنه ما کرهه الشرع وھو الاحداث الذی والہ تعالیٰ
 پس وہ مقابل کرتا ہے اور اس کے رسول کا واسطے کہ نیک جانتا ہے جو شرع نے مکروہ ٹھہرایا اور اس سے منع فرمایا اور پیروی دین میں بدعت اور شکیبائہ تھا
 قد شرع لعبادة من العبادات ما فیہ کفاية طهر واکمل دینهم واتوعلیم نعمته کما أخبرہ فی کتابہ الکریم
 اپنے بندوں کے واسطے ایسی عبادت مقرر کر چکا ہے جس میں ان کے لیے کفایت ہے اور دین کامل دینہم و اتوعلیم نعمته کما أخبرہ فی کتابہ الکریم
 وقال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فالزیادة علی الکمال نقصان واختلال
 وہی ہے فرمایا آج میں پورا اسے چکا گو دین تمہارا اور پورا کیا میں نے تم پر احسان اپنا پس کمال کے اوپر اور بڑبڑانا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہے
 بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقر فی الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل التحفا یفرز بالشع
 جیسے جھٹی اور انھلی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ اہل حق کے نزدیک بھلائی اور برائی صرف شرع سے معلوم ہوتی ہے
 لا بالعقل فکل فعل امر به فی الشرع فهو حسن وکل فعل نہی عنه فی الشرع فهو قبیح وقال الامام الغزالی فی
 عقل سے نہیں معلوم ہوتی پس ہر کام کا شرع نے حکم فرمایا ہے وہ ہی نیک ہے اور جس کام سے شرع میں منع کیا ہے وہی برا ہے امام غزالی
 کتاب الاربعین فی اصول الدین ایاک ان تتصرف بعقلک وتقول کل ما کان خیراً ونافعاً فهو افضل وکل
 کتاب الاربعین نے اصول الدین میں کہو ہیں اس سے بچتے رہنا کہ تو عقل کی پیروی کر کر کہو گے جو امر خیر اور نفع رسان ہو وہی افضل ہے
 ما کان اکثرکان انفع فان عقلک لا یھتدی الی اسرار الامور الا لھدیتہ وانما یعقلھا حق الذی علیہ السلام
 اور جو امر اکثر ہوتا ہے وہ نفع رسان ہوتا ہے کیونکہ تیری عقل نہیں جاسکتی ہے طرف سید امرا کسی کی اور سید کسے طرف تیری عقل اسلام کی طرف نہیں جاسکتی

فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس وما ترى كيف نذيت الى الصلوة ونهيت عنها
 ثم اجتمع من لازم من شئک من اس اور قیاس سے نہیں معلوم ہوتی دیکھتے نہیں کہ نماز کے باب میں کیسے تزییب ہو یا میں ہمہ
 فی جمیع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر عند الطلوع والغروب والسرال وذلك ينتهي الى قدام
 تمام اجزا ہزار میں مخالفت ہو اور جو حکم ہر نماز پڑھنے کا بعد صبح اور عصر کے اور وقت طلوع اور غروب اور روال آفتاب کے اور کچھ نکتہ
 ثلث النهار وقال فی الاحیاء فلما ان العقول تقتصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل
 تہائی دن ہوتا ہے اور حیوان کہا جیسے عقل تمام ہوش رفتہ رواؤن کے دریافت کرنے سے باہر دیکھ اس میں تجربہ کو دخل سے
 اليها كذا لك تقصر عن ادراك ما ينفع في الآخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو راجع
 ایس ہی عقل تمام سے دریافت کرنے اور ان امور کے سمجھنا آخرت میں نافع ہوں باہر دیکھ تجربہ کو اور ہر کوئی یہاں نہیں سمجھتا جب معلوم ہو سکتا ہے اگر
 اليها بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والسبعده عنه وذلك فاما مطعم فيه
 ہر سے پاس کوئی مردہ چلا آوے وہ اگر کچھ ہمارے کو نسا عمل اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرتا ہے اور کونسا دور کرتا ہے سو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا
 وقال صاحب مجمع البحرين في مشرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصل قبل صلوة العيد
 صاحب مجمع البحرين نے اسکی شرح میں بیان کیا ہے ایک شخص نے عید کے دن صلی میں ارادہ کیا کہ عید کے دو گانہ سو پہلے نماز پڑھی
 فنهاه على فقال الرجل يا امير المؤمنين الى اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال على واني اعلم ان
 سو علی نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں کرے گا بجز علی نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ
 الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا
 اللہ تعالیٰ کسی کا رپڑھنا نہیں دیتا جب تک اسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہیں یا اور کو اور فرما دیں اسو تیری یہ نماز عبث ہے
 والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك لنبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد
 اور عبث حرام ہے پس شاید کہ اسکے بولے اللہ تعالیٰ کچھ عذاب دے بسبب مخالفت میں علیہ السلام کے اور صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ وہ بن نظمین تجربہ ہو
 الفجر اكثر من رعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم
 طلوع صبح صادق کے سوا اور رکعت سنت فجر کی اسوا سے کہ نبی علیہ السلام نے اور دو سے زیادہ نہیں پڑھیں باہر دیکھ و محبوب ہونے نماز کو ہر دیکھنی علیہ السلام
 فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين الواجب
 نماز پڑھنے کو اب عبادت میں کسی ایسے کو انہی کی طرف سے ابن ہمام کہتا ہے جو عبادت کہ واجب
 والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتره لان ترك البدعة لازم واداء السنة
 احتیاط کرنا چاہیے شک ہو تو اول کو احتیاطاً عمل میں دے اور جو عبادت بدعت اور سخت کج بیچ میں شک ہو تو ترک کرے اسوا سے کہ بدعت کا چھوڑنا تو ضروری اور ادا کرنا سنت کا
 غير لازم وفي الخلاصة مسألة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا
 کچھ ضرور نہیں اور خلاصہ میں ایک مسئلہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کا ترک واجب ہے یہی بڑا ضرر ہے جس کو کچھ کہا ہے
 شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت لثرك
 شک دانہ ہو نماز میں آیا ادا کی ہے یا نہیں اگر ابھی وقت باقی ہے تو اسکو سپر اعادہ ہو اور اگر وقت جاتا ہے پھر شک ہو
 لاشئ فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية و
 نواد میں کچھ نہیں اور اگر عصر کی نماز میں شک ہو تو اعادہ میں پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں قرات ادا کرے اور دوسری رکعت اور
 الرابعة فتعين الاولين للقراءة في الفرض واجب وقد امر بتركه عند احتمال وقوع النقل بعد العصر
 چوتھی میں قرات نہ پڑھے اور رکعتوں کا سین کرنا واسطے قرات کو فرضوں میں واجب ہے سو حکم ہوا اسکو ترک کا اس وقت کہ اسکی سبب و بعد عصر کے

بسم الله الرحمن الرحيم

وهو بدعة مكرهه وروى عن سفیان الثوري انه كان يقول البدعة احب الي ابيس من كل
 كه يدهعت كروهه اور سفیان ثوري سے روایت ہو کہ کہنے تھے کہ ابیس کو بدعت تمام معاصی سے زیادہ تر محبوب ہے
 المعاصی لان المعاصی يتاب عنها والبدع لا يتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصی يعلم
 اس واسطے کہ معاصی سے توبہ ہو سکتی ہے اور بدعت سے توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہ ہی کہ معاصی کو نوا لا نوحا بنا ہے
 يكونه مرتكب المعاصی فيرجى له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فيعتقد انه في طاعة وعبادة
 کہ میں بڑا خطا دار ہوں تو اسے توبہ اور استغفار کی امید ہے اور بدعتی توبہ جانتا ہے کہ میں عبادت کرتا ہوں اور طاعت میں ہوں
 ولا يتوب ولا يستغفر هذا ما حكى عن ابيس انه قال قدمت ظهورة بنى آدم بالمعاصی والاوتار وقصوا
 تو یہ شخص نہ توبہ کریگا اور نہ استغفار اور ابیس سے یہ حکایت ہے کہ کہتا ہے میں نبوت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں سے توبہ دہی اور نبی آدم سے
 ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدث له ذنوبه لا يستغفرن منها ولا يتوبون عنها وهي البدع
 میری پشت توبہ اور استغفار سے توبہ دہی سو میں اونکے لیے ایسے گناہ نکالے ہیں کہ اسکا استغفار کریں اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتیں ہیں
 في صورة العادة فان قيل قد اعتاد كثير من الناس ان يستدلوا على عدم كراهة ما اعتادوه
 عبادت کے لباس میں اگر کوئی کبھی عادت ہے اکثر لوگوں نے کہ استدلال کرتے ہیں بدعت کی عبادت پر بھی عادت کرنے سے
 من البدع تصديت شائع بينهم وهو ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون
 اس حدیث سے جو ادنیٰ مشہور ہے کہ جو مسلمان نیک جاہلین تو وہ اللہ کے نزدیک ہی نیک ہے اور جس کو مسلمان
 قبيحا فهو عند الله قبيح وهل يصح هذا الاستدلال منهم ام لا يصح فالجواب على ما ذكره بعض الفضلاء
 برا جاہلین سورہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے آیا یہ استدلال اونکا صحیح ہے یا صحیح نہیں پس اس کا جواب موافق بیان بعض فضلاء کے
 ان هذا الاستدلال لا يصح والحديث حجة عليهم لا لهم لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود
 یہ ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث اونکی حق میں مضبوط مفید نہیں کیونکہ یہ مکرر ایسی حدیث کا ہے جو توتوں سے ابن مسعود پر
 رواه احمد والبخاري والطبراني والطيالسي وابو نعيم هكذا ان الله تعالى نظرت في قلوب العباد فاخترت
 روایت کیا اسکا احمد اور بخاری اور طبرانی اور طيالسي اور ابو نعيم نے اسطور پر کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا اپنے بندوں کے دلوں کو پھر پسند کیا
 فكانت برسالته ثم نظرت في قلوب العباد فاخترت له اصحابا فجعله انصار دينه ووزراء نبيه
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بیجا اور کواچی رسالت پر پھر دیکھا بندوں کے دلوں کو پھر پسند کیا اور انکے پھر اصحاب پر اور کواچی دین کو مددگار اور پڑوسی کو دشمن
 فصاراة المؤمنين حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح ولا شك ان
 پس جس چیز کو دیکھیں مؤمن حسن پس وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے اور جو چیز دیکھیں مکمل مسلمان قبیح پس وہ اللہ کے نزدیک قبیح ہے اور بیشک
 اللام في المسلمين ليس لطلق الجنس لان الحديث يحكيون مخالفا لقوله عليه السلام ستفترق امتي
 لام مسلمین کے لفظ میں مطلق جنس کے لئے نہیں ہے ایسے کہ یہ حدیث اس حدیث سے مخالف ہو جاوے گی قریب ہے کہ میری امت میں
 على ثلاث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة لان كلام من فرق الامة مسلم يرى من جهة حسنا فيلزم
 ہتر فرقے ہو جائیں گے وہ سب دوزخی ہیں سوائے ایک کے اس واسطے کہ تمام فرقے امت کو مسلم ہیں اور ہر فرقہ اپنے منصب کو نیک جانتے ہیں اس لیے لازم ہے
 ان لا يكون فرقة منها في النار وكذا بعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا يتم
 کہ کوئی فرقہ دوزخی نہ ہو اور ایسے ہی بعض مسلمان ایک بات کو نیک جانتے ہیں اور بعضے اسکو قبیح جانتے ہیں اب یہ لازم آتا ہے کہ
 الحسن من القبيح بل هو اما للهدم والمعهود ما ذكر في قوله فاخترت له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين
 حسن اور قبیح میں تمیز نہ ہو بل وہ لام یا تو واسطے ہدم کے ہے اور معهود مراد وہ لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پس یہی اس واسطے اور کہ اصحاب مراد مسلمین

الصحابة فقط ولا استغراق خاص للجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة
 صحابه بن فقد يلام واسطه استغراق خاص للجنس کے ہم پر مراد مسلمین سے اجتہاد والے علمائے ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں
 الاسلام صرف للمطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرنية ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد
 واسطه مرن مطلق کے طرن کامل کے ایسے کہ جب مطلق قرینہ سے خالی ہوتا ہے تو اس کو فرد کامل کی طرن لیا جاتے ہیں اور فرد کامل مجتہد ہے
 فيكون المعنى ما رآه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن ما رآه الصحابة او اهل الاجتهاد
 اب پر سننے سے جہات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانین ہو وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے اور جس بات کو صحابہ یا علماء مجتہد
 قبحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى ما رآه جميع المسلمين حسنا
 نتیجہ کیسے سو وہ اللہ کے نزدیک قبیح ہو اور وہ لام استغراق حقیقی کا بھی ہو سکتا ہے اب یہ سننے ہو گئے جس بات کو تمام مسلمان حسن جانین
 فهو عند الله حسن وما رآه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة بالقرون
 سو وہ اللہ کے نزدیک حسن ہو اور جس بات کو تمام مسلمان قبیح جانیں سو وہ اللہ کے نزدیک قبیح ہو اور جس بات میں اختلاف ہے پھر اعتبار قرون بخلاف
 المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم بالكذب عدم الاعتقاد في قوله عليه السلام خير القرون قرني
 جس کے حق میں شہادت خیر کی ہو باقی قرون کا اعتبار نہ ہو گئے حق میں شہادت کذب اور نہ اعتبار ہی کی ہو اس حدیث میں سب قرون میں بہتر ہے قرآن
 الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم يفتشوا الكذب فلا تعذب الله قومهم واما قوله لا ريب
 جس میں میں بعثت ہو ان میں پھر جہاں متصل ہیں پھر جو اون کے متصل ہیں پھر بعد ان ان کذب پہل جاوے گا پھر نہ اون کے اقوال کا اعتبار نہ انفعال کا اور نہ تنگ
 ان الصحابة والتابعين وائمة المجتهدين كانوا يرون ما نزلنا من الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله
 صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتے تھے کہ جو بدعت نہ ضرورت سے نہ پڑ جاوے وہ نتیجہ میں پس وہ اللہ کے نزدیک قبیح
 قبيح ومثل قوله عليه السلام لا يجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع
 نتیجہ ہے اور جیسے یہ حدیث نہیں متفق ہو گی میری امت گرا ہی پر بیشک مراد امت سے اس حدیث میں وہ اہل اجماع ہیں
 الذي هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويستقط العدله وحصا
 جن میں ہر ایک ایسا مجتہد تھا ہو کہ اصلا اس میں نہ فسق ہو نہ بدعت اس واسطے کہ فسق سے تہمت پیدا ہوتی ہے اور عدالت جاتی رہتی ہے اور
 البدعة يدعون الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
 بدعتی لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہے اور مطلق امت مراد نہیں ہے اس واسطے کہ امت مطلق سے مراد اہل
 السنة والجماعة وهم الذين طريقتهو طريق النبي عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال
 سنت والجماعت ہیں وہ وہ لوگ ہیں جن کا طریقہ بیعتہ طریق نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہے اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہیں ہیں
 كما قال النبي عليه السلام امتي من اسنن بسنتي ويصح ان يراد بامتن جميع الامة بناء على ان الاضافة
 چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں میری امت وہ ہے جو طریقہ کچھ میری سنت کو اور ہو سکتا ہے کہ امت سے تمام امت مراد ہو اس واسطے کہ امت
 كاللام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما
 اللام کے کہیں واسطے استغراق کے ہوتی ہے اب یہ معنی ہو جاوے گا کہ نہیں تعلق ہوگی میری تمام امت کہیں کسی زمانہ میں گرا ہی پر جیسے
 اذا اجتمع اليهود والنصارى بعد نبينهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام
 یہود اور نصاریٰ انہ اپنے نبی کے بعد گرا ہی پر تعلق ہو گئے ہیں پس یہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سے
 لا يزال طائفة من امتي قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله اذا تقر
 ہمیشہ رہیں گے ایک گروہ میری امت کے قائم اور امر اللہ کے خضر دیکھا اذ کو جو قطع کرے اذ کو اور جو نہ اون کے مخالف ہو بیان تک جاوے گی نیا مت جب پھر ٹھہرے گا

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يجذر من الاعتقاد والميل الى شي من البدع والمحدثات
تو اس زمانے میں ہر مسلمان پر واجب ہو کہ ہنر کرتا رہو فریب میں آنے اور توجہ سے طرف کسی بدعت اور محدثات کے
 ويصون دينه عن العوائد التي استانس بها وتربى عليها فانها سوس قاتل قتل من سلم من افاقها و
اور عوارض سے اسے دین کو بچاؤ سے جہاں سوائس رکھتا ہے اور انہیں بد ورشس باہر لے کے کیونکہ یہ ہنر قاتل ہے اسکی آفت تو آدمی کو بچاتا ہے
 ظهر له الحق معها الا ترى ان قریشا لاجل العوائد التي لفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم
اس میں مرحق کم ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے فوائد ہی کے اور جس میں باؤ کو دل لے ہو کے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام سے روکا گیا
 ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيا نهم حتى قالوا في حقه عليه السلام
کہ جو ہر اسے روایت اور بیان تھے اسہی سبب سے وہ کافر ہو گئے اور طاغی ٹھہرے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہا سو کہا
 ما قالوا بسبب ما تربوا عليه وتنشوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع
واسطے اس امر کے جس میں بد ورشس باہر تھی اور جو ان سے تھو اسہی لئے ابن مسعود کہا کرتے تھے جو بدعہ جو نو احداث بدعات سے
 فان الدين لا يذنب من القلوب بجمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذنب الایمان
کیونکہ دین اولوں کے اندر کسی ایک ہی دفعہ نہیں جاتا رہیچا لیکن شیطان تمہارے لیے بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان
 من قلوبكم فعمل هذا ينبغي للمؤمن ان لا يفتخر ويستدل بقوة تصميحه على شيء وكثرة عبادته به انه
تمہارے دلوں سے نکلا دیکھا اس بیان کے موافق مؤمن کو لازم ہو کہ گھمٹد بین ذادہ کہ استدلال کرنے لگو تو وہ تصمیم سے کسی چیز پر اور کثرت عبادت سے کہ
 على الحق فان تصميحه عليه وعدم رجوعه عنه ولو شربا لنا شيرا لا يدل على كونه على الحق في دينه
میں حق پر ہون کیونکہ اسکی تصمیم اور بازو آنا اس چیز سے اگرچہ فزون میں نکلا جاوے ہے دین کی حقیقت پر دلالت نہیں کرتا
 لان جزمه وتصميحه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون به و
اس واسطے کہ اس کا جزم اور تصمیم اس چیز پر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے ہے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ اسکو دین جانتے ہیں
 للنشأة والمخالطة اثر عظیم في تصميحه شيء حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يوجد
پیدائش اور صحبت کو شیا کی حقیقت اور باطل میں بڑا اثر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام
 عامة من ذوى الجهل المركب كالیهود والنصارى من في معانهم فالحمد لله الذي هدانا لهذا لم كنا لنهتدي لولا ان
جہل مرکبوں میں پائی جاتی ہے جیسے یہود اور نصاریٰ اور جو لوگ انکے تھے کے ہیں پس بچو بچو اس زہر قاتل سے
 وكن ما تلا الى الحق مستفيض الخ لا يصح ترك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يجعله
اور جو جو ہو حق کی طرف واسطے خلاصی اپنی جان کی اتباع کے فیض اور بدعت کو چھوڑنے سے بیشک اتباع سنت کا آدمی کے واسطے
 المرء في هذا الزمان لشيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد ان تكون شديد التوقي
اس زمانے میں تمام اعمال سے بجز جو اس واسطے کہ مدت دراز سے عمل بدعت پر خلاف سنت پہل رہا ہے سو بچو ضرور ہو کہ بدعات اور محدثات امور سے بچو
 من محدثات الامور ان اتفق عليه الجمهور فلا يترك اتفاقهم على ما حدث بعد الصحابة بل ينبغي
بہتر ہے اگرچہ اس بدعت پر بہت خلقت نے اتفاق کیا جو سوائے اتفاق سے بدعات پر جو صحابہ کو نکلی ہیں فریب نہ کہنا بلکہ سمجھو
 لك ان تكون حريصا على النفث عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس قرصموا الى الله تعالى فاعلم انهم بهم
یہ ہی لائق ہے کہ انکے حالات اور اعمال کی تلاش میں رہو کیونکہ سب میں بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی ہے جو انہی نے زیادہ مشاہدت رکھا ہے
 واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهو اصول في نقل الشريعة عن صاحبها وقد جاء في الحديث
اور انکو طریق سے زیادہ مافوق ہو اس واسطے کہ دین انہی سے حاصل ہوا ہے اور وہی پہل ہیں شریعت کی نقل میں صاحب شرع سے اور حدیث میں انہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم المراد به لشمس الحق و اتباعه و ان كان للمتمسك به قليلا و الخالف
 كجانب آدیوں میں اختلاف پڑے تو لازم ہوگا انہوں کو اور اس سے مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اس کا ہے اگرچہ تم تک پہنچنے والے ہوں
 له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الا ولى هو الصحابة ولا جمة الى كثرة الباطل بعد هو وقد قال فضيل بن
 كثير بن اسوطة كرهت ان يجمع بين جماعت يعني صحابہوں اور بعد صحابہ کے انہوں باطل کو کچھ اعتبار نہیں ہے اور فضیل بن عیاض نے
 عیاض ما معناه النهم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين و اياك و طرق الضلالة ولا كثرة الكافرين
 یہ سنوں بیان کیا بجا اختیار کر طریق ہدایت کا اور جھگو کچھ نقصان نہیں چکوتا ہے سالکین سے اور پتلا مگر ایسی کوسٹ اور فریب میں نہ آنا ہلاک ہونے والا ہے اور
 وقال بعض السلف اذا وقعت الشريعة و لاحظت الحقيقة فلا تبالي و اختلف رأيك جميع الخليفة و قال ابن
 اور بعض متقدمین نے کہا ہر اگر نوسہ بدعت کے موافق ہو اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پھر کچھ پروا نہیں ہے اگرچہ تیری راہ سے تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود
 مسعود انتصرت في زمان خيركم المسارع في الامور سيأتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة
 کہا ہے تم ایسے زمانے میں ہو کر تم میں بہتر وہ جو جلد ہی کرے کاموں میں اور تمہارے بعد زمانہ آتا ہے اور میں بہتر ہے تم سے اور انہوں نے انہوں کو یہ سبب کثرت
 الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان وافق الجاهل فيما هو فيه و خاض
 شبہات کے امام غزالی تھے ہیں التبیح کہا ہے اس واسطے کہ جو اس زمانہ میں قائم نہ رہا اور انہوں کے ساتھ ہو گیا جنہوں نے گمراہی اور گمراہی
 فيها خاضوا فيه يهلك كسا هلكوا فان اصل الدين و عمدته و قوامه ليس بكثرة العبادة و التلاوة و
 باقر بنانے لگا تو ہلاک ہو گا جیسے وہ ہلاک ہوئے کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور راستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور
 المجاهدة بالجوع و غيره و انما هو باحرازه من الافات و العاهات التي تاتي عليه من البدع و الخدع
 جہاد کی مشقت اور لڑائی سے نہیں بلکہ دین کی خوبی اور صفات سے بچانے میں جو اوپر بدعتیں اور گمراہی سے مفادات گذرتے ہیں
 فانها لكثرة شيوخها و شيوعها صارت كانهما من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فباليتنا
 البتہ یہ بدعتیں اس کثرت سے پہلی ہیں کہ گویا دین کا تمہ اور نشان ہو گئیں یا ایسے کہ گویا ہمارے اوپر فرض ہیں کہ تمہ ہم
 كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجى من التوبة و الاستغفار و لكننا اخذناها طاعة
 یہ بدعت بدعت سے جان کر عمل میں لاتے اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہم سے توبہ اور استغفار کی امید ہوتی ہوتی توبہ عبادت کو طاعت
 و عبادة و جعلناها ديننا لمقتفين في ذلك اتار من سهوا و غلطا و غفل من بعض من تقدم منا
 اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہے اسی باب میں تھے پیروسی متقدمین میں سے اور لوگوں کی توبہ جنہوں نے ہو گیا یا غلطی کی یا غفلت
 و جعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احدنا نكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقيرنا
 اور ہم نے انہوں کو اپنے دین کی پیشوا بنایا اب اگر کوئی اگر ہم پر ان بدعت کے کرنے پر اعتراض کرے یا بربا بتا دے پھر اگر وہ معترض ایسا ہے کہ جسے ہمارے دین
 في قلوبنا نقول له هذا جائز و هذا غير جائز و فلان و ندك كره له بعض من تقدم منا من سهوا و غلطا و
 عزت سے تو انہوں کو یہ جواب دینگے ما سب کچھ تو جائز ہے فلانا شخص اس کے جواز کا قائل ہوے اور اسی کا نام لیں گے جو ہم سے پہلے ہو کر چکا ہے یا غلطی کہا چکا ہے
 غفل و ان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه و لا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل
 یا غفلت کی ہے اور اگر وہ معترض ایسا ہے کہ ہمارے دلوں میں اس عزت میں تو ہم سے وہ دھتکاٹنے کا کہ نہ اور کو گمان میں نہ رہے خیاں ہوا یہ سبب سبب ہا رہی ہیں
 المركب فينا لاننا لو راينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبيلنا جواب من ارشدنا الى الحق و ما اقتننا
 مرکب ہونے کی ہے اس واسطے کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونے کو جانتے تو البتہ ہم جواب اس شخص کا جس نے ہمارے حق بتلائی مان لیتے اور اس شخص کی بات کو
 من سهوا و غلطا و غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو معصوم و هو صا الشريعة
 جسے سو کیا یا غلطی کہا یا غفلت کی اپنے دین میں حجت نہ قائم کرنے اس واسطے کہ جائز نہیں کہ آدمی اپنے دین میں تقلد جو سوکا معصوم کے کہ وہ صاحب شریعت کا ہو



او من شد له صاحب الشريعة بالخبر وهو القرون الثلاثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان
ياخذ من بين ما مشرعت في شهادته خير الذي هو اور و تينون قرن حين من بين من موافق اقتضا حكمة شارع
يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه
هر قرن ايك ايك فضيلت سے مخصوص سے ہیں قرن اول کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا ہے ایسی فضیلت سے کہ اس میں کوئی اونکی برابر ہی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ
تعالیٰ خصہم لمزية نبيه وبمشاهدة نزول القرآن عليه والهمم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه
تعلیٰ نے اور کو خاص کیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور نزول قرآن کے مشاہدے سے اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا بیان تک کہ وہ سمجھتے ایک حرف
ضائعا فجموعه و لیسر و لسن بعدہ فحفظوا احادیث نبیہم فی صدہم و اثبتوها علی ما ینبغی فحصل لهم
منافع نہیں ہو اور انکو جمع کر کے بچھلون پر آسان کیا پیرا اور کیا فرمودہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دونوں اور ثابت رکھا چنانکہ ابید و خایہ سو اونکے واسطے
فی اقامة هذا الدين حظ كثيرا لا يمكن الا حاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيه
اس میں ان کے قائم رکھنے میں بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ اساط سے ابھرے اور کوئی اونکے مرتبہ کو نہیں پاسکتا اور اللہ تعالیٰ امت بنی علیہ السلام کی طرف سے
خير جزاء ثم عقبها التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومساائل الدين متفرقا وانقلوا الاحكام
اچھی جزا منایت کرے پھر اونکے بعد تابعین پیدا کیے اور انہوں نے تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرق جمع کیے اور احکام دین
والتفسیر من الصحابة حتى كان احد هو يرثي في طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسئلة
اور تفسیر صحابہ سے روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطے تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی
شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة ثم ضبط فحصل لهم في اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم
ایک ایک دو مہینے کا سفر کرتا تھا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا اور کوہی دین کے قائم کرنے میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی پھر اونکے بعد
تابعوا التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم في النوازل فوجدوا القرآن مجموعا ميسرا و
تابعینوں کے تابع پیدا ہوئے جنہیں فقہا ظاہر ہوئے جتنے سامنے حوادث پیش کیے جاوین اور انکو قرآن جمع کیا کرایا آسانی سے پڑھا یا اور
وجدوا الاحاديث قد احترزت وضبطت فتفقها في القرآن والاحاديث على مقتضى قواعد
احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پابین سوائیوں نے احکام موافق اقتضا قواعد شریعت کے قرآن اور احادیث سے
الشريعة واستنبطوا منها احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويبروها على الناس
استنباط کیے اور اصول کے موافق بہت احکام نکالے اور دلائل کے طریقے مقرر کیے اور انکو اور لوگوں پر آسان کر دیا
وانتظمو الحال واستقر دين الامامة المحمدية بسببهم فحصل لهم في اقامة هذا الدين خصوصية
اور انکے سبب سے حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبوں کو یہی اس دین کے اقامت سے ایک خصوصیت حاصل ہوئی
ايضا فلما مضوا سبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات
سبب پھر لوگ ہی گزر گئے تو انکے بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو انکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی میں گھین بلکہ انکو دین کا ان تر حالات پر بلا
فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه و يبنوه ولا يحصل له خيرا الا باتباعهم و تقليد هم و بقائه في
انکلاتنا ہی کا رہے کہ جو سید لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئے ہیں اور انکو یاد اور محفوظ رکھیں انکے حق میں نہیں رہی کہ اونکے رشتہ پر چلیں اور انکے متلا اور انکی
مينا لظرفان ظهر لهم فقه غيرهم فهو مردود عليه الا ان يكون حاله يقع بيانه في زمانهم لا بالفعل
وضع پر قائم رہیں اگر کوئی حکم اونکے احکام کے مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ان اگر ایسے حادثہ کا ہو کہ جس کا بیان اونکے زمانہ میں نہیں ہوا انکے
لا بالقول في ينبغي له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم في الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى
منقول سے اس پر چاہی کہ اس حکم میں اونکے قواعد کے موافق جو احکام میں ثابت کر گئے ہیں غور اور تامل کریں پھر اگر وہ حکم انکے

اصولهم یقبل عنه والا فلا لان کل من اتی بعدہ یقول فی بدعة انہا مستحبة ثم یأتی علی ذلك بدلیل
قاعدہ اور اصل کے موافق ہو تو مقبول اور منظور ہو اور نہیں تو نہیں اس واسطے جو اونکے بعد پیدا ہوا گیا ہے بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہے پھر اس پر ایک دلیل لایا گیا

خارج عن اصولہم فذلک غیر مقبول منہ لان التقليد والاعتداء بالغیر مجرد حسن الظن انما یجوز
اصول سے مخالف قائم کر دیتا ہے سو یہ دلیل اور بھی مقبول نہیں ہے اس واسطے کہ تقلید اور پیروی غیر کی مرتبہ نیک گمان سے

لمن کان مجتہدا عدلا لمن کان مقلدا لکن لسا النقطہ الاجتہاد منذ زمان طویل انحصر طریق
مجتہد عادل ہی کے جائز سے مقلد کی جائز نہیں ہے لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت دراز سے نہیں ہو تو طریقہ

معرفة مذہب المجتہد فی نقل کتاب معتبرة متداول بین العلماء لمن کان قادرا علی استخراجہ
مجتہد کے مذہب دریافت کر لینا بواسطہ نقل معتبر کتاب کے ہے جو علماء میں متداول ہوتی رہی ہو ایسے کے لیے جو اس کے استخراج پر قادر ہو

واخبار عدل موثوقا بہ فی علمہ وعملہ لمن لم یکن قادرا علی استخراجہ فلا یجوز العمل بکتاب
یا بواسطہ بیان عادل کے ہے جسے علم اور عمل پر اعتماد ہو جو ایسے کے واسطے جو قدرتی استخراج کی نرسکتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جائز نہیں ہے

اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا بقول کل عالم
ایسے کہ اس زمانہ میں بہت کتابیں ایسی ہیں کہ جو ضعیف لوگوں نے جو وہ دریافت حقیقت حال کی جمع کی ہیں اور نہ ہر عالم کے کہنے پر عمل جائز سے

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلاثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة
اس واسطے کہ بعد قرون ثلاثہ کے لوگوں میں فسق غالب ہو گیا ہے پس دستور الحال ہی فاسق کے مثال سے نہیں ضرور ہے کہ عدالت صدق کو غالب کرنا چاہی

لجانب الصدق ثم ہنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقہیة اذا نقلت
موجود ہو پھر بیان ایک قاعدہ ٹھہرا جو اسے اس کا دریافت کرنا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوے

ینبغی ان ینظر فیہا فان کان ماخذہا معلوما مشهورا من لکتاب السنۃ والاجماع فلا نزاع
تو اس میں نظر کرنی چاہی پھر اگر اس کا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سے تو اس میں کسیکو

فیہا لاحد وان لم یکن ماخذہا معلوما بل کانت اجتہادیۃ فان کان ناقلہا مجتہدا یلزم علی من
کچھ خلاف نہیں ہے اور اگر اس کا ماخذ معلوم نہیں ہے بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پھر اگر اس کا نقل مجتہد ہے تو مقلد پر لازم ہے

کان مقلدا ان یتبعہ ولا یلزم علیہ ان یطلب منہ دلیل لان کلام المجتہد دلیل لہ وان لم یکن
کہ اس کا اتباع کرنے اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہے اس لیے کہ مجتہد کا قول ہے اس کی دلیل ہے اور اگر

ناقلہا مجتہد بل کان مقلدا فان نقلہا من المجتہد فثبت نقلہ منہ یلزم الاتباع فیہا ایضا
اوس کا نقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہے پھر اگر اوس نے کسی مجتہد سے نقل کیا ہے اور نقل ہی ثابت کر دی تو اس میں بھی اتباع لازم ہے

وان لم ینقلہا من المجتہد بل نقلہا من قبل نفسه او من مقلدا اخر او اطلق فاینین فیہا دلیل شرعی
اور اگر مجتہد سے نقل نہیں کیا بلکہ دوسری طرف سے نقل کیا ہے یا اور مقلد سے نقل کیا ہے یا نام کسی کا نہیں لیا پھر اگر اس میں کوئی دلیل شرعی

فلا کلام فیہا حیث ان لم یبین ینظر ان کان کلامہ موافقا لاصول والکتب المقترۃ ولم یکن فیہا خلاف
بیان کی ہے تو اس میں اب بھی کچھ کلام نہیں ہے اور اگر دلیل نہیں بیان کی تو اس میں تامل کیا جاسکتا ہے اگر اوس کا کلام اصول اور کتب معتبرہ موافق اور دوسری طرف سے

یحوز العمل بہا لکن ینبغی للعامل بہا ان لا یقف فی مقام تقلید بل یطلب منہ دلیل علی ما نقل وان کان
تو اس پر بھی عمل جائز ہے لیکن عمل کرنے والے کو چاہی کہ صرف تقلید پر نہ جاوے بلکہ اوس سے مقبول ہو اس سے دلیل طلب کرے اور

کلامہ مخالف لاصول والکتب المعترۃ فلا یلتفت الیہ اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم
اوس کا کلام اصول اور کتب معتبرہ سے مخالف ہو تو اس طرف کچھ توجہ نہیں ہے اس واسطے کہ علماء صاف کہتے ہیں جس مسئلہ کی صحت نہ معلوم ہو

صحته لا يصح اتباعه وان لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر في

اركان اجماع من غير ان يكون معلوم هو جائز او مطلقا معلوم هو

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلاث متواليات ذوالقعدة وذوالحجة والحرم ورجب

اور زمين کو سال بارہ مہینہ کا ہے اور زمین سے چار مہینے حرام یعنی عزت کے مہینے تھے اور بے مہینے بقدر اور ذوالحجہ اور محرم اور صیبا

مضرفرد الذي بين جمادى وشعبان هذا الحديث من صحيح الصباح رواه أبو بكر ومعه ان الزمان

الذي انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جدة انفسر الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

اللہ تعالیٰ يوم خلق السموات والارض عاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام ومنها
 الحكي تعظيم اور حرمت بہت کرتا تھا اس لیے اور ہی طرت منسوب ہو گیا اس مہینہ میں ان جاہلیت کے بہت احکام تھے ایک یہ حکم تھا
 انہو کا نواجر مومن فیہ القتال علی ما سبق وكان تحريمہ جاریا فی ابتداء الاسلام و اختلف
 کراسین جنگ و جدال کو حرام جانتے تھے چنانچہ اور گندرا اور یہ تحريم ابتدا اسلام میں ہی جاری تھی اور اسکے قائم رہنے میں علماء کو
 العلماء فی بقائه فذهب الجھول الی نسخہ واستدلوا علیہ بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي علی السلام
 اختلاف سے جہور کے نزدیک منسوخ سے اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد میں مشغول رہے
 بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف عن القتال في شئ من الاشهر
 اور قتال اور جدال برابر کرتے رہے کسی سے یہ مقبول نہیں ہوا کہ اشہر حرام میں سے کسی مہینہ میں جنگ میں توقف کیا ہو
 الحرام و هذا يدل على اجماعهم على نسخہ ومنها انہو كانوا فی الجاهلية يذبحون فیہ ذبیحة لیمونہا
 یہ دلالت کرتا ہے کہ بالا جماع تحريم منسوخ ہوئی اور یہ ایک حکم تھا کہ کفار جاہلیت میں اس میں قربانی فرج کرتے تھے اسکا نام عنبرہ و کھچوڑا تھا
 عتیرة و اختلف العلماء فی حکمها بعد الاسلام فالاکثرون علی ان الاسلام باطلها لما ثبت فی
 اس کے حکم میں ہی بعد اسلام کے علماء نے اختلاف کیا ہے اگر علماء کہتے ہیں کہ اسلام نے اسکو باطل کر دیا چنانچہ
 الصحيحین عن ابی ہریرة انه علیہ السلام قال لا فرغ ولا عتیرة والفرع لفتحین اول ولد لدة الناقة
 صحیحین میں ابو ہریرہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا فرغ ہے اور عتیرة اور فرع ساتھ زہر فادر کے پہلا بچہ جو اولیٰ بنے
 وكان اهل الجاهلية يذبحونه لاهتھم فی الجاهلية ویتبرکون بہ والعتیرة ذبیحة كانت تذبح
 اور ان جاہلیت اسکو اپنے بتوں کے نام پر بکت کے واسطے جاہلیت میں فرج کیا کرتے تھے اور عتیرة ایک قربانی تھی
 فی العشر الاول من رجب وتسمی رجبیة وكان یتقرب بہا اهل الجاهلية فی الجاهلیة و اهل الاسلام
 جو رجب کے پہلے ہی میں فرج کرتے تھے اسکا نام رجبیہ تھا ان جاہلیت یا بیعت میں اسکو ثواب جانتے تھے اور ان اسلام میں
 فی صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرغ ولا عتیرة وقد رو عن الحسن انه قال لیس فی الاسلام
 ابتدا اسلام میں پھر یہ اس حدیث سے لا فرغ ولا عتیرة منسوخ ہو گیا اور حسن سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام میں عتیرة نہیں ہے
 عتیرة وانما كانت العتیرة فی الجاهلیة كان احدھو یوم رجب و یعترفیہ وشبه الذبح فیہ
 عتیرة جاہلیت ہی میں تھا بعضا دن میں سے رجب میں روزہ رکھتا اور عتیرة فرج کرتا اور رجب میں فرج کرنے کو شبیہ ہی ہے
 باقتیادہ موسما و عیدا و روی عن طاؤس انه قال لا یتخذوا شھدا عیدا ولا یوماعیدا و اصل هذا
 کہ گویا موسم اور عید بنایا ہے اور طاؤس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہ ہے
 ان المسلمین لا یجوز ان یتخذوا وقتا من الاوقات عیدا الا ما جاءت الشریعة باقتیادہ عیدا
 کہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہے کسی وقت کو وقتوں میں سے عید ٹھہرائیں سوا اسکے جو شریعت میں عید ٹھہرا گیا ہے یعنی ہربتہ میں
 وهو فی الاسبوع یوم الجمعة و فی العام یوم الفطر و یوم الاضحی و ایام التشریق و اما ما عدا ذلك
 جب کہ ان اور ہر سال میں دن عید الفطر کا اور دن بقدر عید کا اور ایام تشریق کے اور حوان دنوں سے ہوا ہیں
 فاقتیادہ عیدا و موسما بدعة لا اصل له فی الشریعة الحمد للہ بل من اعیاد الشریکین وقد كانت لھو
 سوا انکا عید اور موسم ٹھہرانا بدعت ہے شریعت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ مشرکوں کی عید سے اور مشرکوں کی
 اعیاد زمانیة و اعیاد مکانیة فلما جاء الاسلام باطلھا اللہ تعالیٰ و عوض عن اعیادہم الزمانیة
 بہت عیدیں نہیں ڈالنے ہی اور عیدیں مکانی نہیں پر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے سب باطل کر دی اور عوض میں اونکے زمانے عید کے



عید الفطر وعید النحر وایام التشریق ومن اعیادهم المکانیة الکعبة وعرقات والمنی والمزدلفة
 عید الفطر اور بقر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اونکی مکانی میوں کے بار کعبہ اور عرقات اور منی اور مزدلفہ ٹھہرایا
 و لیس من هذه المواسم موسمو ولا من هذه الاماکن مکان الا و فیه لله تعالیٰ وظیفه من وظائف
 اور ان موسموں میں سے کوئی موسم اور زمان مکان میں کوئی ایسا مکان کہ جس میں وظیفہ الہی اور وظیفہ طاعت مقرر نہ ہو
 طاعاته یتقرب بہا الیہ و لطیفه من لطائف نفحاته یتقرب بہا من یشاء من عباده بفضلہ و
 کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالیٰ کے اور لطیفہ ہو لطائف خوشبو سے دیوے جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے اپنے فضل اور
 رحمته فالسعید من اغتم هذه المواسم والاماکن و تقرب فیہا الی مولاه بما شرع فیہا من وظائف
 رحمت سے پس نیک بخت وہ شخص ہے جو غنیمت جانے ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کرے اپنے مولائے بوسیلہ ان وظیفوں
 الطاعات حتی یتقرب بہا من تلك النفحات و یا من بہا من عذاب النار و ما فیہا من النفحات و
 طاعات کے جو اون موسم اور مکانوں میں مشرور ہو جن میں یہاں تک کہ انکی لپٹے اور خوشبو کی حاصل ہو اور انکی سبب انکی عرقات اور بواہ کے اندر عذاب کی
 اما الصوم فیه فقد ورد فیہ احادیث من جملتها ما رواه البیهقی فی شعب الایمان عن انس ان علیہ السلام
 رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اون میں سے ایک وہ حدیث ہے جو بہقی نے شعب الایمان میں انس سے روایت کی ہے کہ اپنے فرمایا
 قال فی الجنة نہر یقال لہا رجب اشد یا صامن اللبن واحل من الحسل من صام یوما من رجب
 جنت کے اندر ایک نہر ہے اور اسکا نام رجب ہے اور وہ سے زیادہ سپید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھے
 سقاہ اللہ تعالیٰ من ذلك النہر هذا فی صیام بعضہ و اما صیام کلہ فلم یحرف فیہ بخصوصہ شیئ
 اور سکو اللہ تعالیٰ اس نہر میں سے پانی پلا دے گا جو اسکا نام رجب ہے اور اسکا نام رجب ہے اور وہ سے زیادہ سپید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھے
 عن النبی علیہ السلام ولا عن اصحابہ و اما ورد فی صیام الا شہر الحرم کلہا و حرمہا فیلزم ان کلہا
 نبی علیہ السلام سے اور اصحاب سے ثابت نہیں ہے اور سند سے تو تمام اشہر الحرم کے باب میں ہے اور نہیں کا ایک رجب ہی ہے اب لازم یہ ہے کہ رجب کے
 عن صومہ و قد روی عن ابن عباس قال فی الجنة قصر صوام رجب قال البیهقی ابو قلابہ من
 روزہ کی منافع کیجیاز سے اور ابی قتیبہ سے روایت ہے کہ جنت میں ایک محل ہے رجب کے روزہ داروں کے لیے چھٹی کہتا ہے ابو قتیبہ
 کبار التابعین لا یقول مثله الا عن بلاغ عن من فوقہ من سمع عن النبی علیہ السلام قد مر عن
 بڑے تابعیوں سے ایسا شخص ایسے بات نہوں نے اپنے سے کہ وہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو نہیں کہہ سکتا ہے ہاں ابن عباس سے روایت ہے
 ابن عباس انہ کسراہ ان یصام حرم کلہ و کرہہ امام احمد ایضا و قال یفطر منہ یوما اول یومین و حکہ
 کہ وہ کہہ جلتے تھے کہ تمام رجب کے روزہ رکھو جاؤ اور کہہ جانتے تھے امام احمد ہی امام احمد کہتے ہیں کہ ایک یا دو دن انظار کرے اور حکایت
 عن ابی عمرو و ابن عباس لکن تزول کسراہ صومہ بان یصوم معہ شہرا آخر قال الماوردی فی القناع
 ابی عمر اور ابن عباس سے لیکن جانی رہتی ہے کہ بہت تمام رجب کے روزہ رکھی اسطور کہ انکی ساتھ ایک اور مہینہ کی روزہ رکھی اور الماوردی انقاع میں کہتا ہے
 یتحجب صوم رجب و شعبان و اما الصلوة فیه فلم یتب فیه صلوة مخصوصة یختص بہ فعلہ هذا
 کہ مستحب ہیں روزہ رجب اور شعبان کی اور نماز رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہیں ہوئی ہے جو رجب ہی خصوصیت رکھتی ہو اس میں کوئی
 ینبغی لمن کان لہ دیاۃ و اذعانا ان لا یلتفت الی ما اکب علیہ الناس فی هذا الزمان لا یغتر شیوعہ
 نہ لو اسے جسکو اللہ نے دیانت اور یقین دیا ہے کہ منوج نہ ہو اسے اور نماز پر کہ اون سے بچے ہیں اور سب تمام لوگ اس زمانہ میں اور وہ ہو گئے ہیں نہ آج اس
 فی دال اسلام و کثرة وقوعہ فی البلاد العظام من صلوة الرغائب فی لیلة الجمعة الاولى منہ
 دار الاسلام میں مشہور ہونے سے اور اسے بڑے غمخواروں کے اندر عمل کرنے سے یعنی صلوة الرغائب جو رجب میں پہلے جمعہ کی شب میں ہے

لسا روى انه عليه الصلوة والسلام قال واياكم ومحدثات الامور فان كل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة
 اس واسطے کہ پیغمبر خدا کے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بچتے رہو نئی نئی باتوں نے کیونکہ ہر محدث یعنی نوا ایجاد بدعت سے اور ہر بدعت گمراہی ہے
 و فی حدیث اخر انه عليه السلام قال شر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة فكل
 اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا سب کاموں میں بدترین نوا ایجاد میں اور ہر محدث بدعت سے اور ہر بدعت گمراہی ہے اب
 فی ہذین الحدیثین يدل علی كون تلك الصلوة فی هذه الليلة بدعة وضلالة لكونها من محدثات
 یہ دون حدیثیں دلائل کرتی ہیں کہ یہ نماز اس رات میں بدعت اور گمراہی ہے اس واسطے کہ نوا ایجاد سے
 الامور لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعين ولا فی عهد الائمة المجتهدين بل حدثت بعد
 صحابہ کی عہد میں ہی اور تابعین کے زمانے میں اور ائمہ مجتہدین کے وقت میں بلکہ ہجرت نبوی سے
 المائة الرابعة من الهجرة النبوية ولذلك لم يعرفها المتقدمون لم يتكلموا فيها وقد علموا من اعيان
 جو چہ صد کے بعد پیدا ہوئی ہے اس لیے متقدمین اس کو نہیں جانتے تھے اور ان اسمیں کچھ کلام کی ہے اور عمدہ علماء
 المتأخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات وقالوا الاحاديث الواردة فيها موضوعة
 متاخرین نے اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہے کہ یہ نماز بدعت قبیحہ سے اس میں کئی منکرات ہیں اور کہلے کہ تمام حدیثیں اس باب کی وضعی ہیں
 والمتهم بوضعها ابن جهم بعد هذا التصريح لا اعتداد بكونها مذکور في بعض الكتب الرسائل لانها نافع
 اور انکا اذنیع ابن جهم کو کہتے ہیں اور جب علماء یہ تصریح کر چکے تو پھر اس کا کیا اعتبار ہے کہ بعضی کتابوں اور رسالوں میں نہ کہ اس واسطے کہ بگو
 الدين وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل في ذلك الصلوة فی هذه الليلة
 دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سے معلوم ہوا ہے کیونکہ عقل اسباب میں مستقل نہیں ہے پس یہ نماز اس رات میں
 لم يصلها النبي عليه السلام ولا احد من الصحابة ولم يحث عليها فلا يحصل فيها الثواب بل يكون فعلها
 نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہی اور کسی نے اصحاب میں سے اور نہ کسی در کو تعلیم کی پس اس میں ثواب نہیں حاصل ہو گا بلکہ اس کا پڑھنا
 عبثا يخش منه العقاب كما قال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان جلا يوم العيد في الجبانة اراد
 عبث ہو گا اسمین اندیشہ عقاب کا ہے چنانچہ صاحب مجمع البحرين اپنی شرح میں کہتا ہے کہ ایک شخص نے عید کے دن عید گاہ میں
 ان يصل قبل صلوة العيد فنهاه على فقال الرجل يا امير المؤمنين اني علم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة
 دو گانہ عید الفطر سے پہلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا سو اس کو حضرت علی نے منع کیا اور اس شخص نے کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب
 فقال على واني اعلم ان الله تعالى لا يثيب على فعله سؤل الله صلى الله عليه وسلم ويحث عليه
 نہیں کریگا پس علی نے کہا میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جب تک کہ اس کو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں نہ لادیں یا اور کو تعلیم کریں
 فيكون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به وبمخالفتك لسؤله وقال ابن همام ما
 اب تیری نماز عبث سے اور عبث حرام ہے اب شاید کہ اللہ تعالیٰ اس نماز پر نیکو عذاب دے اور تیری اس مخالفت پر اپنی رسول سے ابن ہمام کہتا ہے جو عباد
 تردد من العبادات بين الواجب والبدعة ياتي به احتياطاً و ما تردد بين السنة والبدعة يتركه لان ترك
 مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کے تو اس کو واسطے احتیاط کے ادا کرے اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کے تو اس کو ترک کرے اس واسطے
 البدعة لا زمر و اداء السنة غيرك الصلوة ما تردد بين دو السنة والبدعة فتعين بها ولا
 بدعت کا تو ضرور ہے اور اداسنت کا ضروری نہیں ہے اب یہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسے مشکوک ہے درمیان میں کتر کے سنت اور بدعت میں تو اس کو چھوڑنا
 محل لاحد فعلها لا منفرد ولا جماعة لان الجماعة فيها بدعة ايضا اذا ذم من تبتها ان يكون نافلة وقد صرح
 چاہی کہ کسی امر کا پڑھنا حلال نہیں ہے نہ اکیلے اور نہ جماعت اس واسطے کہ اسمیں جماعت ہی بدعت ہے اس لیے کہا گیا اور نہ بدعت سے کہ لعل ہو اور نہ کتب معتبرہ میں

فی لکتاب المعتدرة کالکافی وغیره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل ما عدل التراويح والکسوف والخسوف
 جیسے کافی وغیرہ میں صحت مذکور ہے کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوائے تراویح اور صلوة کسوف اور خسوف
 والاستسقاء اذا کان سوی الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی بان
 اور استسقاء کی نفلوں کی جماعت کر وہ ہے اگر سوچا امام کے چار آدمی ہو جو ہاویں اور کھتے ہیں کہ نوافل جماعت کی وجہ سے وہ جماعت بطور اجتماع کہ ہوا یا
 یجتہد جماعة فوق الثلثة ویقتدوا با واحد واما لو اقتدی واحد واثنتان با واحد فلا یکره و فی الثلثة اختلاف و
 کہ میں سے زیادہ جمع ہو کر ایک کو امام کر لیں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہے اور تین مقتدی ہوں تو اعمین اقلان سے
 فی الاربعة یکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیہ الجماعة کالمکتوبات والجمعة و
 اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ ادا کرنا نماز کا جماعت میں جائز ہے جیسے تراویح اور نماز جمعہ
 العیدین والتراويح والوتر فی رمضان اداء کامل و فی غیرها عیب ونقصان بمنزلة الاضیع الزائدة وتلك الصلوة
 اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہ ادا کامل ہے اور اونٹنوں سے اور نماز میں جماعت سے عیب اور نقصان میں جیسے چھٹی اور نفل اور پہاڑ
 لیست منها فتكون الجماعة فیہا عبثا ونقصانا ولو بعد النذر لان النفل بالجماعة مکروه ومعصية والنذر
 اور نماز میں داخل نہیں ہے پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہے اگرچہ سنت انی ہو اس لئے کہ اعلین جماعت سے مکروہ اور گناہ ہے اور نذر کرنا
 بالمعصية لا يجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیه السلام قال من نذر
 گناہ کی جائز نہیں ہے اور اس پر اگر کرا بھی لازم نہیں ہے اس واسطے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جیسے اطاعت
 ان یطیع الله فلیطعه ومن نذر ان یحیی الله فلا یعصه فهذا الحدیث یدل علی ان النذر لیس بما یجب الوفاء به اذا
 آئی کی سنت مانی تو لازم ہے کہ پوری کرے اور جسے معصیت کی سنت مانی معصیت ہو گز پوری کرے تو یہ حدیث اسلالت کرتی ہے کہ نذر جیسی پوری کرنی واجب ہوتی ہے
 کان فی طاعة الله تعالی والمراد بطاعة الله ههنا ما لیس بواجب ولا معصية لان النذر مفهوم الشرعی یجاء
 طاعات انہی کی ہوا اور مراد طاعت سے اسباب میں وہ ہے جو واجب ہو اور معصیت ہو اس واسطے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کرنا
 المباح فلا ینعقد فی الواجب ولا فی المعصية بل ان وقع فی المعصية یجزم الوفاء به ویلزم الکفارة کما فی الیمن
 بیان کا پس امر واجب اور گناہ میں نذر نہ ہو نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانے تو اس پر اگر کرا حرام ہے اور کفارہ لازم ہو جاتا ہے جیسے قسم میں
 لان حکمہ حکم الیمن عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفة واصحابہ وحجتهم ما روی عن عائشة انه
 اس واسطے کہ نذر اور قسم کا اکثر علما کے نزدیک ایک حکم ہے امام ابو حنیفہ اور ان کے بارونوں کی یہی مذہب ہے اور دلیل انہی وہی حدیث ہے عائشہ کی روایت
 علیه السلام قال لا نذر فی معصية وکفارتہ کفارة الیمن و فی حدیث آخر رواه ابن عباس انه علیه السلام
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نہیں کہ نذر معصیت میں اور اس کا کفارہ کفارہ کفارہ قسم کے ہے اور ایک روایت میں ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا
 قال من نذر فی معصية فکفارتہ کفارة الیمن فان قبل صلوة التیسیم اصلها ثابت عن النبی علیه السلام
 جیسے کہ کوئی سنت مانی گناہ تو اس کا کفارہ کفارہ قسم کا ہے اگر کوئی بوجھے صلوة التیسیم کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
 فذل یجوز اداؤها بالجماعة بعد لنذر فی هذه الیسلة فالجواب ان الجماعة فی النوافل لسا كانت مکروهة کما تحرم
 پس اس کو بھی جماعت سے ادا کرنا سنت کے بعد اسی رات میں جائز ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے جب نفلوں میں جماعت مکروہ تحریمی نہیں
 لکن ہا بل کان لنذر بہا مکروهة ایضا فلا یجوز ان تکا بہ لاسیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق
 بسبب بدعت ہونے کے تو اسکی نذر نہیں مکروہ ہے تو اب اسطورہ اور کرنا جائز نہیں ہے خاص لیے حال میں کہ وقت ہی خاص کر کہا ہو بلا غرض
 ابتداء الحق وان لم یدرکوا ما فیہ من المصالح والاحترار عن البدع والمحدثات والیمن ہا فیہا من المفاسد
 ابتداء حق کا وجہ ہے اگرچہ اسکی نذر ہونے وقت ہوں اور بدعت اور محدثات سے احتراز کرنا واجب اگرچہ اسکی مفسد کو نہ کھتے ہوں

فان مفسد ما كثيرة من جملتها ان كل ما حدث من الاعمال في يوم من الايام او في ليلة من الليالي
 كذا كذا مفسد بهت بين چنانچه انين سے ایک یہ ہے کہ ہر بدعت عمل مخصوص کسی دن تمام ایام میں سے یا کسی ات میں تمام راتوں میں سے
 لا بدان يكون من يعمل به معتقد ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعلة فيه افضل من العمل في سائر
 ضرور اور کے عمل کرنے والے کا یہ عقیدہ ہو گا کہ یہ دن تمام دنوں میں افضل اور راتوں میں تمام راتوں سے اور دنوں میں تمام دنوں سے
 الايام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالي والعلة فيها افضل من العمل في سائر الليالي اذ لو لا هذا الاعتقاد فقلبه
 اور یہ رات تمام راتوں میں افضل ہے اور اس رات میں عمل اور راتوں کے اعمال سے افضل ہے اس واسطے کہ اگر یہ عقیدہ اور کے دل میں ہوتا
 لما اقد على تخصيص ذلك اليوم بصياوتك الليلة بقیة لان النبي نهي عن تخصيص بعض الاوقات بصلوة او صياوتها وخص في ذلك الاذن
 تو کیوں روز اور نہ اس کا خاص کرنا اور صلات کا جاگنا خاص کرنا ایسے منع کیا ہے پیچھے اللہ علیہ السلام نے خاص کر لینا بعض وقت کو اور نہ اس کا اور اگر روز
 على وجه التخصيص كما في عزالي هدية انه عليه الصلوة والسلام قال لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تخصوا
 خصوصیت کے ساتھ نہ تو واجب دی ہے اس واسطے کہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ جمعہ کی رات کو واسطے جاننے کے تمام راتوں میں مت خاص کر دو
 يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا ان يكون في صوم يصومه احدكم فلعلم من هذا الفساد انما نشأ من تخصيص
 روز جمعہ کو واسطے روز جمعہ کے تمام دنوں میں سے مت خاص کر دیکر یہ کہ آجائے دن جمعہ کے وہ روزہ جبکہ کہا کرتا ہوا اس معلوم ہوا کہ یہ فساد اسٹی پیدا ہوا کہ خاص کیا
 ما لا اختصاص له في الشرع وهذا المعنى موجود فيما نحن فيه لان الناس انما يخصون تلك الليلة بما يفعلونه
 ایسے وقت کو جبلی شرع میں کچھ خصوصیت نہیں ہے اور یہی خصوصیت جس نماز میں ہم بحث کرتے ہیں موجود ہے یعنی غائب اس واسطے کہ اس شب کو اس نماز کے واسطے
 فيها الاعتقاد هو ان فيما يفعل فيها فضيلة زائدة على ما يفعله في غيرهما فلما لم يكن فيه فضيلة منعوا
 اسٹی عقاد سے خاص کرتے ہیں کہ جو عبادات یا نماز اس وقت میں آجائے اور کو بڑی فضیلت ہے اس عبادت پر جو اور راتوں میں آجائے اور اس شب میں جو کہ فضیلت ہی
 عن التخصيص ذلك لا يبعث التخصيص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادى ان الصلوة في تلك
 تو خصوصیت منع کر دیا ایسے کہ خصوصیت خصوصیت کے عقاد سے پیدا ہوتی ہے اب جو شخص کے کہیر سے اعتقاد میں اس رات میں نماز
 الليلة والصوم في ذلك اليوم كما في غيرهما ومع ذلك اني اخصها بالصوم والصلوة فلا بدان يكون باعثه
 اور اس دن میں روزہ ایسا ہی ہے جیسے اور رات دنوں میں پہر بھی منے اور دنوں اور راتوں اور دن کو واسطے روزہ اور نماز کے خاص کر کہہ لے جس میں وہ کما عبادت
 اما موافقة اهل الدنيا لما حجتهم عند هو او خوف اللوم واتباع العادة او نحو ذلك ففساد الكل ظاهر لا زل ذلك
 اہل دنیا کی موافقت ہوگی اور نہ کاربائی کے لئے یا اندیشہ تلذذنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر جو کہ اور ان باتوں کا فساد و ظلم ہے اس واسطے کہ یہ سب
 سبب الرياء والرياء بالعبادة حرام مع ان من يعمل بما هو بدعة مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا
 ریا کی باتیں ہیں اور عبادت میں ریا کرنی حرام ہے اور یہی ہے کہ بدعت کا عمل کرنا اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت دین کے اندر جائز نہیں ہے فاسق
 غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدع اكثر من اهل الزمان يصلون
 غیر مبتدعی ہوتا ہے اور اگر عمل کرے اس اعتقاد سے کہ یہ دین کے اندر جائز ہے تو فاسق اور مبتدعی ہوتا ہے پس اس زمانہ کے اکثر آدمی یہ نماز
 تلك الصلوة في هذه الليلة بجمعة كثير مع اعتقادهم انها مشروعة في الدين فيلزم ان يكونوا يفعلونها فاسقا
 اس شب میں ٹھہری ٹھہری جماعت سے آکر تے ہیں اس اعتقاد سے کہ دین کے اندر جائز ہے اب لازم آتا ہے کہ وہ لوگ اس نماز پڑھنے سے فاسق
 مبتدعین لعملهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادة مشروعة في الدين قد كان من عادتهم اذ انكسر عليهم
 اور مبتدعی ہوں اس بدعت کے عمل کرنے پر اس اعتقاد سے کہ عبادت دین کے اندر جائز ہے اور انکی یہ عادت ٹھہری ہوئی ہے کہ جب انکو منع کریں
 ان يقولوا هذا خير من الاستغفار بالمعاصي في مثل هذه الليلة فان هؤلاء المساكين لو تاملوا تامل الانصاف
 تو کہنے لگتے ہیں یہ عبادت ایسی رات میں گناہ کرنے سے بہتر ہے بیشک یہ مساکین اگر تامل کر کر انصاف کرتے

لوجدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل للعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حرمته ما فعل فرمها يستغفر عنه
 ویندم علیه ویحصل له الذل والانسار بخلافه ولا فانهم باعقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
 اور اسپر شرمند ہوتا ہے اور اذکوارت اور انکار حاصل ہوتا ہے بہتات اس کردہ کے یہ کردہ اس اعتقاد کے جب کہ یہ ثواب اور عبادت مفرد ہے
 فی الدین لا يستغفرون منها ولا یندمون علیہا بل یحصل لهم المباحة والافتخار وهذا ما ینکر عن ابلیس انه
 دین میں نہ تو استغفار کرتے ہیں اور نہ اسپر شرمند ہوتے ہیں بلکہ اذکوارت اور افتخار حاصل ہوتا ہے یہی ہے جو ابلیس سے حکایت کرتے ہیں
 قال قصمت ظهور بنی آدم بالمعاصی والاوتار وقصموا ظہری بالتوبة والاستغفار فاحداث لہم
 کہ بتا ہے بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کے بوجہ سے توڑ دی اور بنی آدم نے میری پشت توبہ اور استغفار سے توڑ دی میں نے اذکوارت
 ذنوبہا لا يستغفرون منها ولا یتوبون عنہا وہی لبدعی فی صورۃ العبادة ولذلك قيل البدعة شر الفسق
 ایے گناہ تجویز کیے ہیں کہ نہ اذکوارت استغفار کریں اور نہ اذکوارت توبہ کریں یعنی بدعتیں ظاہر میں عبادت اسی پہلے کہتے ہیں کہ بدعت فسق سے بدتر ہے
 فان من یفعل البدیۃ یرعہ انہ فی طاعة وعبادة فیکون شاکا لله تعالیٰ والرسولہ لا استحسانہ ما کرہہ
 کیونکہ بدعتی اپنی ہیں طاعت اور عبادت میں مصروف جانتا ہے سو یہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر دشوار گزارتا ہے کیونکہ یہ نیک سمجھتا ہے جبکہ
 الشرع وہی عنہ وهو الاحداث فی الدین فانه تعالیٰ قد شرع لعبادہ من العبادات ما فیہ کفایۃ لہم واکمل
 شرع نے برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کے باب میں بیشک اللہ تعالیٰ مقرر کر چکا ہے اسے بندوں کے لیے اتنی عبادت جہیں انکو کفایت اور کامل کر چکا ہے
 دینہم واتم علیہم نعمتہ کما اخبر بہ فی کتابہ الیوم اکملت لکم دینکم وانتم صرتم علیکم نعمتی فالسیرۃ
 اور انکا دین اور پوری کر چکا ہے اور پھر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب میں اسکی خبر دی ہے آج کامل کیا میں واسطے تمہارا دین تمہارا اور پوری کی تمہاری نعمت پس کامل پر
 علی لکمال نقصان واختلال ولس لاحدان یقول تلك الصلوة وان کانت بداعة الا ان فیہا اذکار وقراءة
 کچھ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہے اور عیب اور نہیں ہو سکتا کہ کوئی یہ کہے یہ نماز اگرچہ بدعت ہے پر اس نماز میں اللہ کا ذکر ہے اور تہجد ان کی
 القرآن فیرجی الثواب فی مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ یقال لہ ان تلك الصلوة لسا کانت بداعة وضلالة کان
 تلاوت ہے پس امید ہے کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا ثواب ہو اس واسطے کہ جواب یہ ہے یہ نماز جب بدعت اور کسر ہی ٹھہرے
 الاذکار والقراءة الواقعة فیہا من قبیل خلط الطاعة بالمعصیۃ ہو معصیۃ اخرى اشد استقباحا من الای فیجب الاحتراز عنہا
 تو تمام ذکر اور تلاوت جو اس نماز میں ہے ایسے ہی گویا طاعات میں معصیۃ ملا جاوے اب پہر ایک اور معصیۃ پہلے سے ہی ہر سو اس ضرور احتراز ہی کرنا چاہی
 ولئن ایلح احدی یقول لا منہ من تلك الصلوة لقوله تعالیٰ اَرَأَیْتِ الَّذِی یُنَادِی بِنَدائی عِبَادَ اللَّهِ اَصَلُّوا عَلٰی خَلْقِیَ بِمَا وُیُّ اَنہ
 ایسی ہی نہیں ہو سکتا جو کوئی یہ کہے اس نماز سے پہلے اس آیت کے منافی نہیں تو نہ دیکھا وہ جو منع کرتا ہی نہیں کہ جب نماز پڑھے اور نہ یہ مجال کہ کوئی استدلال کرے اسکی خوبی پر ہر گز
 علیہ السلام قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال لہ ما قلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه تلك
 بہتر وایا نفع ہے وضع کی ہوئی اس واسطے کہ یہ جواب ہے کہ یہ حدیث ایسی نماز کے حق میں ہے جو کسی وجہ سے شرع کے خلاف نہ ہو اور یہ
 الصلوة فخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکرہ العلماء فی تصانیفہم منہا الاعتقاد علی الحدیث الموضوع
 نماز شرع کے خلاف کئے وجہ سے چنانچہ علماء نے اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے ایک یہ کہ وضعی حدیث پر اعتقاد کیا
 فانه اذا ثبت کونه موضوعا یخرج من المشروعیۃ ویكون مستعمل من خدام الشیطان ومنها فعلها
 کیونکہ جب اس کا وضع ہونا ثابت ہو تو مشرک و بت سے خارج ہو گئے اب اوپر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے اور ایک یہ کہ
 بالجماعة فان الجماعة فی النوافل مکروهة فیکیف فیہا ومنها تخصیصہا بلبلة الجمعة وقد رد النہی عن تخصیص
 جماعت سے ادا کرنا اور جماعت مطلق نفی میں کر دے انہیں کیوں نہ ہو اور ایک یہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہ کہ نہی انکی خاص کرنا

ليلة الجمعة بقیام و یومها بصیام و منها اسراج السرج الكثيرة لاجلها و ذلك لا یجوز لكونه تبذیرا
 شب جمعة و اسط جائز کے اور خاص کرنے دن جمعہ کے سے واسطے روزہ کے اور ایک یہ کہ اسکے لیے روشنی خوب کہتے ہیں اور یہ جائز نہیں ہے کہ اسراں سے
 والتبذیر حرام بنص القرآن و منها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام یعتقدون فرضا
 اور اسراں حرام ہے نص قرآن سے ثابت اور ایک عوام اور کوسمنون سمجھتے ہیں بلکہ اکثر عوام فرض جانتے ہیں

حتى انهم یترکون الفرائض ولا یترکونها بل بعد زہار اس جمیع الصلوة المفروضة بسبب فعلها و حضورها
 بیان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کر دین اور اس نماز کو نہ چھوڑتے بلکہ اسکو تمام فرض نمازوں کی افضل شمار کرتے ہیں کیونکہ اسکو پڑھتے ہیں اور امتین
 بعض من الاکابر ممن لا یحضر الجماعة فی المكتوبات و منها اتخاذها وظيفة من وظائف الدین و شعیرة من
 وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتے ہیں جو نماز کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے اور ایک یہ کہ اسکو ایک نلیہ دین و وظیفون میں سے اور ایک نشان

شاعر للمسلمین حتی ان الحکام ینہون الائمة و المؤذنین ان لا یغفلوا عنها فی هذه الليلة بل یظهرون النداء
 مسلمانوں کی نشانیوں میں سے مقرر کیا ہے بیان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کر دیتے ہیں کہ ایسا نہ غفلت آئے کہ تمہیں قضا ہو جائے بلکہ سنائی کرتے ہیں
 بان من لا یصلیها یضرب ضربا شديدا و یعززون الامام الذی یتخلف عنها کما جرى کل ذلك فی بعض
 کہ جو شخص اس نماز کو نہیں پڑھتا تو خوب بٹے گا اور امام کو موقوف کر دیتے ہیں جو اتفاقاً نہ پڑھے چنانچہ یہ تمام حال بعض وقتوں میں

الاقوات فی بعض البلاد فیالیتهم فعلوا مثل ذلك فی الفرائض و الواجبات و هذه هی لفظة النیقال فیها
 بعض شہر و زمین گہرا ہے پس کاشکے ایسی تاکید فرائض اور واجبات میں کرتے اور یہ وہی قند ہے جس کے باب میں
 ابن مسعود کیف انتم اذ البستکون فتنه یوم فیها الکبیر و ینشأ فیها الصغیر تجری علی الناس تحذیرا و نہا سنة
 ابن مسعود نے کہا ہے تمہارا کیا حال ہو گا جب تمکو قند کہیں گے کہ بڑا ہو جاوے اور عین کبیر اور جوان ہو جاوے اور عین صغیر ہو گے تو کوئی کہہ اوکو سنت پڑھتے ہیں

اذا غیرت قبل غیرت السنة او هذا منکر و کان یقول ایضا یا کم و ما یحدث من البدع فان الدین لا یدھب
 جب تو نے بدلائو کہیں تو نے سنت کو تبدیل کیا یا یہ بجا ہے اور ابن مسعود یہی کہتے تھے نتیجے رہو نواحدت بہ عنوان سے کیونکہ دین ایک بار ہی
 من القلوب بجمرة و لكن الشیطان یحدث لکم بدعا حتی یدھب الایمان من قلوبکم فاعلموا ان ینب علی
 دلوں میں سے نہیں نکلیا و بگا لکین شیطان تمہارے لیے بدعین پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان تمہارے دلوں میں سے نکل جاوے گا اس بیان کے موافق ہر مسلمان پر

کل مسلم ان یحذر من الاغترار و الميل الی الشئ من البدع و المحدثات و تصون دینہ عن العوائد التي تأسس
 واجب ہے کہ تمہارے فریضے اور عفت اور توجہ سے طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنے دین کو عادات سے بچاؤ جس میں الفت پڑھی
 بها و تری علیها فانها سمر قاتل قل من سلم من افاته و ظهر له الحق معہا لان لها حلاوة فی قلوب اهلها
 اور پرورش پائی بیشک نہ ہر قاتل ہے اس کے آفات سے نہ بچے ہیں اور اس کے ساتھ حق نہیں ظاہر ہوتا اس لیے کہ اس کے مزہ بہ عقیدہ پاک و دین آیا ہے

یستحسنها طباعہم فلا یترکونها و لذلك کان هشام بن عمرو یقول لا تسئل الناس عن احدها فانهم قد
 کہ اہل دل اسکو پسند کرتے ہیں سو کبھی نہ چھوڑیں گے اسی لیے ہشام بن عمرو نے کہا کہ لوگوں سے نہ کیا پوچھتے جو بدعات کو اس کا تو انہوں نے
 اعد و الہ جوابا لکن اسئلواہم عن السنة فانہم لا یعرفونہا کسئلنا اللہ الیوم العمل بالسنة و الاحترار عن البدع
 جواب بتا کر رکھا ہے لیکن اونہے پوچھو سنت کیا ہے یہ سنت کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے حکم آج سنت پر عمل آسان کرے اور بدعت سے بچاؤ

المجلس العشرون فی بیان فضائل حج المبرور و بیان انہ فیما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 بیون مجلس بیان میں فضائل حج مبرور کے اور بیان حج کی بدعتوں کا فریضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لہ فلو یرفث و لو یفسق رجوعہ کیوم ولدتہ امہ هذا الحدیث من صحاح المصابیر و اہ ابوہریرة
 و سلم نے حج کیا و اسے اللہ کے پیرو بخش کیا اسے عورتوں کے اور نہ بدلا کر کیا ایسا پاک ہو جاوے گا جیسا جانتا اور اس نے بدعت سے بچاؤ کی بدعتوں سے ابو ہریرہ

ومضاه ان من حج واجتنب جميع ما فيه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
 انك مني من حج اجاب تمام گناہوں کوئی اور فعلی سے اور گناہ معان ہو جائیگی اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں
 لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة واما الصغيرة فلها مكفرات كثيرة ورد بها السنة كالصلوات الخمس
 اسلئے کبیرہ گناہ کا کفارہ سوائے توبہ کے کچھ نہیں ہے اور گناہ صغیرہ کی چھوڑانے والی بہت چیزیں ہیں یہ حدیث میں آیا ہے جیسے نماز پنجگانہ
 والجمعة وصوم رمضان وغيرها فان كل واحد من مباني الاسلام يكفر الذنوب والخطايا فيهدمها
 اور نماز جمعہ اور روزے رمضان کے اور سوا انکے بیشک ہر اصول اسلام میں سے گناہ اور خطا کا کفارہ ہے کہ سب برابر کر دیتا ہے
 فكلمة لا اله الا الله لا تبقى ذنبا ولا يسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى
 پس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑتا اور نہ اس سے کوئی عمل فائق ہے اور نمازین پنجگانہ اور روز جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے
 رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنب الكبار والصدقة تطفى الخطيئة كما يطفئ الماء النار والحج
 رمضان تک کفارہ ہیں درمیان کے گناہوں سے جب تک کہ کبیرہ سے بچتا رہے اور صدقہ خیرات عطا کرے تو گناہوں کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور حج
 الذي لا رقت فيه ولا فسق يخرج صاحبه من ذنوبه كيوم ولدته امه لسأري انه عليه السلام قال
 جسین دفعش ہو سائے عورتوں کی اور نہ یہ کاری تو حاجی گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اوکی بالانہ خاتا کیونکر وہ آیت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا
 من قضي نسكه وسلم المسلمون من يده ولسانه غفرا تقدم مذبذبه وما تاخروني الصيحين انه عليه السلام
 کہ جس نے غلام کو لازم حج کی اور گئے اور تمام مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے سلامت رہے تو اس کے تمام گناہ سے اور بچھڑے اور وہ بھی جان بھری اور حج تم اور بخار میں کہ آجی
 قال الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء في كون الحج المبرور مكفرا للكبار والصحيح انه لا يكفرها
 فرمایا کہ جزا حج مبرور کی سوا جنت کے اور نہیں اور علمائے اخلاص نے کیا ہے آج حج مبرور کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ کفارہ نہیں ہوتا
 ومن قال انه يكفرها ليس مراده انه يسقط عن مرتكبيها قضاء ما لزمه من العبادات والديون والمظالم
 اور جو قائل ہے کہ کبیرہ کفارہ ہوتا ہے تو اس کی مراد یہ نہیں ہے کہ مرتکب کبیرہ کے ذمے سے قضا عبادات اور قرضوں اور حقوق کے جواہر لازم میں ساقط ہو جاتی ہے
 وانما مراده انه يكفر عنه تاخير قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه يطالب بفعل ما لزمه فان لم يفعل
 اس کی مراد یہی ہے کہ جو اس کے ذمے سے اس کی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہے بیشک جب وہ اس سے فارغ ہو چکیگا تو جو اس کے ذمے سے اس کی ادا کا مطالبہ کیا گیا اگر
 مع قدرته عليه يكون مرتكبا للكبيرة الا ان والحج المبرور هو الذي لا يخالفه اثم وقيل هو المقبول وهذا
 باوجود قدرتی ہے اور کیا تو مرتکب کبیرہ کا اب ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ ملے اور کہتے ہیں وہ حج مقبول ہوتا ہے اور یہ
 المعنى قريب من الاول وعلامة كون الحج مبرورا ان يترك صاحبه سيئ كان عليه من عمله ويتوجه الى
 معنی پہلے ہی سے معنی ہیں اور حج مبرور ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حاجی تمام اعمال بد جو کرتا تھا سب ترک کر دے اور اپنے رب کی طاعت میں
 طاعة ربه ويسعى في اصلاح نفسه وقيل علامة كون حج الانسان مقبولا ان يزداد بعد الحج خيرا ولا يعبأ
 معروض ہو رہے اور اپنی اصلاح نفس میں سعی کرتا رہے اور کہتے ہیں کہ حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد نیکی کا رسی زیادہ ہو جائے اور گناہ کو چھوڑ کر
 المعاصي بعد الرجوع ويترك قرباء السوء فان من استلم الحج فقد بايع الله تعالى ان يحتجب معا صيه
 پھر کبھی عمل میں ندامت سے اور بد بھنہنیوں کو ترک کر دے بیشک جسے حج اسود کو اوسد دیا اوسنے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی کہ اوسنی نافرمانی نہ کرے گا
 ويقوم بحقوقه فمن نكث فاما ينكث على نفسه ومن اذنى بما عهد عليه الله فسيكوتيه اجرا عظيما
 اور اس کے تمام حقوق ادا کرے گا پھر جو کوئی قولی توڑے سو توڑتا ہے اپنے بریکو اور جو کوئی پورا کرے جیسا فرما کر اللہ سے وہ دیگا اور سکو عوض بڑا
 يشير الى هذا ما روى عن ابن عباس انه قال الحج الا سود يمينا لله تعالى في الارض فمن استلمه وصافحه فكانما
 اسہی کی طرف اشارہ کرتی ہے روایت ابن عباس کہ فرمایا حج اسود اللہ تعالیٰ کے زمین میں دایا ہوا ہے جسے او سپر لیا اور صاف کر لیا گیا

صالح الله تعالى وقبل يمينه وقال عكرمة الحجر الاسود بين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة
 الله تعالى من صائف قبله اور اس کا ہاتھ چھو اور پکڑے کہتا ہے حج اسود دہنا ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کا زمین میں جسکو بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 رسول اللہ فمسيح الركن فقد بايع الله ورسوله وورث في الحد يثان الله تعالى لما استخرج من ظهر آدم
 سير بين ہونی پھر اسے رکن کو ہاتھ سے چھوا تو اسے نیک اللہ اور اس کے رسول سے بیعت کی اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کی پشت میں سے
 ذریتہ واخذ عليهم الميثاق كتب ذلك في رقي ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقيل فمن حجاز السلم الحجر
 اور اسکی اولاد کو نکالا اور اسے عہد لیا اسے برکھم کا۔ ویکو پوست آج پھر اس حج اسود میں امانت رکھ دیا اور کہتے ہیں کہ حاجی جب حج اسود کو پوس دیتا ہے
 فان وجد البيعة ويلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فينبغي له اذ ارجع من الحجاز ان يحافظ ما عاهد الله عليه
 لکن اگر وہ بیعت کرنا سے اور اللہ کے عہد کا پورا کرنا اپنے ذمے پر لیتا ہے اب یہی لائق ہے کہ جب حج اسود کے پاس سے جدا ہو تو اللہ سے جو عہد کیا ہے
 عند استلام الحجاز يقيه هذا المن كل مباني الاسلام ان يشعري نقض ما بني بالمعاصي فان علامة
 وقت بوسہ دینے حج اسود کے اور اسکی حفاظت کرے کہتا ہے کہ مبانی اسلام کے پورا کر کے اور ان مبانی نقض معصیت سے شروع کرے کیونکہ نشانی
 قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخرى بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصية بعدها وما احسن
 طاعت مقبول ہونے کا پتہ کہ اس طاعت کے بعد اور طاعت کر کے ملتا جاوے اور نشان مردود ہونے کا یہ ہے کہ بعد اور کے معصیت ہونی لگی اور کیا خوب
 الحسنة بعد الحسنة وما اقم السية بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقيم من سبعين ذنبا
 طاعت بعد طاعت کے اور کیا برا ہے یہی بعد طاعت کے کیونکہ کہتے ہیں ایک گناہ توبہ کے بعد بدتر ہے ستر گناہ سے
 قبلها فان النكتة صعب من المرض الاول فالحاج اذا كان حجه مبروراً يغفر له وللمن استغفر له
 توبہ کے پہلے کیونکہ دو بارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سے سخت ہوتا ہے پہلے جی اگر اس کا حج مبرور ہوتا ہے تو وہ بخشنا جاتا ہے اور جب واسطے مغفرت لگی
 واذا رجع يرجع و ذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك يستحب تلقيه السلام عليه و طلب الاستغفار
 اور جب وہ ہٹتا ہے تو اس حال میں کہ اس کے گناہ معاف اور اسکی دعا مقبول ہے اسہی لیے مستحب ہے اسے ملنا اور سلام علیک کرنے اور اسے مغفرت کی دعا کرنا
 منه لما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذا التقيت الحاج مسلماً عليه وصافحه ومرة ان يستغفر
 موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جب تو کسی حاجی سے ملے تو سلام علیک کر اور صافحہ کر اور عرض کر کہ تیرے لئے انے گہر میں جانے سے ہے
 لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروى عن الحسن انه قال اذ خرج الحاج فشيء من فروع وهو الدعاء
 مغفرت مانگے کیونکہ وہ بخشنا ہوا ہوتا ہے اور حسن روایت ہے کہ کہتے تھے جب حاجی حج کیلئے روانہ ہوں تو اس کے ساتھ جا کر رخصت کرو اور دعا کا
 فاذا فعلوا فالقوه هو قبل ان يخالطوا الذين نوب فان البركة في ايديهم لكن من قليل يكون حجه مبروراً
 توشہ دوپہر جب دو حج کر کر آویں تو اسے ملو اور صافحہ کر دینے اس سے کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ ان کے ہاتھوں میں برکت ہے بہت کم شخص میں جب حج مبرور ہوتا ہو
 قبل ابن عمر ما اكثر الحاج فقال وما اقلهم قال ايضاً الركب كثير والحاج قليل وانما قال ذلك لظهور البدع
 کسی نے ابن عمر سے کہا حاجی کتنے بہت ہیں اور حج مبرورے ہیں اور پھر کہا سوار توبہ میں بہت ہیں بر حاجی توبہ سے ہیں بلکہ اسہی لئے کہا کہ حج مبرور میں بدعات
 والمنكرات الكثيرة بين الحاج فاعظمها فتنه واكبرها مصيبتة اكثرها وقوعاً وبلية ترك اكثرهم الصلوة
 اور منکرات بہت ہوتے ہیں پس بڑا فتنہ اور بڑی مصیبت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہے یہ ہے کہ اکثر حاجیوں کی نماز چھوٹتی ہے
 ومن لم يتركها يضع وقتها ويحرمها على غير الوجه الشرعي وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج
 اور جو نماز نہیں ترک کرتا تو وقت کو کھو دیتا ہے اور بظلمت وجہ شرعی کی حج کر کر ادا کرتا ہے اور یہ بالاتفاق حرام ہے اور جو جانتا ہے کہ جب دو حج کر لے جاوے گا
 الى الحج تفوته صلوة واحدة يحرم عليه الحج رجلاً كان وامرته لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها اقل
 تو اسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اسکو حج کو مانا حرام ہے مردہ یا عورت واسطے کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہے تو اسکی عوض شرع سے کم ہیں

من سبعین حجة فيكون كمن ضيع الف دينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحاج ان يلازم
 بعين هو تاثيره شخص الياسه که ایک درہم کے واسطے ہزار دینار خراب کئے جب حال یہ ہے تو حاجیوں کو ضرور سے کہ نمازین
 الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسر وبالا نفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيسر حال كفاية
 وقت پر آسانی میں جماعت سے اور تنگی کے وقت تنہا ادا کیا کریں بدتیم سے احتیاط کریں اگر پانی غلبہ ظن میں
 الماء للوضوء والشرب له ولسرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
 واسطے وضو اور پینے اسکے اور اسکے رفیق کے کافی ہو اور احتیاط وضو کی ناپاک پانی سے اور احتیاط نماز کے وقت کے پہلے سے
 ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحاج تزيين الجمل بالحلي من الذهب و
 اور کوشش کریں سمت قبلہ میں اشتباہ کے مقام میں اور حاجیوں کی بدعات میں سے مے اونٹ کا سونے اور چاندی کے گنے سے
 الفضة والقلائد والامساور والباس الحريم وتزيين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجه
 اور قلاوہ اور گنتن سے اور حریر پہنا کر سنگا رکنا اور ایسی ہی زیب اور زینتوں سے تسلیں روشن کرتی ہیں اور یہ سائگ جب اپنے شہر سے رخصت
 من بلدهم ورجوعهم اليه وعند خولهم مكة والمدينة وهم اثمون في جميع ذلك ويشتركون في الاثم
 ہوتے ہیں اور جب پھر اپنے شہر میں داخل ہوتے ہیں اور جب مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں اور وہ سب ان بدعات کرنے پر لگتا رہتے ہیں اور گناہ میں
 من يتناول لرفية ذلك وليستحسنه اوليكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند ذهابهم
 جو دیکھنے کو جاتے ہیں اور اسکو نیک سمجھتے ہیں یا چپ جو کرم نہیں کرتے اور حاجیوں کی بدعات میں سے یہ بھی ہے کہ عورتیں اونکی جاننے وقت
 وعند مجيئهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
 اور آنے وقت ساتھ نکلتی ہیں کیونکہ عورتوں پر اپنے گھر میں بیٹھے رہنا اور اپنے رہنے کے مقام سے باہر نجانا واجب ہے اور شوہر پر اپنا نکالنا اور
 الخ فسر ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كقول لان النهي عن
 واجب ہے اور خاندان نے اگر اسکو اجازت دی اور وہ نکلے تو دونوں گنہگار ہونگے اور اجازت کبھی پرہنے سے ہوتی ہے وہ ایسے ہی جیسے زبان سے کہا اسواسطے
 المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلغنها كل علك في السماء وكل شئ يمر عليه الا الا نس والجن وقد
 اگر فرض ہے اور اگر وہ بغیر اجازت خاندان کے نکلے تو وہ سب تمام فرشتے آسمان کے اور جس جس چیز پر کہ گذرتے ہی بجز انسان اور جن کے سب لعنت کرتے ہیں اور
 جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدى فتنة اضرم من النساء فخرج النساء في هذا الزمان
 حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کوئی فتنا اپنے بعد سے نہیں چھوڑا سونگنا عورتوں کا اپنے گھروں میں سے
 من بيوتهن من الكثر الفتن لا سيما الخروج المحرم كخروجهن خلف الجنازة ولزيارة القبور عند خروجهن للحاج
 اس زمانہ میں بڑا ہی فتنا ہے کہ کچھ حرام وجہ سے نکلتا بدتر سے جیسا جانا عورتوں کا جنازہ کے پیچھے اور قبروں کی زیارت کو اور حاجیوں کی رخصت کے وقت
 ومجيئهم والخير لهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا ترى انه تعالى امر خير نساء الدنيا و
 اور اونکے آنے وقت اپنے گھروں میں رہنے اور اپنے منزل سے باہر نہ ہونے بہتر ہے کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کی بہترین عورتوں کو
 هن ازواج النبي عليه السلام بعد ما خرج من بيوتهن فقال قرآن في بيوتكن وهذا النظم الكرمي ان نزل فيهن
 کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں گھر میں بیٹھنے سے منع کرتا ہے فرمایا اور فرما کر پڑھنے کہزن میں اور یہ آیت نزل کہ اگرچہ ازواج مطہرات کے حق میں
 الا ان حكمه يعطى الجميع لما تقر ان خطابات القران تعبر الموجودين فتزول ومن سجد الى يوم القيمة
 بہر اسکا حکم صحیح حق میں عام ہے کیونکہ اصول میں شہر جگہ سے کہ احکام ظاہری قرآن شریف کے تمام موجودین کو وقت نزول کے اور انکو جو قیامت تک پیدا ہوا جائیگا
 ومن منكراتهم ايضا البعض ما لا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلا زاد ويقولون نحن متوكلون
 اور حاجیوں کی منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ جن نے فقہ وروایان پر فرس نہیں سے وہ بھی انکے ساتھ ہوجاتے ہیں نوشہ خالی ہوتا ہے کہ ہم توکل ہیں

دری شکر ہے

ازواج

تاریخ

فیکونون کلا علی الناس و ثقلا علیہم غیر منفقین عن ابراہیم بالسوال و السوال حرام و ہم یوتکبون
 ہر وہ لوگوں پر بیماری پڑتے ہیں اور دشوار ہوتے ہیں اور انکی سبک مانگنی نہیں چھوٹی اور حال یہ ہے کہ انکا حرام سے اور وہ اس حرام کو ماننا واجب کے
 ذلک الحرام کلا لا یجب علیہم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس و یقعون فی انواع المعاصی فیکون
 اور ایسے اختیار کرنے ہیں بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگاہ میں سے ترک کرتے ہیں اور قسم قسم کے معاصی میں گرفتار ہوتے ہیں جس سے وہ ہی
 سبب کمال ہے و زیادہ تھو سبب بالنقصان تھو و خسران تھو قد قال بعض المفسرین یا قی علی الناس ما ن سحر اغنیاء ہم
 سبب جو انکی خوالی اور زیادت کا ہے باعث انکے نقصان اور خسارہ کا ہوتا ہے اور ایسے نفسوں کے کہانے لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا جس میں دولت مند تو
 للترفہ و اوساطہم للتجارة و قراءہم للریاء و السمعة و فقراءہم للمسئلة و لا یبعد ان یقال و سراقہم للسرقة
 سچ کرینگے واسطے عیش تن آسانی کے اور دریا درگ تجارت کے واسطے اور قادی واسطے اور کھلاو کے اور فقراء واسطے ہنگ کہاں گے اور بعض نہیں کہ وہ یہ بھی کہیں اور چلے
 و الحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنة و محنة لکثیر من الناس حیث لا یظرون فیما اوجبه الله تعالی
 اور حاصل یہ ہے کہ حج اس زمانہ میں بہت لوگوں کے حق میں فتنہ اور محنت ہو گیا ہے اس واسطے کہ وہ یہی نگاہ نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا کیا
 علیہم فیہ من حقوقہ و حقوق عبادہ فانه تعالیٰ اوجب علیہم الحج بشرط الاستطاعة و ہی تقتضی
 اپنے حق اور اپنے بندوں کے حق واجب کئے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے اس پر حج اس شرط سے فرض کیا ہے کہ استطاعت ہو یعنی اتنی
 القدرة علی ما یکف الانسان مما یحتاج الیہ مدة ذهابہ و مجیئہ من ما کول و مشرب و مرکوب
 قدر ہے ہو کہ انسان کو حاجات کے لئے جانے اور آنے کی مدت میں کفایت کر جاوے کہانے کو اور پینے کو اور سواری کو
 فمن الناس من ینخرج الی الحج بلا زاد و راحلة لفقره فریبایهلك فی الطريق عند حجه الی الاکل و الشراب
 ہر ایسے لوگ جو حج کے واسطے ناداریے خالی ہاتھ نہ تو شہ اور سواری نہ روانہ ہوجاتے ہیں تو اکثر راستہ کے اندر کہانے اور پینے
 و الکر و بفیوت عاصیا لان الله تعالیٰ نہاہ عن السفر علی تلك الحالة و من ینخرج الی الحج من غیر ان
 اور سواری کے محتاج ہو کر تباہ ہوتے ہیں پھر گناہگار ہو کر مرتے ہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے حالت میں سفر سے منع کیا ہے اور جو شخص حج کو جاوے
 یملك ما یکفیه و قصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتاج الیہ فی وقت ضرورتہ مر اکل و مشرب و مرکوب
 اتنے مقدور کے کہ اد کے واسطے کافی ہو اور ارادہ کرے کہ پھانے نکلے ہی لوگوں سے حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کے وقت مانگ لینے کے
 فقد ساء الکبراساء لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منهم قد کفایتہ لمتقہ الحمل و
 تو اتنے بہت ہی برا کیا اس واسطے کہ اکثر حاجیوں کا حال یہ ہی ہے کہ توشہ موافق کفایت یعنی بار برداری اور وہ اسی ماہ کی لیکر جاتے ہیں
 الطريق فمن سافر معہم بلا زاد فانه یضائفھم فی زادھم فیکون سفرہم هذا ذی لنفسہم و لغيرہم و اکثر من
 پھر جو خالی ہاتھ انکے ساتھ ہوجاوے تو اونے اونکے توشہ میں جہانی مانگی گا پھر اسکا یہ سفر وبال ہوگا اور سکو بھی اور اور کو بھی اور اکثر ایسا کام
 یفعل هذا ہم الذین لا یعرفون شرائط الدین و احکام الاسلام و لا یقصدون طاعة الله تعالیٰ و طاعة
 وہ ہی کرتے ہیں جو شرائط دین کے اور احکام اسلام کے نہیں جانتے اور نہ انکو طاعت الہی اور اتباع رسول سے کچھ غرض ہوتی ہے
 رسولہ بل یقصدون قضاء ما تشہیہ نفوسہم من روية الاماکن البعيدة الغریبة و روية مکة
 بلکہ اپنے دل کے ارمان نکالتے ہیں دیکھنا عجیب اور غریب دور کے شہروں کا اور دیکھنا کے
 و اللذنیة و التفرج علی الناس فی مجامعہم اذ یأتون من کل فج عمتوان یقال له الحاج لاهة له الا
 اور دیکھنے کا اور سیر کرنا لوگوں کی مجلسوں کا اس واسطے کہ وہ ان دور دور کے لوگ آنے ہیں اور تاکہ حاجی کہلائیں اسکی اتنی ہی عیب ہی
 ذلک و منهم من یرزق له الشیطان صحبة الרכب و لا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة
 اور بعضوں کے دل میں شیطان سواری دیکھتی صحبت ڈال دیتا ہے اور انکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہے کہ لوگوں کا مال چور کرے

اس واسطے کہ



او غصبا و کیف یمن فان الشیطان یجتهد دائسا فی ایقاع بنی آدم فی الشر فیفتنه له با با من الخیر لیوقعه
 باہین کر یا بصرح نے لیجیے کیونکہ شیطان ہمیشہ یہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ بنی آدم کو ہر اذی میں مبتلا کرے پہرا دیکھ لے ظاہر میں دروازہ خیر کا کھول کر
 فی انواع المعاصی والحرمات فی السر من منکر اتھم ایضا انھم فی الاثر الاحوال یضعون حقوق میتھم اذ قد
 در پر وہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کرتا ہے اور حاجیوں کی شکر ات میں یہ بھی ہے کہ وہ اکثر حال میں اپنے مرد کا حق تلف کرتے ہیں
 ہوت واحد من رفقا تھم حین کونھم نازلین فلا یغسلونہ ولا یکنونہ ولا یصلون علیہ بل یرتحلون
 جب کوئی اذکار یعنی منزل میں اترتے ہوئے مر جاتا ہے پہرا کو نہ تو اٹلاوین اور نہ کفن میں اور نہ او سپر نماز جنازہ کی ٹچ میں بلکہ وہ اپنے کوچ کرتے ہیں
 ویترکونہ هناك ضائعا بلا دفن ویقعون فی الاثم لان کل واحد من ہذہ الامور من فرض الکفایۃ التی
 اور مرد کو اسی جگہ دفن کر دیا جاتا ہے اور گناہ میں بہتے رہیں کیونکہ یہ سب باقین فرض کفایہ میں اگر کوئی ایک ہی
 اذا ترک واحد منها یا اثم الكل وقد يموت حین کونھم ذاہبین فی الطريق فی موندہ فی مکان قفر بلا دفن یا کله
 متروک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بعضے وقت رستہ میں جتے ہوئے مر جاتا ہے تو پہرا دیکھ کر پونہن جنگل پٹریٹھن دفن کیے پہنیک جاتے ہیں او کو گڈیٹر
 السباع وسبب ارتکابھم امثال ہذا الجرائم خوفھم ان یاخذن البیت المال مالہ ویختارون متاع الدنیا
 پہنیکے کہا جاتے ہیں اور ایسے ایسے یہ تمام گناہ صرف اس خوف کے اسے کرتے ہیں کہ مبادا اس کا مال بیت المال میں داخل ہو چکا ہو لوگ دنیا کے پانچے کو
 علی الاخرة ویضعون امثال ہذہ الفروض ویقعون فی الاثم فیکف یكون حجھم مبرورا والحاصل
 آخرت کے متعلق میں پسند کرتے ہیں اور ایسے ایسے فرض باتوں کو سناٹے کر کر گنہ میں مبتلا ہوتے ہیں اب کیونکہ اور کجا حج مبرور ہو گا حاصل ہے
 ان من یرید ان یكون حجھ مبرورا یلزمہ ان یحج باقامة ارکانہ و واجباتہ وسنتہ ویحترق فی الاحرام
 جس شخص چاہے کہ اس کا حج مبرور ہو اسے تو اس کو لازم ہے کہ حج میں تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کرے اور احرام کی مدت میں تمام
 عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلھا کبائرھا وصفائرها ویوقبل الاحرام عن الذنوب کلھا
 منہیات سے جو احرام میں ہیں اور تمام اور معاصی کبائر اور صفائرها سے احتراز کرے اور احرام سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرے
 باداء الفروض والواجبات وارضاء المخصوص فی حقوق العباد ویكون طعامہ وشرابہ ولباسہ وکفنہ من
 فرض اور واجبات ادا کرے اور حقوق العباد میں مدعیوں کو راضی کرے اور اس کا کھانا اور پیو اور پہرا اور سوار سی
 الحلال الامر الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بمال حرام هل یصح حجہ ام لا فخذ الاما محل یتحج
 حلال مال میں سے ہو حرام میں سے ہو اس واسطے کہ فقہانے اختلاف کیا ہے کہ جو شخص حرام مال خرچ کرے تو آیا اسکی حج ادا ہو جاتا ہے یا نہیں امام شافعی
 علیہ ان یحج ثانیما مال حلال وعند الثلثة یصح حجہ ویسقط عنه الفرض ولا یحج علیہ الاعادة لكن
 ایسا حج صحیح نہیں ہوتا اور سبوا جب کبھی حج دوبارہ مال حلال سے کرے اور تینوں اماموں کے نزدیک اسکی حج صحیح ہے اور اسکی ذمہ حج فرض ادا ہو گیا اور سب حج ذمہ
 لا یكون حجھ مبرورا لان الشرط فی کون الحج مبرورا الاجتناب عن کل ما نهی اللہ عنہ مع اداء الحج بشرطہ
 اس کا حج مبرور نہیں اس واسطے کہ حج مبرور کیلئے یہ شرط ہے کہ اللہ کے تمام منہیات سے اجتناب کرے اور حج کو تمام شرائط
 وارکانہ و واجباتہ وسنتہ وادابہ فشرائطہ نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجود اما شرائط الاداء
 اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کے ساتھ ادا کرے پس اسکی شرطیں دو قسم میں ایک شرائط ادائیگی اور ایک شرط واجبہ ہونے کی شرط ادا کی
 فہی الزمان والمكان والاحرام وشرائط الوجود فہی العقل والبلوغ والحریة والاستطاعة وسلامة
 تو وقت سے اور مکان سے اور احرام سے اور شرط واجبہ کی عقل اور جوانی اور آزادی اور قدرت الی اور صحت
 البدن وامن الطرق فلکون امن الطرق من شرائط الوجود اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
 ہونی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا شرط واجبہ کی ہے اسلئے طاک کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں حج فرض ہے یا نہیں

میں سے ہو حرام میں سے ہو اس واسطے کہ فقہانے اختلاف کیا ہے کہ جو شخص حرام مال خرچ کرے تو آیا اسکی حج ادا ہو جاتا ہے یا نہیں امام شافعی

لا ارتفاع الا من بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والفساق فقال ابو القاسم الصغاري لا شك
 کیونکہ اس سے کہتا ہوں کہ اس کا سبب بھی قرامطہ وغیرہ فساق اور جو ٹوٹے اور انہیں صغاری کہتے ہیں مورخوں کے ذمے سے
 فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما اشك في سقوطه عن الرجال وقال ايضا لاری الحج فضا عشرين
 حج کے ساقط ہونے میں اس زمانہ کے اندر کچھ شک نہیں ہے شک اس میں کہ مردوں کے ذمے سے ہی ساقط ہے یا نہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا
 سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندی دار الحرب قال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة
 میں برس کی مدت جب قرامطہ پیدا ہوئے ہیں اور بادیه میں سے نزدیک دار الحرب ہے اور ابو بكر اسکان کہتے ہیں میں نہیں قائل ہوں کہ
 فی زمانة قاله فی سنة ست وعشرين وثلثمائة وافتي ابو بكر الرازي ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
 اب ہمارے وقت میں حج فرض ہے یہ گفتگو سنہ ۳۰۶ میں ہوئی ہے اور ابو بكر الرازی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کے ذمے سے
 فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتأخرين قبل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالشهوة
 بیشک ساقط ہو گیا اور ایسے ہی اور متأخرین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عدم فرضیت کے اس واسطے قائل ہوئے ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رغبت دینی بغیر
 الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع
 ہرگز حج نہیں کر سکتے اب طاعت سے معصیت ذمے آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنے تو یہ طاعت نہیں رہتی
 الطاعة لكن ذكر في القنية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
 لیکن قنیہ میں یہ مذکور ہے کہ جب کو حج کی طاقت ہو تو اس پر حج فرض ہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ اس سے خرچ لیا جائے گا اور اس واسطے کہ اگر اتنے خون سے
 الحج به فتى يجعل بقوله تعالى وعلى الناس حج البيت و سئل ابو الحسن الكرخي عن لا يخرج الى الحج خوفا
 حج ساقط ہو جائے تو پھر اس آیت پر کب عمل ہو گیا اور واسطے اللہ کے ہے لوگوں پر حج بیت اللہ کا ابو الحسن کرخی سے پوچھا حال اس کے جو اس وقت
 من القرامطة فقال ما سلمت لبادية عن الافات يعني ان البادية لا تخلو عن الافات لقللة الماء وشدة
 قرامطہ کے حج کو نہیں جانتا اس نے جواب دیا بادیه آفات سے سالم نہیں ہے یعنی بادیه آفات سے کہی خالی نہیں ہے بسبب کمی پانی اور شدت
 الحر وهيجان السخيم وقال الفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب ان كان
 گرمی اور تیزی ہو تو کی اور فقیہ ابو الليث کہتے ہیں اگر راستے میں احتمال غالب سلامتی کا ہے تو حج فرض ہے اور اگر احتمال
 الغالب خلاف ذلك لا يجب عليه الاعتماد وفرأئضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف البادية فانفك
 غالب تکف کا ہے تو واجب نہیں ہے اسہی قول بر اعتماد ہے اور فرض حج کے یہ ہیں احرام اور عرفات پھیرنا اور طواف الزیارت اگر ان تینوں میں سے
 واحد منها يبطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وواجباته السعة بين الصفا والمروة والوقوف
 ایک ہی فوت ہو گا تو حج باطل ہو جاوے گا پھر سال آئندہ میں اسکی قضاء واجب ہوگی اور واجبات حج کے یہ ہیں صفا اور مروه کے بیچ میں دوڑنا اور
 بالمدح لفة ورسى الجمار والحلق او التقصير وطواف الصدر للافاقي فان ترك شيئا منها يخون حجه و
 مزدلہ میں ٹھہرنا اور حرات میں کنگرارنے اور سٹھانا یا مال کٹوانے اور طواف الصدر رسول اللہ کے پس اگر کوئی واجب ان واجبات میں سے ترک کیا تو حج تو جائز
 عليه الدم وما عدا ذلك سئل واداب ووقته شوال وذوالعقده وعشرون الحجية يكره الاحرام للحج
 ہو گا پرا دہر فرج لازم ہے اور سوا ان فرائض اور واجبات سنن اور آداب میں اور حج کا وقت شوال اور ذوالعقده اور من من ذی الحجہ میں اسے سے احرام نہ کرنا
 قبل ذلك لان الاحرام يطول فرما يقع في الاحرام ولا يكون حجه مبرور فان من احرم للحج والعمرة ارتكب
 کر دوسے اسلئے کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوے گی سوا کثیر احرام میں واقع ہو جاتا ہے پرا دہر فرج مبرور نہ ہو گا کیونکہ جسے احرام حج کا یا عمرہ کا یا غیرہ کوئی ترک کر
 شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع
 لغوات میں سے نئے عذر عمل کیا تو اس کا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ نے الفور توبہ کرے اس واسطے کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے

الاشتر ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط فی كون الحج مبرورا ان لا يقع فی حال الاحرام ثوب
 اور جو نقصان حج کے ثواب میں ہو گیا وہ نہیں موقوف ہوتا اس واسطے کہ شرط حج کی سب سے پہلے کہ اس حرام کے اندر
 من الذنوب بلا عذر والاحرام النية والتلبیة وھا رکنان والاحرام لا یصح الاحرام باحدھا دون الآخر
 بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا ہونے پاوے اور احرام کے دو جز ہیں نیت اور تلبیہ دونوں احرام کے رکن ہیں احرام ایک سے ہونے سے دوسرے کے
 فمن اراد الاحرام یتوضأ ویغتسل والغسل افضل ویبسط الخیظ ویلبس ثوبین ازارا ورجلین
 صحیح نہ ہوتا تو غسل احرام باندھی پہلے وضو کرے یا نہ کرے اور نہانا افضل ہے سے پہلے اذکار ڈالے من دو کپڑے پہن لے تہہ اور جلد سے ہون
 او غسیلین والجدید افضل ویقص شاربه ویقلم اظفاره ویحلق عانته ثم یصلی رکعتین و
 یا ہوتے ہوئے نئے ہون تو بہتر ہے اور موچہ میں کتر مادے اور ناخون تر شواہد اور موئے نہانے موٹے پہر دو رکعت نماز ادا کرے
 یقول بعد السلام اللهم انی ارید الحج فیسیرہ لی وتقبلہ منی تحلیلی ویقول یرفع الصوت لیبیک اللهم
 پہر احرام کے یہ سچ ہے اہی میں حج کیا جاتا ہوں سو تو مجھ آسان کر دے اور مجھ سے قبول کرنے پہر تلبیہ کا کر تہہ آواز سے کہ حاضر ہونا ہوں اہی
 لیبیک لیبیک لا مشرک لک لیبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک ولا ینقص منها وان زاد
 حاضر ہونا ہوں حاضر ہونا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں بینک حمد اور نعت تیری سے اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہیں اس عبارت میں کچھ کلمے اگر کہہ کر آواز
 یجوز انفاذ الی بالنیة والتلبیة فقد احرم ویقی محظورات احرامہ وہی السرف والفسوق والجدال
 تو جائز ہے پہر جب نیت کر کے تلبیہ پڑھ چکا تو احرام ثابت ہو گیا اب احرام کے ممنوعات سے پہر نہ کرے اور وہ بائین بھیمان کی عورتوں کے ساتھ اور بکار ہونے والی
 وتعرض الصيد بالآخذ والاشارة والذی لہ الالة والاعالة ولا یلبس الخیظ قباء او قیصا او ساریا
 اور شکار کو چیرنا پکڑنا یا اشارہ سے بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیاہ کپڑے پہننے قبایا کرتا یا باندھا اور
 ستامة او ظنسوة او خفا الا ان یقطع الخفا سفلی من الکعبین ولا یأخذ شعرا ولا یظفر او لا یقتل القمل
 گہڑی باندھنے سے ٹوہنی نہ پہنے اور موزہ ان اگر موزہ ٹخنوں کے نیچے تک کر ڈالے تو ڈر نہیں پہر نہ بال کرے نہ ناخن کرے نہ جوں مارے
 ولا یسلی راسہ ولا وجهہ ولا یاس بالاستظلال بالبيت او المحل ولا یحک راسہ الا برفق حتی یروی
 اور دوسرے کپڑے اور نہ موہند ڈکے اور اس کا ڈر نہیں کہ سایہ میں بیٹھے بیت کی یا کجا و کی اور سر کو نہ کجاوے مگر نرمی سے بیان تک کہ
 عن ابی حنیفة انه یحک ببطون الاصابع کیلا یوذی شیئا من ہوام راسہ ویکثر التلبیة برفع
 ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اونٹنیوں کی پیٹ سے کجاوے تاکہ کوئی جانور سر میں کا جوں وغیرہ ایذا نہ پاوے اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑھے
 الصوت متی صلی او علی شرف او هبط وادیا او لقی رکیا او اسحو واذا دخل مکة یبدا بالمسجد حین
 یا اونچے پر چڑھے یا نیچے کو اترے کسی نالے میں یا سوار طین یا صبح ہو چکا کر پڑھے اور جب مکہ میں داخل ہو تو پہلے مسجد الحرام میں جاوے
 رای البیت یدبر ویہلل ثم یتقبل الحجر مکیرا محلا را فعا ید یہ کما فی الصلوة ویستسلم والاستلام
 اور جب بیت کو دیکھے تو اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ پڑھے پہر حجر اسود کے سامنے مکیرا اور لا الہ الا اللہ کہتا ہو یا تہہ او ٹھلے ہوئے جاوے جیسے نماز میں اور رکوع
 عند الفقہاء ان یضع کفہ علی الحجر ویقبلہ بضمہ ان قد یلا یدن احد لان الاستلام سنة وقرن
 فقہاء کے نزدیک استلام کی یہ وضع ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھے کہ منہ سے جو م لے اگر کسی کو تکلیف دے بغیر میسر ہو سکے اس واسطے کہ استلام سے حج
 الا یدن واجب فالایمان بالواجب اولی وان لم یقدر علی ذلک فیسہ شیئا فی یدہ ویقبلہ وان عجز
 ایہ اللہ یعنی واجب ہے اور واجب کا ادا کرنا اولی ہے اور اگر اس پر قابو نہ ہو تو حجر اسود کو کسی چیز سے چومے پہر اس کو جو م لے اور اگر یہ دونوں
 عنہا یتقبلہ فاعا ید یہ حداء منکبہ جاء لا ظاہر ہا نحو وجهہ و باطنہا نحو الحجر مشدرا
 امر نہ کہیں تو حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوں تو ہاتھ برابر موٹے ہوں اور ہاتھ سے ایشٹ ہاتھ کی ہاتھ کی طرف اور وہاں حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا

بجہا الیہ صبرا مھلا حامدا لله تعالیٰ ومصليا علی النبی علیہ السلام و یطوف للقدوم و وراء الخطیہ
طرف حج کے اللہ اکبر کہتا ہو الا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہو اللہ کی حمد کرتا ہو ابنی علیہ السلام پر دروڑ پڑھتا ہو اپہر طوان القدم کرے حکیم کو طوان کے اندر لیکر
اخذا عن یسینہ مایلی الباب جا علا دراءہ تحت ابطہ الیمنی ملقیاً طرفہ علی کتفہ الیسری
دو طرف سے شروع کر کہ جنتن باب سے متصل سے جا کر کوہنی نین سے لیکر اور اس کے کونے بائیں موڑ سے پر ڈال کر
سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر کلما مر بالجر یفعل بہ ما ذکرنا الاستلام
سات گز شین اڑ کر صرف پہلے تین گز دشون میں حجر سے حج تک اور جب حج کے پاس پونچھے وہ ہی استلام کہے موافق مذکور بالا کے
ویستلموا الرکن الیمانی و هو حسن ولا یستلم غیرہا و ینحتم الطوا و یستلام الحجر ثم یصل رکعتین
اور استلام کے رکن یمنی کو بہ بہتر سے اور سوا ان دونوں کے اور کو استلام نہ کرے اور طوان کو حج کے استلام پر ختم کرے پھر مقام کے پاس دو رکعت نفل
عند المقام و غیرہ من المسجد ان منعه الزحام و ہذا الصلوۃ واجبة بعد کل اسبوع ثم یعود
ادا کرے یا مسجد میں اور جگہ اگر انہوں کے سبب مقام میں بیٹاؤں اور یہ نماز واجب ہے بعد ہر ایک پورے طواف یعنی سات گردش کے پھر
ویستلم الحجر ینخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت و یکبر و یھلل ویصلی
ہٹ کر حج کا استلام کرے اور مسجد سے باہر اگر صفا پر چڑھ جائے اور بیت کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور نبی علیہ السلام پر
علی النبی علیہ السلام و یرفع یدیه و یدعو ما شاء ثم یشی نحو المروة علی ہیئتہ حتی یصل بطن الوادی
دروڑ پڑھے اور ہاتھ اوٹھا کر چاہے دعا مانگے پھر مردہ کی طرف چلے اپنی چال میں یعنی نہ تکلف نہ ہان تک کہ بطن وادی پر پونچھے
ثم یسعی بین المیلین الاخضرین فاذا جا و بطن الوادی یشی علی ہیئتہ حتی یاتی المروة فاذا انتہا
پھر دو بیان میلین اخضرین کے دوڑ کر چلے جب بطن وادی سے نکل جاوے تو اپنی چال پر چلنے لگے بیان تک کہ مردہ پر جا پونچھے وہاں جا کر
یصعد علیہا و یفعل ما فعل علی الصفا ثم ینزل عنہا و یتوجہ الی الصفا یفعل ہکذا سبعا یداً
اوپر چڑھے وہاں جا کر وہی عمل کرے جو صفا پر کیا تھا پھر مردہ سے اتر کر صفا کی طرف جاوے اسہی طرح سات دفع کرے صفحے شروع کر کر
بالصفا و ینحتم بالمروة ثم لیکن بمکة محرماً و یطوف بالبیت نغلاً ما شاء فاذا صلی بمکة فجزئنا من
مردہ پر ختم کر دے پھر کے میں احرام بند ہے ہوئے رہنے لگے اور بیت کا طواف نفل کیا کرے جقدر چاہی جب کہ میں یوم ترویہ یعنی آٹھویں تاریخ
الشہر ینخرج الی منی و یمکت بہا الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات کلہا موقفاً لا یطن عرفۃ عند
ذالحج کو صبح کی نماز پڑھ چکے ہوں جو جاوے وہاں جا کر نوین تاریخ کے فجر تک ٹھہرے پھر عرفات میں جاوے وہ تمام ٹھہریں چکے ہوں بطن عرفات کے جب
ماصلہ الظهر العصر وقت الظہر ینہب الی الموقف بغسل من و بعد الغروب یاتی الی المزدلفۃ
نماز ظہر اور عصر کی جمع کر کر ظہر کے وقت میں چڑھ چکے تو غسل منون کر کر موقف کو جاوے اور دن چھپے مزدلفہ کو چلا جاوے
و کلہا موقفاً لا وادی محسرو ینزل عند جبل قرح و یصل العشاءین ہنذا یا اذان اقامة فاذا طلعت
وہ تمام ٹھہریں چکے ہوں سوا وادی محسر کے اور جبل قرح کے پاس اترے وہاں مغرب اور عشاء تک ایک اذان اور کبیر سے ادا کرے جب صبح صادق
الفجر یصل الفجر بغسل و هو ظلمۃ فی آخر اللیل ثم یقف و یکبر و یھلل و یصلی علی النبی علیہ السلام
کہل جاوے تو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھے غلے اندھیرا ہوتا ہے آخر لیل میں پھر ٹھہر کر اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور نبی علیہ السلام پر دروڑ پونچھے
و یدعو و اذا سقراتی منی و یرمی جمرۃ العقبة من بطن الوادی من اسفله الی اعلاہ سبباً
اور دعا مانگے جب خوب روشنی ہو چکے تو منی میں پھر اگر جمرہ العقبہ کو رمی کرے بطن وادی کی جانب اسفل سے اٹھنے کی طرف تاکرینا لگائی اور گو تھوے
خدا فو یکبر کل منہا فیقول بسم اللہ واللہ اکبر جماً للشیطان و حزبه اللہ جعل حجی مبروراً و سعیتی
اور ہر نکر برا اللہ اکبر کہتا جاؤ اسطور سبب اللہ واللہ اکبر واسطے خاگ آلودگی شیطان اور اذیکے گروہ کے انہی تو ہر اسبر و را اور کوشش ہری

مشکورا و ذنبی مغفورا و یقطع التلبیة با و لها ثم ینجز ان شاء تم یقصر و الملق افضل و یجمل له کل شیء
 مشکور اور گناہ میرے معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کرے پر قربانی کوے اگر چاہے پہاں کتر و آد اور سر شہنا نا افضل ہے اور او کو موقوفات اعظم حج
 من مخطورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوما من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سع
 سوائے جماع کے سب سے طلال ہو جاتی ہیں بہر طواف زیارت کیسے دن ایام نحر میں سے سات گز زمین بدون اگر اور سعی کے کرے
 ان فعل الرمل والسعی قبل والا فہسا وان اخره عن ایام النحر یکرہ و یجوز الدم ثم یأتی من و یرمی الجمار
 اگر رمل اور سعی پہلے کر چکا ہے اور نہیں نواب کرے اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سے ملا کرے تو کر وہ ہے اور نحر کرنا واجب ہو جاتا ہے پہرشی میں آدے اور
 الثالث بعد ذوالثانی النحر ید ابی مسجد الخیف ثم بما یدہ ثم بالعقبۃ سبعا سبعا و یکبر کل
 تینوں جہوں کو بعد دن ٹہنے دو سر دن نحر کے لنگر بارے شروع اوس جہوں سے کہ جو مسجد خیف سے نزدیک ہے پہر جو اوس پاس پہر جہۃ العقبۃ کو سات سات ہر لنگر
 حصاة و یقف بعد رمی بعدہ رمی و یدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم یعد کذا لک
 کے ساتھ کبیر کہتا جاوے اور پھر بعد اوس رمی کے کہ چھپے اوسے رمی ہو اور دعائے اور بعد پھر کے نہ پھرے اور نہ بعد رمی یوم نحر کے پہر اگلے دن اسے طور
 وبعد ذلک ان مکت و یکرہ ان لا یدیت بمنی لیاالی الرمی و اذ اراد الرجوع الی وطنہ یطوف للصد
 اور بعد اگلے دن ہی ایسے ہی اگر نہیں اور اگر وہی کے شہوں میں منی میں شب کو نہ رہے تو کر وہ ہے اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنے وطن کو کرے تو طواف الصد
 سبعة اشواط بلا رمل ولا سع ثم یصل رکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یأتی البیت و یقبل العتبة
 سات گز زمین بدون رمل اور سعی کے کرے پہر دو رکعت نماز ادا کرے پہر آب زمزم نوش کرے پہر بیت کے پاس آوے اور ستانہ ہوس کرے
 و یضع صدرہ و وجہہ علی الملتزم و هو ما بین الحجر و الباب و یتشبث بالاستار ساعة و یدعو مجتهدا
 اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکھے اور ملتزم حجر اور باب کے بیچ بیچ میں سے اور ایک ساعت پہر برہ کعبہ کا پڑے سے اور خوب تضرع سے دعائے
 و یکے غفران الکعبۃ و یرجع قہقری حتی یمخرج من المسجد المرأة کالرجل الا انها تلبس المخیط ولا
 اور کعبہ کی عبدانی پر رونے اور سببیت سے بیان تک کہ مسجد میں سے نکل آوے اور عورت کا حال ہی مرد کا سا ہے امانافق ہے کہ عورت سیا کپڑا پہنے
 تکشف راسہا بل تکشف جہہا و لو اسد لت علیہ شیئا و جافتہ عنہ یصر ولا یرفع صوتہا بالتلبیة
 اور اپنا سر کھولے بلکہ شہہ کھولے سکے اور اگر کسی کپڑے کو کھپہ سکے اور نہہ سے کپڑے کو لگ رکھے تو ہی صحیح ہے اور تلبیر میں بکا کر آواز نہ کوئے
 ولا تقرب الحجر الا عند کونہ خالیاً ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل تمس علی ہیئتہا ولا
 اور حجر کے پاس ابوہ میں نہ جاوے اگر جاوے خالی ہو تو جاوے اور طواف میں رمل نہ کرے اور میلین کے بیچ میں نہ دوڑے بلکہ اپنے تلخ پر چلے جاوے اور
 یقل قبل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل و یكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة و یفید النطاق
 نہ مونڈا اوسے بلکہ کتر و آدے اور الاحرام باندہ تہ وقت حائض ہو جاوے تو بناوے اور غسل احرام کے لئے ہے نماز کے واسطے نہیں اسے سوا طواف کی طہارت
 لغیر الطواف و هو بعد الرکنین اللذین ہما الوقوف و بعرفة و طواف الزیارة لیسقط طواف الصد لا یجوز علیہا
 کا قائمہ ہوگا اور حین بعد دو نور کن کے کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارت سے طواف الصد کو ساقط کرتا ہے اور اسکی ترک ہی اوس پر کپڑا لازم
 بترکہ ولا یتاخر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب الحيض ثم ینبغ ان یعلم ان المرأة شابة کانتا و عجزا
 نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سے جو ایام نحر سے بسبب حیض کے ہو چکا کچھ لازم آوے پہر جاتی کی بات ہے کہ عورت جو ان ہو یا بوڑھی
 اذا کان بینہا و بین مکة مسیرة مسفرا لا یتبث لها الاستطاعة الا یحرم و هو النحر و من لا یحوز نکاحها
 سبب اوس میں اور کہ میں مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جسے حج فرض ہوتا ہے بدون محرم کے اور وہ خانہ نہ ہونا ہیاد و جس
 علی التابید بنسب ارضاع و صہریة وان لم یکن لها محرم لا یجوز علیہا ان تتزوج لیجہا و ذکر فی النجس
 کہی کسی حال میں نکاح جائز نہیں تلبیہ کے باہر و کچھ یا عبدانی کے اور اول اس صورتے ساتھ محرم نہیں ہوا پہر واجب نہیں ہے کہ واسطے خانہ کے اور نہیں میں نکاح

ان محرھا ان کان فاسقا و مجنوناً و صبیلاً لا یجب علیہا الحج و یحرم علیہا السفر معہ و یشترط لها
 کہ اگر اوس کا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اسے حج واجب نہیں ہے اور ایسے محرم کے ساتھ سفر حرام ہے اور عورت کے واسطے
 ان تكون خالیاً عن العدة عند خروجهما الى الحج حتى لو كانت فی العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب
 یہی شرط ہے کہ جب وہ حج کو چلے تو عدت سے پاک ہو بیان تک کہ اگر عدت میں ہو تو حج کو نہ جاوے اور ایسے ہی اگر اسے
 لها العدة فی الطريق فی مصدر من لامصار و بینہا و بین مكة مسیرة سفر لا تخرج عن ذلك المصرا حتى تنقض
 عدت رستہ میں کے شہر میں واجب ہو جاوے کہ اوس میں اور کے کے بیچ میں مسامت سفر کے ہو تو اوس شہر میں سے عدت کے گزرنے سے پہلے نہ جائے
 عدها ینزلنا الله تعالیٰ اعمالا مطابقا لرضاه بمنه و فضله المجلس الحادى والعشرون
 انہی ہمہ آسان کر وہ اعمال جو شہری رضا کے مطابق ہیں انہی احسان اور فضل سے اکتیویں مجلس

بیان فضائل الزکوٰۃ وغوائل ترکھا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
 زکوٰۃ منی کے فضائل اور نہ منی کے سختیوں میں نہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی

صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفاً من ناس
 سونے چاندی والا کہ اوس میں سے اوس کا حق لینے زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہو گا تو اوس کے لیے نعتی ال کی بنا ہی جاوے گی
 فاحص علیہا فی نار جهنم فتکوی بہا جنبیہ وجبینہ وظہورہ و کما بردت اعدت له فی يوم
 پھر اوس کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کر اوسکی دونوں کر وین اور پیشانی اور پشت داغ دیجاوے گی اور جب ٹھنڈی ہوئے پھر گرم کئے جاوے گا اور سرد
 کان مقدارہ خمسين الف سنة حتى یقضى بین العباد فیری سبیلہ اما الى الجنة و اما الى النار
 کہ برابر پچاس ہزار برس کے ہو گا بیان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکے پھر دیکھے اوس کا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف
 هذا الحدیث من صحاح المصابیح و اة ابو هريرة فانه علیه السلام ذکر فیہ جنسین من المال و هما
 یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اس میں نبی علیہ السلام نے مال کی دو جنس بیان فرمائی ہیں

الذهب والفضة ثم افرح الضمیر الراجح الیہما فقال لا یؤدی منها حقها نظر الی المعنی دون اللفظ
 سونا اور چاندی پھر ضمیر جو اولی طرف پہرتی ہے وہ مفرد بیان کے فرمایا کہ نہ ادا کرے اوس میں حق اوس کو لجاوے یعنی کے لفظ کا لجاوے نہیں

لا المراد نھا دنانیر و دراهم و قیل یحتمل ان یراد بہما الاموال لان الحكم عام و تخصیصہا بالذکر
 اسوا سے کہ مراد اون دونوں سے دنانیر اور دراهم ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ شاید سونے چاندی مراد ہر قسم کے مال ہوں اسوا سے کہ حکم تو عام ہے اور خصوصیت

لفظہما سوا الاموال من حیث انہما اصل التمول و من الاشیاء و مثله ورد قوله تعالیٰ و الذین یکنزون
 ذکر میں واسطے فضیلت کے تمام مالوں پر ہے ایسے کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیا کی یہ ہے دونوں اور ایسے ہی قرآن میں وارد ہوا ہے اور جو لوگ گناہ کرتے ہیں

الذهب و الفضة و لا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبئس ما کسبوا و بعد ان یلیم کو م یحییٰ علیہا فی ناسر جہنم
 سونا اور روپا اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سوا د کو خوشخبری سنا دیکھو وائے مار کے جہنم آگ دیکھا دیکھے اوس پر دوزخ کی آگ

فتکوی نھا جباہم و جوبہم و ظہورہم هذا ما کنز لکم و لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکتزون
 پس داغین گئے اوس سے اونکے اپنے اور کر وین اور پیشین یہ ہے جو تم گائے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گائے کا

و المراد بعدم اداء حقها و بعدم انفاقها فی سبیل اللہ عدم اداء زکوٰۃ ہا فان الذین یجمعون الاموال
 اور حق نہینے سے اور راہ الہی میں خرچ نہ کرنے سے نہ دنیا زکوٰۃ کا مراد ہے پس جوگ مال جمع کرتے ہیں

و یدخرونها و لا یعطون زکوٰۃ یعذبون یوم القيمة با نواع من العذاب فمن جملتها ما ذکر فی ہذا الحدیث
 اور اسکو ذخیرہ کر رکھتے ہیں اور اسکی زکوٰۃ ادا نہیں کرنے قیامت کے دن طرح طرح کے عذاب دیے جاوے گئے ایک تو یہ جو اس آیت میں

وهذا الحديث ووجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
 اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضا کے ساتھ اس عذاب کے ہے کہ مال دے کر آدمی کو جب زکوٰۃ دینی کے عادت نہیں ہوتی
 اعطاء الزکوٰۃ بعد وجوبها بجہ وقتها فهو اذ اراى الفقير الطالب للزکوٰۃ يعبس وجهه واذا سال عبر
 اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آجوتے ہیں وہ شخص جب فقیر زکوٰۃ کے طالب کو دیکھتا ہے تو تیوری چڑھتا ہے اور وہ اگر اگلتا ہے تو اس سے منہ
 عنه ويولى اليه جنبه واذا بالغ في السؤال يقوم من مقامه ويولى اليه ظهره وينهب ولا يعطيه
 پیر کر کر وٹ موڑ لیتا ہے پھر اگر فقیر نے سوال میں زیادتی کی تو اپنی جیب سے اٹھ کر اس کی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ میں سے
 شيئا من حقه الذى هو الزکوٰۃ فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
 اس کا حق ہے کچھ نہیں دیتا پس فقیر کو اس کی اس ہر ہر حرکت سے ایذا ہوتی ہے سو اللہ تعالیٰ اس کو
 يجعل امواله التى هي الدنيا نيرا والدرهم الواحد من رتكوى بها تلك الاعضاء التى اذ بها الفقير
 یہ عذاب دیتا ہے کہ اس کے تمام مال کو جو دنیا نیر اور درہم ہر ایک کی سختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سے اس نے فقیر کو ایذا دی تھی
 وروى عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلد حتى
 اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ دو کتبے ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکھا جاوے گا بلکہ اس کی کھال کو فراخ کر کے
 يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كل سائمة ووصل اليها من اولها الى آخرها اعيد ذلك الى
 ہر دینار اور درہم ایک ایک جگہ رکھے جاوے گا جب پورے ہو کر داغ اول کا آخر سے چلا جائے گا پھر وہی داغ اول سے آخر تک دہرا کر دیا جائے گا
 اولها حتى يصل الى آخرها هكذا يستقر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
 اس ہی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کے روز ہونے چلا جائے گا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو جائے
 فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفو عنه واما الى النار ان كان
 پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا راہ جنت کی طرف ہے اگر اس کا کوئی اور گناہ نہیں ہے یا گناہ تو ہے پر اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور یا دوزخ کی طرف ہے اگر اس کا
 على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زکوٰۃ له مثل له ماله
 کے خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن
 يوم القيمة شجاعا اقرع له زببتان يطوقه ثم يأخذ بلهزمته فيقول انا ماله انما الزكوة ثم تلا
 اس کا مال گنجا سانس جکے دو داغ ہوں بن کر اس کے گلے میں طوق ہو جاوے گا پھر اس کے دونوں جیبے پڑ کر کہیں گے میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آیت پڑھی
 وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَمْجَلُونَ مِمَّا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُمْ سَوَّافُونَ مَا جَاءُوا
 اور صحیحین جو لوگ تجھل کرتے ایک چیز پر اللہ نے ان کو دہی سے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے اور حق میں بلکہ یہ جیبے اور سانس کے واسطے آگے طوق پڑ جائے گا پھر یہ سب غل کیا ہوتا
 به يوم القيمة فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زکوٰۃ ماله
 ان قیامت کے پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عنایت کیا اور اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو
 يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التى انحسر شعر اسها من كثرة سمرها وطول عمرها اولها فوت
 قیامت کے دن ایسے سانپ کی صورت بنا دیا جس کے سر کے بال مارے زہر کے اور پیسہ رازمی عمر کے چڑھ گئے ہوں اور اس کے
 عينيها نكتتان سوداوان وهى او حش ما يكون من الجحاش وتعمل في عنقها طوق ثم يأخذ بشدقيه
 دونوں آنکھوں کے اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بہتر ہوتی ہے اور وہی گردن میں حق کے مثل ٹالا جاوے گا پھر اس کے دونوں جیبے پڑ کر
 وتلدغه وتقول له انا ماله الذى جمعه ولم يؤد زکوٰۃ له فساكن في منع الزکوٰۃ مثل هذا الشديد
 کائے گا اور کہیں گے میں تیرا وہی مال ہوں کہ جمع کر کے زکوٰۃ نہیں دی تھی چونکہ زکوٰۃ کے نہ دینے میں اتنی طبری سختی ہے

الشدید لزم بیان وجه الحكمة فی ایجابها وهو الامتحان لان التلطف بکلمة الشهادة التزام للتوحيد
 تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اس کے فرض کرنے میں کیا حکمت ہے اور وہ امتحان ہے اس واسطے کہ کلمہ شہادت کا زبان سے بولنا تو حید کا ذمہ پر لینا ہے
 وشهادة باقرا بالمجود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كأنه قال انى
 اور گواہی ہے مجود کی بجا نہ ہونے کی اور محبت کا دعویٰ ہے اس لئے کہ جو شخص کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے گویا یہ کہتا ہے
 رایت بقلی وعلت بعقل ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتمت عبادته ومحبته ولا عبد الا
 میں نے دل سے دریافت کیا اور عقل سے جاننا کہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کے سونے اس کے عبادت اور اس کی محبت اپنے ذمہ نہ میں پرستش کون
 احب الا اياه فلزم الوفاء بما ادعا من التوحيد في المحبة وتسامر الوفاء ان لا يقع للموحد محبوب
 اور نہ دوست رکھوں سوا اس کے البس دعویٰ توحید کا پورا کرنا چاہیے یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہ ہے کہ موحد کے واسطے کوئی محبوب
 سوى الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل النفع وانما يظهر درجة
 سوا ایک ذات کے باقی نہ ہے اس واسطے کہ محبت میں شرکت نہیں ہوتی اور زبانی توحید نے فائدہ ہوتی ہے اور درجہ محبت کا جب ہی کہتا ہے
 المحبة بمفارقة المحبوبات والا موال محبوبه للخلق لكونها الآلة لتعمهم وقضاها جاتهم في الدنيا
 تب ختم محبوبات چھوٹ جاوین اور مال دولت خلق کو واسطے محبوب ہے کہ اس سے دنیا میں ان کے لیے عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہے
 وليسبها يانسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فامتنوا في صدق
 اور اسہی کے سبب سے اس عالم کی الفت بگڑ کر موت سے نفرت کرتے ہیں باوجود کہ موت سے محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کے خرچ کرنے سے
 دعواهم في المحبة ببذل المال الذي هو معشوقهم وهم في بذله ثلاثة اقسام القسط الاول هم الذين
 اور انکا معشوق ہے یہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعویٰ راست ہے یا نہیں اور وہ لوگ مال خرچ کرنے میں تین قسم ہیں پہلی قسم وہ لوگ ہیں
 صدقوا في التوحيد وادعاء المحبة وبذلوا جميع اموالهم ولم يخرروا لانفسهم شيئا كما فعله ابو بكر الصديق
 جو توحید میں اور محبت کے دعویٰ میں خاصے تھے اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنے واسطے کچھ نہ بچایا چنانچہ ابو بکر صدیق نے یہ ہی کیا
 حيث جاء بقاله كله الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لينفقه في سبيل الله تعالى قال له رسول الله صلى
 اسلے کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تاکہ خدا کے رستے میں خرچ کر دین اور جب اونے رسول اللہ صلی
 الله عليه وسلم فساد البقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفي بتام الصدق فلم يبق عنده سوى
 اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اپنے واسطے کتنا رکھا تو یہ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول سوا بول کر نے اپنا صدق پورا کیا سو اونے پاس سوا
 محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا اجاب لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا وهذا الما
 محبوب کے جو اللہ ہے اور اس کا رسول کچھ نہیں تھا یہہ بذل اس کے لیے جائز ہے جس کا توکل اللہ تعالیٰ پر پورا اور کامل ہو اور سہی لئے جب
 مثل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا
 کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بہتر صدقہ کونسا ہے تو آپ نے فرمایا کوشش منفس کی بیشک بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث
 الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدقه الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا
 میں بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہے اور البتہ جس کا توکل پورا اور کامل نہ ہو
 فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما في عن ابى هريرة انه عليه السلام
 تو ضرور ہے کہ اپنا اور اپنے عیال کا کھانا رکھ لیا کرے پھر جو اس سے بچتا رہے وہ خیرات کرے کیونکہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ نبی علیہ السلام
 قال خيرا الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قيمان
 فرمایا اچھا صدقہ وہ ہے جو تو گری کے ساتھ ہوے اور اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں کچھ مخالفت نہیں ہے کیونکہ اولیٰ حدیث میں دو طرح کی ہوتی ہے

غنی السال و غنی النفس وخیر الصدقة ما كان عن احد المغنیین اما عن غنی النفس او عن غنی السال اذ
 تو انگریز مال کی اور تو انگریز دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہے جو کسی ایک تو انگریز ہو یا دل کی تو انگریز یا مال کی تو انگریز اس واسطے
 لا بد للمتصدق فيما يبذله ان يستغنى عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزيمته ثقة بالله تعالى كما
 کہ ضرور ہے کہ خیرات کرنے والا جو دنیا ہے اور سے نے نیاز ہو یا تو اپنے دل کی سخاوت اور نوت عزیمت سے خدا تعالیٰ پر ہر دسا کر کر جیسا
 فعله ابو بکر الصديق او بماله الذي بقى في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله
 ابو بکر صدیق نے کیا یا اپنے مال کے سبب جو خرچ کر لیا اس کے پاس بچا ہوا اس واسطے کہ کیوں یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے عیال کا کھانا ہی نفرا کر
 الى الفقراء ويتركهم جيا عالا اذا رضوا به واذ نواله فيه بل لا يجوز له ان يعطى احد الا ما يفضل
 ایش دے اور اونکو جو ہوا اسے ان اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیدن بلکہ اسکو یہ جائز نہیں کہ سوا اپنے ہونے کے
 عن نفسه و عياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقته غنى يعني ان
 اپنے اور اپنے عیال کے خرچ سے کیوں دوسے چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے جو دیکے پر ہی غنا باقی رہے یعنی
 المتصدق لا يبدله فيما يبذله عن احد الا من امان يستغنى عنه بماله او يستغنى عنه بماله وهذا
 خیرات کرنے والیوں کو چاہیے کہ جو خرچ کرتا ہے دوسرے سے ایک پر ہو یا تو اپنے مال کے باعث سے صدقہ دیکر نہ یا اسے یا اپنے دل سے مستغنی ہو ان دونوں
 افضل اليسارين لسافر في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال وانما الغنى عن النفس والفقير
 استغنا میں سے یہ افضل ہے اس واسطے کہ حدیث میں صحیح روایت ہے کہ بنی سلمہ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو انگریز مال کی بہتات نہیں ہوتی تو انگریز وہی جو دل سے
 اذا تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون
 خیرات کر دے جو کہ اسکو قوت ایک روز کا سیر آتا ہی اور آپ ہو کہ پر صبر کرے تو اس کا صدقہ بہت اچھا ہے اس واسطے کہ بیشک
 الصدقة بالثمن مع الحاجة اليه افضل اذ لم يضر ذلك دينه من ضعفه عن القيام في الصلوة و
 صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہے اگر یہ صدقہ اس کے دین میں نقصان کرے جیسے نماز پڑھنے سے ضعیف ہو جاوے
 كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال ولتؤثروا على انفسهم ولو كان بهم خصاصة
 یا تمکھا رو جاوے اور اللہ تعالیٰ نے انصار کی تعریف کی ہے اور فرمایا اور اول رکعتے میں اذکوا انفس جان سے اور اگر چہ ہوانے او پر ہو کہ
 القسم الثاني هو الذين لا يقدر و ن على هذه المرتبة بل يسكون اموالهم لمواقبت الحاجة ومواسم الخيرات
 دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو اس مرتبہ تک نہیں پہنچتے بلکہ اپنی مالوں کو واسطے اوقات حاجت اور موافق خیرات کے روک رکھتے ہیں
 وليس قصد هم في الاموال التمتع والتلذذ بل قصد هم فيه الاتفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الى
 اور اس روکنے سے انکی غرض عیش و عشرت اور حصول لذت نہیں ہوتی بلکہ انکی یہ مراد ہوتی ہے کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پہنچنے کو اقسام
 وجوه الخيرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصرون على اداء ما وجبت عليهم فلا يزيدون عليه
 خیرات میں تیب پیش آوے تو لگا دین میں یہی قسم وہ لوگ ہیں کہ جو ادب و واجب ہوتا ہے سوا ادا کرتے ہیں نہ اس سے بڑھتے دین
 ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب على هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لنحلهم بالمال و صلهم
 نہ اسکو کچھ کم دین اور یہ مرتبہ سب سے کم ہے اور اس ہی مرتبہ پر اکثر لوگ مارے نخل اور مال کے محبت کی
 اليه و ضعف جهم للاخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في
 اور کمتر ہونے محبت آخرت کے اکتفا کرتے ہیں اور اس مرتبہ کے بعد اصحاب سے محبت نہیں ہے بلکہ جو شخص اس مرتبہ سے اوتر کر ہوتا ہے
 الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاءه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعل هذا يجب
 تو اسکی دعوت محبت لہو جھانے گویا وہ یہ ظاہر کیے دیتا ہے کہ میرا دعوت محبت کا صرف تیز زبانی ہے اسے اسے موافق واجب سے

على من لا يقدر على المرتبة الاولى او الثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء
 كرجاء اول بانامى مرتبه پر قدرت نہیں رکھتے تو تیسری مرتبه سے توڑ کر جاویں گے اور کوئی لائق ہے کہ کوشش کرے

ما وجب عليه على الفور اظهار الرغبة في امتثال الامر وايقظ الالسر الى قلوب الفقراء واحتراما
 واجب کو ترک نہ ادا کیا کریں تاکہ رغبت فرمائیں برادری کی ظاہر ہووے اور فقیروں کے دلوں کو خوشی پہنچے اور مخالفت کے

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتى یا ثوبا بالتأخير مرد شهادتہ وہی انما تجب اذا
 شبہت سے بچ جاویں اس واسطے کہ بعض علما کے نزدیک جو بزرگوں کا فوری ہے یعنی تمت جاہلی بیان تک کہ دیر کرتے گئے پھر توبہ کی اور کئی شہادتیں اور کئی

تم الحول على النصاب فكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه مالكا للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراج
 واجب ہوتی ہے کہ نصاب پر برسوں پورا کر جاوے یہ ہر ایک سال جدا جدا ہوتا ہے جو وقت سے دو نصاب کا ایک سال پورا ہو جاوے تو بزرگوں کو نصاب کی نسی واجب ہے

زكوتہ فی ای شهر كان وان عجل زكوتہ قبل حولان الحول تجوز عند جمهور العلماء سواء كان تجيله لدخول
 کوئی ماہینہ ہو اور اگر جلدی کر کر اپنی زکوٰۃ برسوں روز گذرنے سے پہلے ادا کرے تو سب علما کے نزدیک جائز ہے کہ اسکی جلدی واسطے آجائے

الاشراف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول ك شهر رمضان وما قبله من شهر حجب وشعبان
 اچھے وقت کے ہو اور وقتوں سے کہ ایسا وقت بر سکی تمامی پونہ لگے گا جیسے رمضان کا ماہینہ اور اس سے پہلا مریم روزہ کا اور شعب برات کا ماہینہ

اول وجود الافضل من المصارف بان يكون من الاتقياء المتجرين لتجارة الآخرة فانهم يستعينون بما اعطاهم
 ادا اسکی جلدی واسطے موجود ہونے ایسے مصرف کے ہو کہ کوئی تقویٰ بہیزگار دنیا سے الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسے مرد جو انکو اہتمام ہے اور اس امداد

على الطاعة فيكون المعطى شريكاً لهم في طاعتهم باعانتها اياهم فيها او بان يكون من العلماء فان الاعطاء لهم
 طاعت کی حاصل کرتے ہیں پس نیسے والابھی اور کئی عبادت میں شریک ہو جاتا ہے کیونکہ عبادت میں انکا مددگار ہے یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علما کی خدمت

معاونة لهم على العلم والعلوم اشرف العبادات حتى كان بعض السلف لا يصدرو زكوتہ الا الى اهل العلم ويقول اني
 کر فی علم کی امداد ہوتی ہے اور علم سب عبادت میں اشرف ہے یہاں تک کہ بعض اگلے بزرگ اپنی زکوٰۃ فقیر علما ہی کو دیتے تھے اور کہتے تھے کہ

لا اعرف بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم الذين يطلبون العلم لاجل الآخرة لا لاجل الدنيا
 میں بعد مرتبہ نبوت کے کوئی مرتبہ علما کے مرتبہ سے بہتر نہیں جانتا اور علما سے مراد وہ عالم ہیں کہ علم آخرت کے واسطے پڑھتے ہیں دنیا کے واسطے نہیں پڑھتے

فان الذين يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمستصدق ان يعاونهم بصدقاته على عصيانهم حتى لا يكون شريكاً لهم
 اور جو لوگ علم کو دنیا کے واسطے پڑھتے ہیں تو زکوٰۃ دینے والوں کو نہیں چاہیے کہ اپنی زکوٰۃ سے انکے گناہ کا مددگار بنے اسکا استحقاق عذاب میں

في استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من يكون ذا عيال او مديونا او مريضاً او قريباً فان الاعطاء
 اور انکا شریک بنو جاوے اور پھر میں مصارف وہ ہے جو کنبے والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتوانے دار ہو کیونکہ ناتوانے دار کو

الى القريب يكون صدقة وصله ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
 دنیا صدقہ اور صلہ دونوں ہوتے ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہے اور دوست اور دینی بہائی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان للمتصدق
 اور مصارف پر مقدم ہوتے ہیں جیسے ناتوانے دار وغیروں پر مقدم ہونے میں لیکن یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والے کو

لا بد له ان يختار عن ابطال صدقته بالسن والاذى اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالذنوب
 لازم ہے کہ اپنے صدقہ کو احسان بنا کر اور تکلیف دے کر باطل نہ کر دے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان بنا کر

والاذى وحققة المن ان يرى نفسه محسناً الى الفقير فمهما راى نفسه محسناً اليه يتفرع عنه
 اور شاکر اور حقیقت میں احسان کرنا ہونے چاہیے کہ اپنے تین فقیر کا محسن سمجھے پھر جب اپنے تین محسن جانا تو پھر اس سے بظاہر وہی حرکات

الى ظاهرة افعال حاجية للتوابع مثل التحدث به واظهاره وطلب المكافاة منه بالدعاء والثناء
سواء هو غنى من ثواب جاتا ربه يسه كتمه يربنا اور ظاهر كرنا اور فقير سے عوض كا طالب ہونا دعا سے اور تعریف سے

والخدمة والتوقير والتعظيم وكان من حقه ان يرى الفقير محسنا اليه اذ جعل كفه نائبا عن
اور خدمت سے اور توقير اور تعظيم اور حتى یہ تھا کہ فقير کو اپنا محسن جانتا اس واسطے کہ اس نے اپنا ہاتھ واسطے قبض حق اس کے

الله في قبضه حقه الذي به نجاته من النار اذ روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال الصدقة
اللہ نے قبضہ حقہ الذي به نجاته من النار اذ روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال الصدقة

تقع بيد الله تعالى قبل ان تقع بيد السائل فيلحقق انه مسلم الى الله تعالى حقه والفقير اخذ من
اللہ کے ہاتھ میں اس سے پہلے پہنچتی ہے کہ سائل کے ہاتھ میں پہنچے سو حقیقت میں خیرات اللہ کا حق ہے اور اسے غولے ہونے اور فقیر نے اللہ تعالیٰ سے اپنا زکا

الله تعالى رزقه واما الاذى فظاهرة التوبيخ والتعديروالتحتشين في الكلام وتقطيب الوجه وهتك الستر
اور اللہ تعالیٰ سے اپنا رزق اور شرمنا اور جہ زبانی گفتگو میں اور تیوری چڑانی اور جتا کرنے اور دکرنی

بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذي هو منبعه امر ان احدهما كراهية لخراج المال عن يده و
اور طرح طرح کی استخفان اور باطن میں جس سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے دو باتیں ہیں ایک تو اپنے قبضے میں سے مال نکالنے کا طال اور دل پر

شدة ذلك على نفسه والثاني رويته انه خير من الفقير وان الفقير بسبب حاجته اخس منه رتبة
اسکی دشواری دوسرے یہ سمجھنا کہ میں فقیر سے بہتر ہوں اور فقیر از بسبب حاجت ہے مجھے رتبہ میں بہت کتر ہے

ومشاكل منها الجهل اما كون كراهية تسليم المال جهلا فلان من كرهه بدل دهر في مقابلة ما يساويه
اور اصل مشا وونو کا جہالت ہے پہلالت مال دین کی ایسے جہالت کی بات ہے کہ جس شخص کو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کے واسطے دشوار گذرے

الفافهو شديد الحماقة لانه يبذل المال بطلب ضاء الله تعالى والثواب في الدار الاخرة وهو خير من الدنيا
اس سے زیادہ احمق جاہل کون ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ ہی جاتی ہے اور آخرت میں جو اس کا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سے

وما فيها واما كون رية نفسه خيرا منه جهلا لانه لو عرف فضل الفقر على الغنا وعرف خطر الاغنياء
اور جو دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے اور اپنے نہیں فقیر سے بہتر سمجھنا اس واسطے جہالت کی بات ہے کہ اگر یہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی سے کتنی فضیلت ہے اور جانتا کہ غنی کو کون

في الاخرة لما استخقر بل يتبرك به وتمنى رجته لان صلحاء الاغنياء يدخلون الجنة بعد الفقر بخمسة
آخرت میں کیا کیا خون و خطر ہے تو فقیر کو ہرگز حیر نہ جانتا بلکہ اس سے بہت لبتا اور اس کے درجے کی آرزو کرتا ایسے کہ تو گنہگار صلحا فقیروں سے پانچوں میں پیچھے جنت میں

عام وكيف يستخقر وقد جعل الله تعالى خادما له اذ يكسب المال بجهد ويستكثر منه ويحتمد في حفظه و
داخل ہوگے اور کیونکہ فقیر کی حقارت کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو فقیر کا خادم بنایا ہے اس واسطے کہ محنت اور کوشش کر کے مال پیدا کرتا ہے اور اسکو

وقد كلف ان يسلم الى الفقير قد حاجته وكيف عنه الفاضل التي يضره لو سلم اليه فالغنى مستخدم
پہر اسکو بزر در حکم ہے کہ فقیر کو اسکی حاجت کے موافق حولے کرے اور باقی نیچے کو جیلے دینے سے فقیر کا ضرر ہوتا ہوا ہے پاس غفونو رکھے پس غنی خود مت گذرے

للسعي في رزق الفقير ومتميز عنه بالتزام مشاق السفر في البراري والبحار وحراسة الفضلات من الدرع
کیونکہ فقیر کے رزق کے واسطے سعی کرتا ہے اور فقیر سے متاثر ہے اس میں کہ جنگوں اور دریاؤں میں سفر کی مشقت اٹھانا ہے اور نیچے درہم

والذيار الى زيموت وياكلها الاغنياء مع بقاء ما اكتسبه في تحصيلها عليه من الاوزار يسرنا الله تعالى اعمالا
اور دنیا کی عمر بھر ٹکا جہانی کرتا کرتا جاتا ہے پہر اسکو بار لوگ کہتے ہیں اور اس کے حاصل کرنے میں جو جو گناہ گنہوار ہے سر برائی لیجاتا ہوا ایسے کچھ اسکو اعمال

موافقا لرضائه بلطفه وكرمه ومنه المجلس الثاني والعشرون في بيان فضائل الصوم مطلقا
جو تیوری مرضی موافق ہوں اپنے لطف اور کرم اور احسان سے ہا بیسویں مجلس مطلق روزے کی فضیلت میں

بے اور اسکی نسبت کا نہیں کرتا ہے

فانه لي وانا اجزي به والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه ولا يكله الى غيره يكون ذلك الجزاء
سوية روزه ميکے لیے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا اور اللہ کریم جب یہ خبر دے کہ آپ میں اسکی جزا کا فسر دار ہوں اور کے حال نہ ہوگا تو اس جزا کا

في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عد وقد روى عن ابي سعيد الخدري
کیا انتہا ہے نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اسکی کچھ حد ہے اور نہ کچھ گنتی اور روایت ہے ابو سعید خدری سے

انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه عن النار سبعين خريفا
کہ بنی علی السلام نے فرمایا جس نے ایک دن واسطے اللہ کے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو آگ سے شتریس دور رکھے گا اور ایک

وفي حديث آخر رواه ابو امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل
اور حدیث میں ہے ابو امامہ باہلی کی روایت سے کہ بنی علی السلام نے فرمایا جس نے ایک دن روزہ واسطے اللہ تعالیٰ کے رکھا تو

الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض يعني ان من صام يوما لوجه الله ورضائه
اللہ اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایسی خندق بناوے گی جیسے فرق درمیان آسمان اور زمین ہے یعنی چٹانوں کے درمیان اور اللہ کے اور واسطوں کے

ينجيه الله من النار عن التنجية بطريق القليل ليكون ابلغ لان من كان يعبد اعن شئ بهدا
تو اللہ تعالیٰ اسکو آگ سے نجات دے گا اسکی نجات کو بطور قلیل کے بیان فرمایا تاکہ سب سے زیادہ تر ہو واسطے کہ جو شخص ایک دن سے

المقدار لا يصل اليه البتة وروى عن ابي هريرة انه قال عليه السلام للصائم فرحتان فرحة
اتنی دور پر ہونو وہ نئے بشک اس تک نہیں پونچے گی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ بنی علی السلام نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان للصائم فرحتين
جب روزہ کو پورا کرتا ہے اور ایک خوشی جب اپنے رب سے ملے گا اور ایک خوشی میں بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہے

احد منهما عند افطاره والاخرى عند موته ولقاء ربه اما سرورة عند افطاره فيما يتناول له من
ایک تو روزہ کو پورے ہوئے اور دوسرے موت کے وقت اپنے رب کی ملاقات پر پھر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتے وقت تو یہ ہے کہ اسکو

الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكر فاذا
کما ناپائیا بلع میرا کیونکہ طبیعت انسان کی عادی ہے کہ اپنی مرغوب چیز پر جھکتی ہے کما ناپائیا ہو یا جماع ہو اور جب

صنعت من ذلك في وقت ثم اذن لها في وقت آخر ففرح بذلك طبعها خصوصا عند اشتداد الحاجة
اسکو ان امور سے ایک وقت مانعت ہوتی ہو پھر اسکو دوسرے وقت اجازت ملی تو اس سے خود بخود خوش ہوتا ہے خاص کر ایسے وقت کہ اگر ہو

اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيتها باخذ حاجتها بين هذين المعنى ما روى عن ابن عمر انه عم
اور پیاس کے نہایت عاجز ہو کر اپنی کسی خواہش کا طلب گار ہو یہ مضمون ابن عمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی علی السلام

كان اذا افطر قال ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره
جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے پیاس بجھ گئی اور رگین تروتازہ ہوئیں اور اجرت ثابت ہو چکا انشاء اللہ تعالیٰ باوجودیکہ روزہ دار کے افطار کے وقت

دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة
دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے افطار کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے بلکہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے

كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان
چنانچہ حدیث میں آیا ہے نیند روزہ دار کی عبادت ہے ابو العالیہ کہتا ہے روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہے جب تک غنیمت نکوے اگر

نائما على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة وما سرورة وفرحة عند موته ولقاء ربه
لیٹے لیٹے پر سوتا ہے اس کے موافق رات اور دن عبادت ہی میں رہتا ہے اور روزہ دار کا سرور اور خوشی مرتے وقت اپنے رب کی ملاقات پر

فیما یجده مُدخراً عند الله تعالى من ثواب صومه فان من ترك لله طعامه وشرابه وشهوته یعوضه
 یہ ہے کہ اللہ کے یہاں اپنے روزے کا ثواب جمع کیا ہو کیا بار بار دیکھا کہ جس نے واسطے خدا کے اپنا کھانا اور پینا اور شہوت موتوں کی تو اسے اس کو
 الله تعالى خیراً من ذلك كما قال الله تعالى وَمَا تَقْدِمُ مَوْلَا نَفْسِكَ مِمَّنْ خَيْرٌ تَقْدِرُ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ
 عرض اس کا اس سے بہت اچھا عنایت کر لگا جتنا نچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو آگے بیجو گے اپنے واسطے کوئی نیکی اور کوئی بارگاہی اللہ کے پاس بہتر
 وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ إِنَّكَ لَنْ تَدْعَ شَيْئًا تَقَامِرُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا أَتَىكَ اللَّهُ
 اور تو اب میں زیادہ اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا بیشک تو کسی ایسے ترک کر لگا کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے غم سے گر چھو اور تمنا سے
 خیراً منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة تحت العرش ياكلون عليها والناس في الحساب
 بہتر اس سے دیکھا اور روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے نیچے دسترخوان بچھا دیا جائے گا اور سب کچھ کھائیں اور اور عظمت اچھا حساب میں مبتلا ہوگا
 فيقول الناس ما هؤلاء يا كلون ونحن في الحساب فيقال لهم انتم كنتم تفترون وفي الصحيحين
 پھر کہیں گے۔ کیسے لوگ ہیں کہ بیٹھے کھاتے ہیں اور ہم حساب میں مبتلا ہیں کوئی آؤ کو جواب دیکھا یہ لوگ روزہ رکھتے تھے اور تم روزہ خور تپو اور صحیح بخاری اور مسلم میں
 انه عليه السلام قال ان في الجنة باباً يقال له ريان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمين
 ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے ایک دروازے کا نام ریان ہے اس دروازے میں صرف روزہ دار داخل ہونگے اور روزہ داروں سے مراد یہ ہے
 هو الذين يكثرون الصوم فالتهموا تسبوا في العطش خصوصاً في الرمي والامان من العطش قبل تمكنهم
 کہ جو لوگ اکثر روزہ رکھتے تھے کیونکہ ان لوگوں نے جو بھوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسے دروازے مخصوص ہوئے جس میں تازگی اور پیاس کا بچاؤ
 من الجنة هذا كله اذا كان صومهم مع الاحتراز عن كل ما يحرم عليهم والا فهو يكونون من الذين قال
 جنت کے اندر جانے سے پہلے ہے یہ نام ابین جب ہیں کہ اونکا روزہ تمام ایسے اعمال سے جو اور نہ حرام ہیں محفوظ ہو اور نہیں تو وہ روزہ والا ایسے ہیں جنکے حق میں
 فيهم رسول الله عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة انه قال من صائم ليس له من صيامه الا الجوع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں جو ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ اونکے لیے روزے میں سے سوائے بھوک
 والعطش في حديث آخر رواه ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان من صام من صيامه الا الظمسا وكذا ليس
 اور پیاس کے کچھ نہیں ہے اور ایک اور حدیث میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ اونکے لیے روزے میں سے سوائے پیاس کے کچھ نہیں بہت رکھنے عادہ ایسے ہیں
 من قيامه الا السحر فان التقرب الى الله تعالى بترك المساحات لا يتم الا بعد التقرب اليه بترك المحرمات
 کہ اونکے لیے رات کی عبادت میں سے سوا بیدار کیے کچھ نہیں کیونکہ قرب الہی مساجح چیز دینی چھوڑنے سے پورا نہیں ہوا جب تک محرمات کو چھوڑ کر قرب الہی نہ پیدا کرے
 كما روى عن ابي هريرة انه قال من لم يترك الكذب والعلم بمقتضاه فليس لله حاجة في ان يدع طعامه
 جتنا نچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ چھوڑے اور جھوٹے کے مناسب کار بار کو نہیں ترک کرتا تو اللہ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہے کہ اپنا کھانا
 وشرابه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من لا يترك الكذب والعلم بمقتضاه لا يقبل الله صومه
 پینا بند کرے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جو شخص جو جھوٹے کے لائق اعمال کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ اس کا روزہ
 ولا ينظر اليه لانه امسك عما يحرمه ولم يمسك عما حرم عليه والمقصود من الصوم ليس نفس الجوع و
 قبول نہیں کرے اور نہ سبب شفقت کرے گا سوائے کہ وہ شخص مساجح سے تو بچا اور محرمات سے نہ بچا اور روزے سے غرض صرف بھوک اور پیاس کا ماننا نہیں
 العطش فقط بل المقصود منه كسرة الشهوة وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك
 بگور روزے سے غرض شہوت کا توڑنا اور نفس آمارہ کا جو برائی کی طرف لیجاتا ہے مغلوب کرنا ہے جب یہ غرض کچھ نہ حاصل ہوئی
 فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا اذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها
 تو پھر کھانا پینا بند کرنے سے کیا فائدہ ہے موانع جب کوئی شخص یہ چاہے کہ بچھو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

النبي عليه السلام يبلغني له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه بطنه عن الحرام ولسانه عن
 ذكر فريسيه لو او كولا لازم به كوقت كى حرمت كو بچانے اور وقت كى غولنى كو دريافت كرسے اور اوس ميں بچانے ميں كو مرام كہانے سے اور ابن زبائكو
 الكذب والغيبة وقيم الكلام وجوارحه عن الخطايا والآثام وقلبه عن العجب والكبر وعاوثة
 جلوده اور فضيت اور بيوده كلام سے اور بچانے باقى اعضا كو حفظ اور گناہوں سے اور بچانے دلوں كو خود بينى اور بچانے اور خلقت كى دشمنى سے
 الا نام ثوانه اذا فعل ذلك يبلغني له ان يكون خائفًا من الله تعالى هل يقبل منه ام لا يقبل ويدعو
 بجاوے بيروء شخص جب بسبب بچا تو اب او كو لائن ہے كہ اللہ تعالے سے يہ خوف كرتا رہے كہ آيا بچا روزہ قبول كرتے يا نہيں قبول كرتا اور عاكو
ان يقبل المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان كان رسول الله
 كہ قبول كرسے يقينون مجلس فضيلت روزہ ماہ شعبان كے بيان ميں

صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان كله الا قليلا وفي رواية بل كان يصوم شعبان كله هذا الحديث
 صلے اللہ علیہ وسلم كہ تمام شعبان كے روزے ركہا كرتے تھے مگر كچھ تھوڑا سا انظار كرتے اور ايك روایت ميں ہے بلکہ تمام شعبان كے روزے ركہتے تھے
 من صحاح المصابيح وفيه امر المؤمنين عائشة وهذه الرواية الاخيرة موافقة لما روي عن امر سلمة
 يہ حديث مصابيح كى صحیح حديثوں ميں ہے حضرت عائشة ام المؤمنين كى روایت سے يہ بچيلی روایت اور سن روایت كے موافق ہے جو امام مسلم سے روايت ہے
 انها قالت سألت النبي صلى الله عليه وسلم ان يصوم شهرين متتابعين لا شعبان ورمضان ان قيل يلزم
 كہ وہ كہنى نہيں نہيں ديكھا ميں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم كو كہ دو مہينے پوسے پري پري روزے ركہے ہوں سوا سے شعبان اور رمضان كے اگر كوئى كہے
 على هذه الرواية ان يكون افضل الصيام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه عليه السلام
 كہ اس روایت سے لازم آتا ہے كہ بعد روزہ رمضان كے شعبان كے روزے افضل ہوں اور حال ہے كہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قال افضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة ممن الناس ان اعتقدوا ان
 فرمايا ہے اچھے روزے بعد ماہ رمضان كے ماہ الہى محرم كے ہيں سو جواب ہے كہ بيك ايك جماعت كا اگرچہ يہ ہی اعتقاد ہے
 صيام المحرم والا شهر الحرم افضل من صيام شعبان لكن الاظهر خلاف ذلك فان صيام شعبان
 كہ محرم اور اشهر الحرم كے روزے شعبان كے روزوں سے بہتر ہيں ليكن اسكے ظاوان ظاہر ہے بيك شعبان كے روزے
 افضل من صيام الاشهر الحرم يدل على ذلك ما روي عن انس انه عليه السلام سئل اي الصيام افضل
 اشهر الحرم كے روزوں سے بہتر ہيں دليل اسكى وہ ہے جو انس سے روایت ہے كہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے كسى نے پوچھا رمضان كو كون سے
 بعد رمضان فقال شعبان تغليبا لرمضان وروى عن اسامة انه كان يصوم اشهر الحرم فقال
 روزے افضل ہيں آپ نے فرمايا شعبان كے رمضان كى تغليب كے ليے اور اسامہ سے روایت ہے كہ اسامہ اشهر الحرم كے روزے ديكھا كرتى تھيں
 له رسول الله عليه السلام صوم شوال افضل من صوم اشهر الحرم فكان يصوم شوالا حتى مات فهذا النص
 كہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمايا شوال ميں روزے كہا كر پيز اسامہ نے اشهر الحرم كے روزے جو چوڑھے پيز شوال ميں ركھا كيے آخر كرتى سو يہ روایت
 في تفضيل صيام شوال على صيام اشهر الحرم فاذا كان صوم شوال افضل من صوم اشهر الحرم
 شوال كے روزوں كى فضيلت پر نص ہے اشهر الحرم كے روزوں سے بہتر ہونے پر جب شوال كے روزے اشهر الحرم كے روزوں سے بہتر ہوں گے
 فكون صوم شعبان افضل من صيام اشهر الحرم اولي لصيام النبي عليه السلام له دون شوال و
 زشہا كے روزے اشهر الحرم كے روزوں سے زيادہ تر افضل ہونگے اسليے كہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ شعبان ميں ركھتے تھے شوال ميں نہيں ركھتے تھے اور
 انما كان كذلك لانها ايام من بعده ومن قبله فظهر من هذا ان افضل التطوع من الصيام ما كان
 ياتي من بعد يومين من شعبان او شوال من قبل رمضان كے بعد اور رمضان سے پچاس سے معلوم ہوا كہ افضل روزوں ميں وہ ہے افضل ہيں جو

قرباً من رمضان قبله وبعده فيكون منزلة من الصيام منزلة السنن الرواتب مع الفرائض
 رمضان سے قریب ہوں پہلے اور پیچھے پر ایسے روزوں کا درجہ ایسا ہے جیسے مرتبہ سنتوں اور رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سے
 قبلہا وبعدها فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكسلة لنقص الفرائض فكذلك
 فریضہ سے پہلے اور پیچھے بیشک سنن رواتب یعنی مؤکدہ جیسے فضیلت میں فرائض کے ساتھ ہیں اور فرائض کے نقصان کو پورا کرتے ہیں ایسے ہی
 صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه مطلق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عليه السلام
 نفل سوزی رمضان سے پہلے اور پیچھے یہی فضیلت میں رمضان کے روزوں کے ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان سے متصل ہیں اب منہ اس حدیث کے
 افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وهو لا على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
 کا پیچھے روزوں بعد رمضان کے ماہ ابی محرم کے ہیں مطلق نوافل پر محمول ہوتے اور جو روزے رمضان سے پہلے اور پیچھے ہیں
 فانه مطلق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وفضل الصلوة بعد المكتوبة
 وہ تو فضیلت میں رمضان کے ساتھ شامل ہیں جیسے یہ قول علیہ السلام کا تمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کے
 قيام الليل انما يرا د به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق و ان السنن الرواتب عند جمهور العلماء
 رات کی نماز سے اس سے بھی تمام علماء کے نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہے سنن مؤکدات پر بہتین سے
 وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روي عن اسامة
 اور در باب روزہ رکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شعبان میں سوا اور مہینوں کے خوب معنی ذکر کیے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسامہ سے روایت کی
 انه عليه السلام قال ذلك شهر يفضل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے ما قبل ہیں رجب اور رمضان کے بچھین پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ کیا
 انه لما كتفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اعرض للناس عنه بالاشتغال بما افطار
 کہ شعبان کو دو بڑے عظمت کے مہینوں نے گہرا رکھا ہے ماہ حرام اور ماہ صیام نے تو شعبان سے لوگ پھر کر اون دنوں میں مشغول ہو گئے ہیں سو یہ مہینہ
 مغفول عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
 ہو لاسبب ہو گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رجب کے روزے شعبان کے روزوں سے افضل ہیں اس لیے کہ رجب ماہ حرام ہے اور
 كذلك لما روي عن عائشة انها قالت ذكر رسول الله عليه السلام قوم يصومون جبا فقال ابن عمر
 یہ بات نہیں ہے اس واسطے کہ عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب میں روزے رکھتے تھے آپ نے فرمایا
 عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتمر فضله من الايام والاشخاص قد يكون غيرا
 وہ لوگ شعبان کو چھوڑ کر رکھ گئے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت میں مشہور ہو جاتا ہے کہیں اور کو زیادہ سے
 افضل منه اما مطلقا و خصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشغول
 افضل ہوتا ہے یا تو مطلقاً یا کسی خصوصیت سے جو وہ نہیں جانتے ہیں کہ اکثر لوگوں کے خیال میں نہیں آتی تو وہ اس کو چھوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتے ہیں
 ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس مشهورا عند هو وفيه دليل على استحباب عمارة ايام غفلة الناس
 اور اس کی فضیلت سے جو ان کے نزدیک مشہور نہیں ہے محروم رہ جاتے ہیں اور اس میں دلیل اس مطلب کی ہے کہ عبادت معمول کرنا ایسے وقت کے جس میں لوگ غافل
 بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء ما بين
 رہتے ہوں مستحب ہے اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس واسطے کہ جماعت متقدمین سے نماز پڑھتے رہنا اور سب
 العتائين بالصلوة ويقولون هي ساعة الغفلة فانه عليه السلام لما خرج على اصحابه وهو يتظرون
 منبر اور غنا کی بہت پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ غفلت کا وقت ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کے پاس آئے اور صحابہ غنا کی توقع کرتے تھے

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرّد بذكر الله تعالى
 تو فرمایا اس نماز کا سوا تمہارے روزے زمین پر کوئی منتظر نہیں ہے اس میں اشارہ ہے کہ تمہارا ذکر الہی میں مشغول رہنا
 فی وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذاکر ولذلك فضل القيام فی وسط اللیل لشمول الغفلة عن الذکر فیہ
 تمام وقتوں میں ایسے وقت کہ کوئی اور وقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہے اسی لیے آدھی رات کے وقت جاگنا بہت فضل ہے اس لیے کہ اس وقت کفر لوگ یاد الہی سے
 لاكثر الناس وفي احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
 فاضل ہوتے ہیں اور غفلت کے وقت عبادت کرنے میں بہت فائدے ہیں ایک یہ کہ یہ وقت پوشیدہ ہے اور نوافل کا چھپا ہوا اور
 اسرارها افضل لاسيما الصيام فانه سر بين العبد وربّه لا يطلع عليه غير الله تعالى ولهذا قيل لا يكون
 پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہے خاص نفل روزے کیونکہ روزہ درمیان بندگی اور پروردگار کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اس لیے اس سے
 فيه سرّاء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
 کتبتے ہیں کہ تنہائی میں رہنا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر شوار ہوتا ہے اور اعمال میں افضل ہے ہوتا ہے طبیعتوں پر شوار ہوتا ہے اور سبب اس کی یہ ہے کہ طبیعتیں
 تتاسى بما شاهد من احوال ابناء الجنس فكثر تقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
 ہم جنس کی حالت میں سے جو دیکھتے ہیں وہی عادت اختیار کرتے ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور فکری عبادت کثرت سے ہوتی گی تو اہل طاعت بھی زیادہ ہونگے
 المقدمين بهم فتسهل الطاعات عليهم واذ كثرت الغفلة واهلها يتاسى بهم عموم الناس فيشق على
 کیونکہ دیکھا دیکھی بہت پیرو ہونگی پھر ان پر عبادت آسان ہو جائیگی اور اگر غفلت اور غفلت والے زیادہ ہونگی تو عام لوگوں کی ویسی ہی عادت ہو جائیگی اب جائیگی
 نفوس المتيقظين طاعتهم لقلّة من يقدر ون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعاقل منهم اجر
 عبادت کرنی دشواری ہوگی اس واسطے کہ اس وقت میں ہماری کثرت میں اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اون میں سے ایک عمل کرنے والا کو اجر
 خمسين منكم انكم تجدون على الخدي اعوانا ولا نجدون وقال عليه السلام العباداة في الهجرة
 پچاس آدمیوں کا تم میں سے ہے کیونکہ تم کو غیر پرست مددگار نہیں آتے ہیں اور ان کو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام نے فساد کے وقت بچنے کرنی ایسی ہے جیسے
 الى فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العباداة في وقت الفتنة واخلاق امور الناس
 میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا ہر وقت آشوب اور استہری جہن آدمیوں کی اتنا ہے
 كثواب الهجرة مرّة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت الفتنة
 گو یا کہ سے دینے کی طرف پیغمبر علیہ السلام کے عہد میں فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی فتنے اور آشوب کے وقت
 يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرج من بينهم من
 اپنی ہوا ہوس کے تابع ہو جاتی ہیں اور اپنے دین کے تیرے نہیں رہتے پہلے کا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہے پھر اگر اون میں سے ایک شخص الگ ہو جائے
 يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله
 کہ اپنے دین کو اپنے سے نمٹے اور اپنے رب کی عبادت کرے اور اس کے امر کا تابع اور اس کی نہی سے بچتا رہے تو وہ ایسا ہے کہ اہل جاہلیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مؤمنا متبعالا وامره مجتنباً لئلا يهيه وقال عليه السلام مبدأ الاسلام غرباً وسيعود غرباً كما بدأ
 مومن اور آدمی کا تابع اور منہیات سے مجتنب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام نے شروع ہوا اسلام غرباً ہو کر اور پھر فریب ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا
 فظوبى للغرباء يعنى ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غربياً لم يوجد الا في احاد من الناس قلة منهم
 سونو شی سے غریبوں کو مراد ہے کہ اسلام ابتداً ظہور میں غریب تھا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر
 ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيطرته لقص اختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس قلة منهم وهو
 پھیل گیا اور بہت قوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اُس کے قریب سے کہ اور پھر نقصان اور خلل آجائے یہاں تک کہ باقی نہیں رہے گا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

الغریاء قطوبی لهم وقد جاء تفسیرهم فی حدیث اخر انهم النزاع من القبائل یعنی انهم الذین كانوا قلیلا
غریبا میں سوا انکو خوش ہے اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی بن یعنی غریبا وہ ہیں جو پھوڑے ہوں
فلا یوجد فی کل قبيلة منهم الا الواحد والاثنتان بل لا یوجد احد منهم فی القبائل والبلدان کما کان ذلک
ہر قبیلہ میں ایک ایک اور دو سے سوا نہ ہوتے بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ لگے جیسکہ ابتداً ظہور اسلام میں
وابتداءً ظہور الاسلام و فی حدیث اخر انهم الذین یصلحون اذا فسد للناس یعنی انهم قوم صالحون عاملون
یہ ہی حال تھا اور ایک حدیث میں ہے کہ غریبا وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتے ہیں اگر آدمیوں میں فساد پیدا ہو تو وہ ہیں کہ غریبا قوم صالح ہے
بالسنة فی زمان فساد الناس ومنها ان المنفرح بالطاعة بین اهل الغفلة والمعاصی یدفع به البلاء
فساد کے زمانہ میں سنت پر عمل کرنے والے اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو تنہا عبادت کرنے والا ہے غفلت اور معاصی والوں میں اس کے سبب لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہے
عن الناس فکانہ یحییہم و یدفع عنهم والآثار فی هذا المعنی كثيرة جدا وقد ذکر صومه علیہ السلام لشعبان
کہ یا وہ شخص ادھکا حمایتی ہے اور کئی بلا کو دفع کرتا ہے باب میں آثار بہت آئے ہیں اور واسطے روزے رکھنے پیغمبر علیہ السلام کے ماہ شعبان میں
منه اخر وهو انه علیہ السلام کان یصوم من کل شهر ثلاثة ايام و ربما اخر ذلك لیقضیه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بھی بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینے میں تین تین روزے رکھتے تھے اور بعضے وقت تاخیر فرماتے تاکہ ان کے عوض شعبان کے روزوں میں
یعنی ان صومه علیہ السلام بما کان لا یبلغ ثلاثة ايام فی بعض الشهور فیکمل ما فاتہ من ذلك فی شعبان اذا
کہ وہ ماہ میں جو روزے پیغمبر علیہ السلام کے بعضے دفعے مہینوں میں تین تین روزوں میں ہوتے تھے سو جقدر روزے فوت ہو جاتے تھے وہ سب شعبان میں پورے کر دیتے تھے
کان اعمالہ علیہ السلام دائمة فکان اذا دخل علیہ شعبان وکان علیہ بقية من صیام تطوع لوصیہ
اس کے آپ کے اعمال دائمی ہوتے تھے سو آپ کا طریقہ یوں تھا جب اوکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اوپر کچھ نوافل روزے باقی ہوتے کہ نہ رکھے ہیں
یقضیہ فی شعبان حتی یکمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان کما کان یقضی ما فاتہ من سنن الصلوة
تو وہ روزے شعبان میں قضا کر دیتے تھے تاکہ تمام نوافل روزوں کے ساتھ آئے پہلے پورا ہو جائیں جیسا کہ نماز مسنون کو جو رہ جاتی تھی قضا کر دیتے تھے
وکما کان یقضی بالنهار ما فاتہ من قیام اللیل وقالت عائشة سبما اردت ان اصوم فلم اطق حتی
اور جیسا کہ قیام لیل میں سے جو رہ جاتا تھا وہ دن میں پورا کر دیتے تھے اور عائشہ کہتی ہیں بعضے وقت میں روزہ رکھنے کا ارادہ کرتی ہوتی ہوتی
اذا صام النبی علیہ السلام فی شعبان صمت معه فانها کانت تعلم فقطع ما علیہا من
بیان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزے رکھتے تو میں بھی اون کے ساتھ روزے رکھتی پس عائشہ اس وقت کو غنیمت جان کر جو جو اون کے ذمہ پر
صوم رمضان لفظہا فیہ بالحیض وکان فی غیرہ من الشهور مشغولة بالنبی علیہ السلام
رمضان کے روزے ہوتے تھے بسبب عارضہ حیض کے سبب اور اگر وہ نہیں اور اور باقی کے مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی نہیں
فان المرأة لا تصوم وبعلاھا شاھدا لا یأذ نہ فمن دخل علیہا شعبان وقد بقی علیہ شیء من
کیونکہ عورت اپنے فائدہ کے سامنے نے اجازت روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجائے اور اوپر کچھ نوافل روزے باقی ہوں
نوافل صیامہ یشحب له قضاء فیہ حتی یکمل نوافل صیامہ بین رمضان ومن کان علیہ شیء
تو اس کو مستحب ہے کہ شعبان میں ادا کرے تاکہ اس کے نوافل روزے دو نور رمضان کے بیچ میں ادا ہو جاوے اور جبہ بچھ
من قضاء رمضان یجب علیہ قضاء قبل رمضان اخر مع القدر اة علیہ ولا یجوز له تاخیرہ
قضا رمضان کی باقی ہو تو اوپر واجب ہے کہ دوسرے رمضان پہلے اگر قدرت رکھتا ہو تو قضا کرے اور اس کو یہ جائز نہیں ہے
الی ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان کان تاخیرہ لعدو مستمر بین الرمضانین کان علیہ قضاؤة
کہ نئے ضرورت دوسرے رمضان کے بعد تک تاخیر کرے اور اگر یہ تاخیر سبب ایسے عذر کے جو دونوں رمضان میں برابر چلا آیا ہی ہوئی ہو تو اوپر

بعد رمضان الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك لغیر عند رقیل یقضه و یطعمه مع قضاء
 بعد دوسرے رمضان کے قضا لازم ہوگی اور اوپر سو اور قضا کے اور کچھ نہیں ہے اور اگر یہ تاخیر بلا غدر ہوئی ہے تو کہتے ہیں کہ قضا کرتے اور ہر روز کے بدلے
 کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی ومالك واحمد اباعلا ثا ر ح ت بذلك وقيل یقضه لا اطعام
 ساڑھ مسکین کو کھانا دے یہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہے سوانحی اور ان کا کہنے جو اس باب میں آئے ہیں اور بعض کہتے ہیں قضا کرتے اور اوپر
 علیہ وهو قول ابی حنیفة وقیل یطعم ولا یقض وهو ضعیف وقیل فی صوم شعبان معنی آخر وهو
 کھانا دینا نہیں ہے یہ قول ابو حنیفہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کھانا کھلا دے اور قضا نہیں ہے یہ قول ضعیف ہے اور کہتے ہیں کہ شعبان کے روزوں کی ایک اور وجہ یہ ہے
 ان صیامہ کالتمرین علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقة وکلفة بل یكون
 ہے کہ شعبان کے روزے واسطے مشاقی کے ہیں رمضان کے روزوں کے واسطے تاکہ رمضان کے روزوں میں کچھ مشقت اور کھٹ نہ معلوم ہو بلکہ یہ حال ہو
 قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولذته فیدخل فی صیام رمضان
 کہ روز کی عادت اور خوشی سے کہے ابھی صبر آسان کرے عمل اپنے لطف اور توفیق سے حج بیسویں مجلس میں بیان

برغبة ونشاط يسرنا الله تعالى عمله بلطفه وتوفيقه المجلس الرابع والعشرون في بيان

فضيلة احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحترار عن بدء المكرة قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لکثیر من عدد شعرا
 سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اہ شعبان کی پندرہویں شب کو طرف ورنی آسمان کے نزول فرماتا ہے پھر قبیلہ کلب کی کبریٰ کی بالونے گئے ہیں
 غفر کل هذا الحدیث من حسان المصابیر و ته امر المؤمنین عاثة رضی اللہ عنہما کی روایت سے اور مراد شعبان کی اور ہواڑ کی رات سے
 لیلة البراءة واما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنا من سائر القبائل والمغفرة تعالیٰ ینقل فی
 شبہ رات ہے اور خاص قبیلہ کلب کو اس واسطے ذکر کیا ہے کہ وہ ہنسبت اور قبیلوں کے باعتبار آدمیوں اور کبریٰ کے زیادہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 تلك الليلة من صفة الجلال المقضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الی صفة الجلال المقضية
 اوس رات میں صفت جلال سے جو سب سے گہنگاروں کے انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کے جو باعث ہے
 للرحمة والمغفرة واما حمل لفظ الحدیث علی هذا المعنی لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت
 رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہے اور حدیث کے الفاظ کو ان معنوں پر اس واسطے حمل کیا ہے کہ اترنا اور چڑھنا اور حرکت اور سکون جو کہ
 من صفات الاجسام المتعيزة وقد ثبت بالقواطع العقلية والنقلية انه تعالیٰ منزلة عن الجسمية والتجني
 یہ سب صفات اجسام متعزیزہ کے ہیں اور برہان قطعی عقلی اور نقلی سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمیت اور تجزیہ وغیرہ صفات اجسام سے
 اقتنع علیہ النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلى الی ما هو اخفض منه فيكون المعنى ما ذكره اهل الحق وهو
 بلکہ ہے نوا و سبر نزول بمعنی انتقال مکان بلند سے طرف مکان پست کے حال ہے پہلے حدیث کے وہ ہی ہیں جو اہل حق نے ذکر کیے ہیں یعنی
 نزول رحمتہ ومنزید لطفہ ومغفرته علی عبادة واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو تيد الملوك الكرماء
 رحمت کا اترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنے بندوں پر فرمانا اور ان لینا اور دعا کا اور قبول کرنا اور توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہوں
 والسادة الحماة اذ انزلوا بقرب قوم فقرا محتاجين یحسنون الیهم وهذا المعنی وان كان قد وعد فی سائر
 اور وہیم سرداروں کی ہوتی ہے کہ جب وہ فقیر محتاجوں کے پاس گزرتے ہیں تو ان کے ساتھ احسان کرتے ہیں اور اس بات کا اگرچہ اور تمام راتوں میں

الیالی ایضاً ما روی انه علیه السلام قال ينزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یتقی ثلاث
 ہی وعدہ ہے موافق اس روایت کے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ظہور سورہ بقرہ ہمارا رب جبارک وتعالی ہر شب میں طرف در ان آسمان کے جب پہلی
 اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجب له من یتغفرنی فاغفر له من یتسلى فاعطيه الا ان
 تاتى رات باقی رہتی ہے فرماتا ہے کوئی ہے دعا کرے والا کہ میں اسکی دعا قبول کروں کوئی ہے مغفرت مانگے والا کہ میں اسکو بخش دوں کوئی ہے سائل کہ میں اسکو عطا کروں یہ
 النزول فی سائر الالیالی مقید بوقوعہ حین یتقی من کل لیلة ثلاثها الاخیر و فی لیلة البراءة لیس هذا
 استأفرق ہے کہ ظہور سورہ بقرہ ہمارا رب جبارک وتعالی ہر شب میں یہ تیس نہیں ہے
 التقیید بل المقصود تخصیص هذه اللیلة بمزید الشرف والفضل لكونها لیلة شریفه عظيمة كما
 بلکہ مقصود ہے کہ اس رات میں خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہے کیونکہ یہ شب بہت ہی شریف ہے
 روی عن عطاء بن یسار انه قال ما من لیلة بعد لیلة القدر افضل من لیلة نصف شعبان وقد
 چنانچہ روایت ہے عطاء بن یسار سے کہ کتنے تھے بعد شب قدر کے کوئی رات شب بھات سے بہتر نہیں ہے
 و سرد فی فضلها احادیث اخر متعددة و كان التابعون من اهل الشام كمالدین معدان و مکحول
 اور اس شب کی فضیلت میں اور بھی چند حدیثیں آئی ہیں اور اہل شام میں سے تابعی جیسے خالد بن معدان اور مکحول
 ولقمان بن عامر و غیرہم یعظمونها و یجتهدون بالعبادة فیها فلما اشتهر ذلك عنهم فی البلدان
 اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں عبادت میں مبالغہ کرتے تھے جیسا کہ انکا یہ حال ملکون میں مشہور ہوا
 اختلف الناس فی ذلك فمنهم من قبله منهم و وافقهم علی تعظیمها لکن اکثر العلماء من اهل الحجاز
 تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا بعضوں نے اس امر کو مان لیا اور انکی موافق ہو کر تعظیم کرنے لگے لیکن اکثر علماء اہل حجاز
 انکروا ذلك و قالوا کل ذلك بدعة و الحق ان المؤمن اذا اشتغل فی تلك اللیلة الخاصة نفسه بأنواع
 اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سب بدعت ہے اور حق یہ ہے کہ مؤمن تھا اگر اس شب میں عبادت میں مشغول ہو کر ناپڑے ہی
 العبادات من الصلوة و التلاوة و الذکر و الدعاء یجوز ولا یکرہ و اما الاجتماع فی المساجد و الجوامع
 یا عبادت کرے اور اس کا نام لے اور دعائے تو جائز ہے مکروہ نہیں اور اس شب میں مسجد محلہ یا مسجد جامع میں
 للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد فی زماننا فیکرہ و هذا قول الاوزاعی امام اهل الشام و
 جمع ہونا اور نظیمن پڑھنی جماعت سے ادا کرنی جیسے ہمارے زمانہ میں عادت ہو گئی ہے سو سب مکروہ ہے قول اوزاعی کا ہے جو اہل شام کا پیشوا اور
 عالمہ و فقیہہم و کذا اسراج السجدة الكثيرة فی المساجد و ايقاد القنادیل الكثيرة فی الجوامع فی تلك
 عالم اور فقیہ ہے اور ایسے ہی مسجدوں میں روشنی کرنی اور قنادیل متعدد جامع مسجد میں روشن کرنی اس شب میں
 اللیلة لا یجوز لسا ذکر فی القنیة ان اسراج السجدة الكثيرة لیلة البراءة فی السکة و الاسواق بدعة و کذا
 جائز نہیں ہے اسواسطے کہ تنبیہ میں یہ مذکور ہے کہ بہت سے چراغ روشن کرنے شب بھات کو جو ان اور بازاروں میں بدعت ہے اور ایسے ہی
 فی المساجد فیمن القیم بل لو ذکره الواقف و شرطه لا یقدر ذلك الشرط شرعاً وان لم یکن من حال الوقف
 مسجدوں میں اور منہم ضامن ہوتا ہے بلکہ وقف کرنے والا اگر مریع کرے شرط کرے تو ہی شرعاً وہ شرط معتبر نہیں ہے اور اگر مال وقفی نہیں ہے
 بل تبرع بہ یكون ذلك تبذیراً و اضاعة المال و التبذیر حرام نبص القرآن وقد فی النبی علیہ السلام عن
 بلکہ تبرع سے تو یہ خرچ اسراف میں داخل ہے اور مال کا ضائع کرنا ہے اور اسراف حرام ہے نفس قرآن سے اور بیشک نبی علیہ السلام نے مال تبرع کر نیے
 اضاعة المال و اعتقاد ان ذلك قریة من اعظم البدع و اقیحہ السیئات و کذا التنفل فی تلك اللیلة بالجماعة
 منع فرمایا ہے اور اعتقاد کرنا کہ یہ ثواب ہے یہ بڑی ہی بدعت اور سخت ہوائی ہے اور ایسے ہی اس رات کو بڑی جماعت سے نظیمن پڑھنی

الکثیرۃ بدعة قبیحۃ یجب الاجتناب عنہا لان الفقہاء قد تفقوا علی کراہۃ الجماعۃ فی النوافل ما عد التراويح
 بڑی بدعت ہے اس بدعت سے بچنا چاہیے اس واسطے کہ فقہاء سب متفق ہیں کہ نفلوں کی جماعت سوائے تراویح
 والاستسقاء والکسوف اذ کان سوی الامام اربعۃ والصلوۃ التي تصل فی تلك اللیلۃ بالجماعۃ الکثیرۃ و
 اور صلوة استسقاء اور صلوة کسوف کے اگر سوا امام کے چار آدمی جمع ہوں تو مکروہ ہے اور وہ نماز جو اس بات کو بڑی جماعت سے پڑھتے ہیں اور
 تسمى صلوة البراءۃ بدعة ایضاً لعدم وقوعہا فی عصر الصحابة والتابعین بل انما ظهرت بعد السائۃ
 صلوة البرات اوس کا نام رکھ چوڑا ہے وہی بدعت ہے اس واسطے کہ صحابہ اور تابعین کے عہد میں نہیں تھے بلکہ ہجرت نبوی سے چار سو برس بعد
 الرابعۃ من ہجرۃ النبویۃ فانہا حدثت فی المسجد الاقصا سنۃ ثمان واربعین واربعمئة واصلہا علی ما
 پیدا ہوئی ہے کیونکہ یہ نماز مسجد اقصا میں سنہ چار سو اترتالیس میں شروع ہوئی ہے اور اسکی اصل موافق بیان
 ذکرہ الامام الطرطوسی ان رجلاً تابلسیا قدم بیت المقدس فقام یصل لیلۃ النصف من شعبان المسجد الاقصا
 امام طرطوسی کے یہ ہے کہ ایک شخص تابلسیا بیت المقدس میں آیا اور مسجد اقصا کو اندر شب برات کو نماز نفل پڑھنے شروع کی
 فاحر خلفہ واحد ثوثان ثوثان ثم رابع فما ختمہا الا وہو جمع کثیر ثم جاء فی العام الثانی فصل معہ خلون
 پھر اس کے پیچھے ایک مقتدی ہو گیا پھر دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا ابھی نماز پوری نہ کرنے پایا تھا کہ بڑی جماعت ہو گئی پھر شخص لفظ برس میں آیا تب اس کے ساتھ
 کثیر ثم شاعت فی المساجد وانتشرت فی البلاد واستقرت سنۃ بین العباد وقد ذمہا العلماء من
 بہت خلق نے نماز پڑھی پھر اور مسجدوں میں مشہور ہو گئی اور ملکوں میں پھیل گئی اور خلفت نے طریق سنون ٹھیکہ لیا اور اسکی بُرائی عمدہ علماء المتأخرین
 اعیان المتأخرین وصرحوا بانہا بدعة قبیحۃ مشتملۃ علی منکرات فعلی هذا ینبغی للعاجز عن تغییر تلك
 بیان کی ہے اور صاف کہتا ہے کہ یہ نماز بڑی بدعت ہے اس میں بہت منکرات ہیں اس بیان کے موافق لایق ہے کہ جو شخص ان منکرات کو دور
 المنکرات ان لا یحضر الجماعۃ فی تلك اللیلۃ بل یصل فی بیتہ ان لم یجد مسجداً سالماً من هذه البدع
 نہیں کر سکتا تو اس شب میں اس نماز میں شامل ہی نہ ہو بلکہ تنہا اپنے گھر میں نماز پڑھے اگر کوئی مسجد ان بدعات سے خالی نہ ہو تو اسے
 لان لصلوۃ فی المسجد بالجماعۃ سنۃ وتکثیر سواد اهل البدع منہم عن ترک المنہ عنہ لوجوب فعل الواجب
 اس لیے کہ مسجد میں جماعت کی نماز تو سنت ہے اور بدعتیوں کا انہو بڑھانا ممنوع ہے اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب اور واجب پر عمل کرنا مستحب
 لا یمالسن کان مشہوراً بین الناس بالعلم والزہد فان الواجب علیہ ان لا یحضر فی مسجد یشاہد فیہ
 خاص ایسے شخص کو جسکے علم اور زہد کی دنیا میں شہرت ہو ایسے شخص پر ہے واجب ہے کہ جس مسجد میں یہ بدعات منکر کیجے تو وہاں نہ جاوے
 هذه المنکرات لان حضورہ مع عدم الانکار یوہو للعامة ان هذه الافعال مباحۃ او مندوب
 اس واسطے کہ اس کا جانا بخوشی خاطر عام لوگوں کو اس وہم میں مبتلا کر بیگا کہ یہ افعال مباح ہیں یا مستحب ہیں
 الیہا فیکون حضورہ مشبہة عظیمة فی ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعاً فاذا ترک
 اس کا جانا ہے ایسے مقام میں عام لوگوں کے گمان میں بڑا شبہ ڈالے گا کہ یہ افعال از روئے شرع مستحسن ہیں جب وہ شخص
 عادتہ ولو یحیی فی المسجد تلك اللیلۃ وانکر بقلبہ لعجزہ عن تغییرہ بیدہ ولسانہ لیسلم من الاثر
 اپنی عادت چھوڑ دیکھا اور اس شبہ کو مسجد میں نہیں آویگا اور اپنے دل سے انکار کر بیگا اگر ہاتھ اور زبان سے نہیں کہہ سکتا تو اب گناہ عظیم
 ولا یغتر بہ غیرہ بل یتشعر بعض الناس من عدم حضورہ ان هذه الافعال غیر مرضیۃ عند اللہ تعالیٰ
 اور دوسرے کو وہم نہیں ہوگا بلکہ اس کے شامل ہونے سے بعض لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ افعال خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں
 بل ہی بدعة لا یتسوعہا الشرع ولا یرضاہا اهل الدین فرما یمتنع بعض الناس عن ذلك فیحصل اللتواء
 بلکہ بدعت ہے شرع انکو جائز کہتی ہے اور نہ اہل دین پسند کرتے ہیں کیا عجیب ہے کہ بعض لوگ اس سے ہاد آویں پھر اسکو ثواب حاصل ہو

بفعل ما يقدر عليه من الابتكار بالقلب والامتناع عن الحضور الحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
 کہ جو اس سے ہو سکتا ہے ایسے انکار نہیں اور شامل ہونا سو کر چکا تھا صدی سے کہ اس رات کی نصیحت میں اگرچہ کسی حد نہیں

فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمته الشرع وهي عنه مع ان بعض العلماء
 آئی ہیں پر کیونکہ اختیار نہیں کہ اسکی تعظیم ایسے امور میں کرے جسکو شرع مجرا کہتی ہی اور اس سے مخالفت کرتی ہے باوجودیکہ بعض علماء

قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلم هذا يهد على كل مسلم في هذا
 یہ کہتے ہیں کہ اس رات کی نماز کے باب میں کچھ ثابت نہیں ہے نہ تو پیغمبر علیہ السلام سے اور نہ انکے اصحاب اس بیان کے موافق اس زمانہ میں ہر مسلم پر واجب ہے

الزمان ان يعذر من الاضطرار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأنس
 کہ بدعات کی ریجھ سے اور محدثات کی توجہ سے پرہیز کرے اور اپنے دین کو ان اشغال سے جس میں اس کی پر رکھا ہے

بها وترى عليها فانها مسرقاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في
 اور پرورش پائی ہے سالم بچاؤ سے بیشک اشغال نہ رہتا بلکہ اسکی آفات سے آدمی کم بخت ہے اور اسکی ساتھ حق کٹر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ بدعتوں کو

قلوب اهلها يستحسنها طبا عس فلا يتركونها وقد روي عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
 بہ عتیوں کے دل میں ایسا رہتا ہے کہ طبیعت اور سکونیک جانتی ہے سو بگڑ نہیں چھوڑتے اور عکرمة وغیرہ مفسرین سے روایت ہے کہ وہ مبارک رات

المبركة الواقعة في سورة الدخان قدسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة
 جس کا ذکر سورہ کوخان میں ہے وہ شب برات ہے چنانچہ اکثر مفسرین یہ ہی کہتے ہیں کیونکہ یہ ایسی رات ہے

يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فيها يفرق كل امر حكيم قال عطاء بن يسار
 کہ جو جو اس سال میں ہونے والا ہے سب اس رات کو اندازہ کیا جاتا ہے اس آیت کی دلیل سے اوسی میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا عطا بن یسار کہتے

اذا كان ليلة النصف من شعبان يرفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحيفة
 کہ جب شب برات ہوتی ہے فرشتے کو نامہ دیکر کہتے ہیں کہ جن میں کا نام اس کاغذ میں ہے ادنی روح قبض کر لینا

فكم من يتخبط بين الدور ويشد القصور ويغرس الاشجار ويحفر الانهار ويتزوج النساء ويتوغل في
 سو بہتر ہی شخص گہر بناتے ہیں اور عیون کی گج گیری کرتے ہیں اور باغ لگاتے ہیں اور نہرین کھودتے ہیں اور عورتوں کو نکاح کرتے ہیں اور عمارت میں کہتے

البنيان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم فنتهاه فيامغرم
 ہیں اور ادنی موت بھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ کاغذ لکھا موت کو مل چکتا ہے اور وہ اپنی ہوا میں بہول رہا ہے اور انجام کی خبر نہیں سوائے

بطول الامل ويا مسرور بسوء العمل كن من الموت على الوجل فلا تدساي متي ما يحجم عليك الاجل فكم
 امیدوں کے دیوانے اور اسے اعمال بد کے متوالے موت سے ڈرتا رہے تو کیا جانے کہ موت تجھ کو کس وقت آگہری گی سو بہتر ہے

من مستقل يوما لا يستكمله وكم من مؤمل غدا لا يدركه يسرنا الله تعالى تدارك الموت قبل هجومه
 ادنی سمجھنے والے اکمل دن کے اوکو پورا نہیں کرتے اور بہت امیدوار اگلے دن کے کہ اسکو نہیں پاتے ابھی جھکو موت کا تدارک اور اسکی آغوش میں پھنس

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب رؤية هلال رمضان قال رسول الله صلى

الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تظروا حتى تروا الهلال فان غمَّ عليكم فاقدوا

اللهم عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تظروا حتى تروا الهلال فان غمَّ عليكم فاقدوا
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ مت رکھو بدون دیکھنے ہلال کے اور نہ انظار کرو بدون دیکھنے ہلال کے اور اگر گھٹا ہو جاوے تو اسکو اندازہ کرو

له وفي رواية فأكملوا العدة ثلاثين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر معناه ان السماء
 اور ایک روایت میں ہے تو گنتی نہیں پوری کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عمر کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں



اذا كانت مصحیة ولم یکن فیها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتی تروا هلال رمضان ولا تظنوا
 کہ آسمان اگر صاف ہو اور اس میں کچھ ابر یا غبار نہ ہو تو روزہ رمضان کا ہر دن دیکھتے ہلال رمضان کے مت رکھو اور نہ عید الفطر کے دن
 یوم الفطر حتی تروا هلال الفطر فان غم علیکم الهلال ولم تروه فقد رواد الشهر الذی کنتم فیہ
 ہر دن دیکھتے ہلال شوال کے افطار کر و پس اگر ہلال ابر میں جاوے اور تباہی نظر نہ آوے تو ہمیشہ حال کی گنتی جس میں تم موجود ہو
 ثلثین یوما ثم صوموا ان کان الشهر المقدس شعبان وافطروا ان کان الشهر المقدس رمضان وذلک
 تیس دن کر لو پھر روزہ رکھو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہے شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہے ماہ رمضان ہو اور یہ
 لان الاصل فی کل ثابت بقاء الی ان یوجد دلیل علی عدم بقائه والشہر کان ثابتا بقیقین فوقہ الشک
 اس لیے کہ قاعدہ یوں ہے کہ ہر شے ثابت باقی ہی رہنے ہے جب تک کوئی دلیل اس کے عدم کی نہ آئے اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہے پس شک اس میں ہے
 فی خروجه فلا یخرج الا برؤیة الهلال او اکمال العدة ولم یوجد واحد منهما فی کون باقیانظر
 کہ تمام ہو چکا یا نہیں تو اس کا تمام ہونا بدو ن دیکھتے جائد یا پوری کرنی گنتی کے نہیں ہو سکتا اور دونوں میں سے کچھ ہو تو وہ ہی مہینا باقی رہے گا موافق
 الی ما روی انه علیہ السلام اشار باصابع یدیه مکشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابعاض
 اس روایت کے کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ کے انگلیاں کھول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ
 فی الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا من غیر عقد ابعاضه فلعلم منه ان الشهر قد یکون تسعة
 اٹھ گنا مقرر کیا یعنی اونیس دن پھر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ابی بار اٹھو پھر بند کیا یعنی تیس دن اس سے معلوم ہوا کہ مہینا کہی
 وعشرون یوما وقد یكون ثلثین فیقع الشک فی دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
 انیس دن کا ہوتا ہے اور کہی تیس دن کا اب شعبہ رہتا ہے رمضان کے آنے میں اور تمام ہونے میں اور جس صورت میں کہ رمضان
 خروجه محرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله یکره الصوم علی قصد انه صوم رمضان اذ یلزم
 تمام ہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہے اور جس صورت میں کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سے کر وہ ہے کیونکہ لازم آتا ہے
 ان یؤدی قبل او انه فهو حرام ولهذا قال عمار بن یاسر من صام یوم الشک فقد عصى ابا القاسم و
 کہ وقت سے پہلے ادا ہو چکا ہو یہ حرام ہے اسہی واسطے عمار بن یاسر کہتے ہیں جو شخص شک کے دن روزہ رکھے وہ ابو القاسم علی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
 الشک فیہ ان یسوی طرف العلم والجهل بان یقع الغیظ فی التاسع والعشرون من شعبان ولا یدری
 شک اس میں یہ ہوتا ہے کہ دونوں جانیم اور جہل کے برابر ہوں اسطور کہ شعبان کی انتیسویں تاریخ میں ابر ہو جاوے اور یہ نہ معلوم ہو
 ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ینبغی للناس ان یطلبوا هلال رمضان فی التاسع
 کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہے یا رمضان نکلا ہے اس صورت میں ان میں یہ ہے کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسویں شعبان کو تلاش کریں
 والعشرون من شعبان فان راوه صاموا وان لم یروا اکملوا عدد شعبان ثلثین یوما ثم صاموا
 پھر اگر دیکھیں تو صبح کو روزہ رکھیں اور نہ دیکھیں تو گنتی میں شعبان کے تیس دن پورے کریں پھر روزہ رکھیں
 لقوله علیہ السلام صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم الهلال فاکملوا عدد شعبان ثلثین
 موافق قول علیہ السلام کے روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پس اگر تباہی نظر سے ہلال ابر میں ہو تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پورے کر دو
 واما الیوم الذی یشک فیہ انه من شعبان او من رمضان فالصیح ان الصوم فیہ غیر مکروه
 اور وہ دن جس میں یہ شک ہے کہ شعبان کا ہے یا رمضان نکلا ہے صحیح روایت یہ ہے کہ اس دن کو روزہ کرو نہیں
 اذا کان تطوعا لکونه مستثنی من النهی بقوله علیہ السلام لا یصام الیوم الذی یشک فیہ انه
 اگر نفل ہو اس لیے کہ نہیں میں سے اس کو حرام کر دیا ہے اس حدیث میں کہ شک کے دن میں صہیں یہ شک ہو

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنية صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدي
 كرمضان كما في ما بين يني اثنين شعبان كما روزه كوني تركه كمنزل اور مراد روزه كماله في رمضان في نية صوم رمضان في نية صوم رمضان في نية صوم رمضان
 قبل مجي وقته وقد مر انه حرام لحدیث عمار بن یاسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب في زيادتهم
 كانه وقت من قبله او بعد ذلك كما في حديث عمار بن یاسر كرمه حرام في ابو جبريل في كتابه في تشبيهه لانه في نية صوم رمضان في نية صوم رمضان في نية صوم رمضان
 في مدة صومهم فعمل هذا ينبغي للسومر ان يصوم في ذلك اليوم منتظرا غير مفطر ولا عازم على الصوم
 اكله موافق من كويون باهجه كاورسن كى صبح كمنتظره من نية صوم رمضان في نية صوم رمضان في نية صوم رمضان

فان ثبت قبل الضحوة الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحوة الكبرى جائزة
 في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولكن ان
 وافق يوما كان يصومه بان كان يصوم يوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الثلث فالصوم افضل
 لقوله عليه السلام لا يتقدم من احدكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان
 يصومه ولذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الا خيرا وثلاثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق
 يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهي وقيل الصوم افضل اقتداء لعائشة
 وعلي فانهما كان يصومانه ويقولان لان نصور يوما من شعبان احب الينا من ان يفطر يوما من رمضان
 والمختاران يصوم الخواص كالمفنة والقاضي تطوعا لا نصح يعرفون كيفية النية ولا يخلطون الكراهة فكان
 اللائق بهم ان يصوموا بانفسهم ويامر العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت الهلال
 وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخواص وكيفية النية ان ينوي التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او
 صوم واجب اخر ولا يتردد فيها فان النية معرفته بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجه احد ما
 ان ينوي صوم رمضان وهو مكره لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب نحو
 ان ظهر انه من رمضان يخبره لانه نوى ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان
 ان ظهر انه من رمضان يخبره لانه نوى ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان

في



فیقع عن المستحق واصل الكراهة لا يمنع الجواز بل يستلزم عدم الاستحباب بلا عكس لان المباهات
 سوحن دار ہے کا ہو گا اور اصل کی کراہت مجاز کو نہیں منع کرتے بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہے بدون عکس کے اس واسطے کہ مباهات
 لا یتصف بہما وان ظہرانہ من شعبان یکون تطوعا ولو افطر لا قضاء علیہ لانہ فی معنی المظنون حیث
 ان دولت عالی ہوتے ہیں اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہے تو نفل ہو ویگا اور اگر انظار کر دے تو اور سب قضا نہیں ہے اس واسطے کہ محبت میں منظور تھا کیونکہ
 ظن ان علیہ صوما و تبیین ان لیس علیہ صوم والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام وبالالتزام
 اس نے یہ گمان کیا کہ میرے ذمے ہر روزہ ہے پھر ظاہر ہوا کہ اس پر روزہ نہیں تھا اور مظنون کی قضا نہیں آتی اس لیے کہ قضا تو اپنے لیے ہے یعنی سے آتی ہے بشرط کے لازم کرنے سے
 والثانی ان ینوی عن واجب آخر وهو مکرمہ ایضا للحديث السابق لانه ادون في الكراهة لعدم التشبہ
 دوسرے یہ کہ ایک اور واجب کی نیت کرے اور یہ بھی مکرمہ ہے اس میں حدیث سابق کے مضمون سے اتنا فرق ہے کہ اس کی کراہت کمتر ہے اس واسطے کہ
 باهل الكتاب لان التشبہ بهما نسا یکون اذا صام فيه بنية صوم رمضان ثم ان ظہرانہ من رمضان
 اہل کتاب کی تشبیہ نہیں ہے اس لیے کہ اہل کتاب سے تشبیہ تو جہاں ہو کہ اس دن رمضان کی نیت سے روزہ کہے پھر اگر معلوم ہو کہ رمضان نکال دین سے تو وہ روزہ رمضان
 یقع عنہ لان صوم رمضان یصح من الصحیح المقیم مطلق النية وبنية النفل وبنية واجب آخر لكون الوقت
 ہی کا ہو گا اس واسطے کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم مطلق روزہ کی نیت سے درست ہوجاتا ہے اور نفل کی نیت بھی ہر اور واجب کی نیت سے بھی درست ہے کیونکہ وہ وقت
 متعینا لهذا الصوم فینتفع شرعیة غیر قفیفہ والاطلاق فی المتعین تعین ونية النفل وواجب آخر لكون
 اسی روزہ کا مقصد ہے سوا سدن میں اور کوئی روزہ جائز نہیں ہے اور متعین میں مطلق نیت بھی تعین کی ہوتی ہے اور نیت نفل کی اور واجب کی تمام نفلوں پر ہوتی ہے
 الوقت لا یتعین لهما لعدم مشروعية عتہما فیہ فاذا بطل الوصف بقی نية اصل الصوم فیکون فی حکم المطلق
 کہ وقت اون روزوں کا نہیں ہے کیونکہ وہ روزے اس دن میں جائز نہیں ہیں جب وصف باطل ہو تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم میں ہے
 فینصرفوا إلى المشروعة في الوقت ونظيره من كان متوحدا في الدار فانه اذا فودى رجل او باسما غیر اسمہ یراد بہ
 سوا اس روزے سے متعلق ہوگی جو اس وقت میں جائز ہے اس کی نظیر ہے جو کوئی شخص الیگا کہ میں ہو جب اس کو کوئی یون بکار ہوئے شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکارے
 ذلك وان ظہرانہ من شعبان یکون تطوعا ولا یکون عما نوی لان الصوم فیہ صنفی کیونکہ العید یأتی
 تو وہی شخص مراد ہو گا اور اگر یہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہے تو نفل ہو جائے گا اور جب نیت کی تھی وہ نہ ہو گا اس واسطے کہ اس دن روزہ ممنوع ہو گیا ہے کیونکہ ان میں سے
 بہ ما وجب کمالا والصحیح انہ یکون عما نوی لانہ ادی فی یوم یصح فیہ النفل بخلاف یوم العید ان لم یستثن
 ادا ہو ویگا جو کہ کمال واجب ہوا ہے اور روایت صحیح یہ ہے کہ نیت کی ہر وہی ہوتا ہے اس لیے کہ ایسے دن روزہ کہتا ہے کہ میں میں نفل جائز ہے عید کے دن کا اور حلال ہے اور اگر نہ
 لا یسقط الواجب عن ذمته لاحتمال كونه من رمضان والثالث ان یتردد فی وصف النية بان ینوی
 تو واجب دیکے ذمے سے ساقط نہیں ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ رمضان نکال دیا ہو تو نیت کے وصف میں تردد کرے یعنی بطور نیت کرے
 ان كان الغد من رمضان فانصأتم عنہ وان كان من شعبان فمن واجب آخر وعن النفل وهو
 اگر کل کا دن رمضان کا ہے تو میرا روزہ ہی رمضان کا ہے اور اگر کل کا دن شعبان کا ہے تو روزہ نکالنے واجب سے ہی نفل سے یہ نیت
 مکرمہ ایضا اما الاول فلتترددہ بین الامرین المکررہین نية صوم رمضان ونية صوم واجب آخر واما
 ہی مکرمہ ہے پہلی صورت اس لیے کہ اس کو تردد ہے درمیان دو امروں مکرمہ کے نیت رمضان کی روزے کی اور نیت دوسرے واجب روزے کی اور
 الثاني فلکونه ناولا للفرض من وجه ثم ان ظہرانہ من رمضان یقع عنہ لعدم التردد فی اصل النية
 دوسری صورت اس لیے کہ ایک وجہ سے فرض کی نیت کی ہے پھر اگر وہ دن رمضان نکال دیا تو روزہ رمضان ہی کا ہو گا اس واسطے کہ اصل نیت میں تردد نہیں تھا
 وهو كما وان ظہرانہ من شعبان لا یکون عن واجب آخر بل یکون تطوعا في كلا الوجهین ولو افطر لا قضاء
 اور اتنی ہی کافی ہے اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہے تو اس واجب سے نہیں ہوگا بلکہ تو صورت میں نفل ہو جائیگا اور اگر انظار کر دے تو اور سب قضا

عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرايع ان ينوي التطوع
 بنين في صفة صورت من تواصيله كالمظنون ساسه اور دوسری صورت میں اسلئے کہ ہر طرح سے التزام نہیں اور جو ہے یہ کہ نفل کی نیت کرے
 وقد مر انه يصح بنية النفل من غير كراهة في الصيغ ثم ان ظهرا انه من رمضان يقع عنه لما مر انه يصح
 اور گزر چکا ہے کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کے نہ کر اہت صحیح ہے پھر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے تو روزہ رمضان کی جو گاہ کہ گزر چکا ہے کہ رمضان کا روزہ
 بنية النفل وان ظهرا انه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتزم ما بخلاف
 نفل کی نیت سے ہی درست ہو جاتا ہے اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہے تو نفل ہو جائیگا اور اگر افطار کر لیا تو قضاء لازم آوے گی اس واسطے کہ اپنے ذمہ پر لیکر شروع کیا ہوا
 مسألة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام
 بخلاف مسئلہ مظنون کے پھر سمجھنا چاہئے کہ ہلال کا دیکھنا اگر حج روزے کے وجوب اور افطار دونوں کا سبب ہے موافق اس حدیث کے
 صوم والروية وافطر والروية لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضي ولهذا يلزم الرجعة اليه ثم انه اذا
 کہ روزہ رکھو ہلال دیکھ کر اور افطار کرو ہلال دیکھ کر پھر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کے عمل نہیں ہو سکتا اسلئے قاضی کے سامنے نہیں لایا جائی
 كان في السماء علة سواها كانت غيما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك فيقبل في هلال رمضان خبر عدل
 پھر اگر آسمان میں کچھ علت ہو باہر سے کہ گشا ہو یا دھواں ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا بخار ہو ایسا ہی کچھ اور جو تو رمضان کے چاند میں خبر ایک عادل
 مسلمو عاقل بالغ حرا كان او عبدا ذكره كان وانتي لانه فخر بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل
 مسلمان کے عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہے اس واسطے کہ امر دینی کی خبر دیتا ہے یعنی لوگوں پر روزہ واجب ہے سو اسکی خبر مقبول نہو گی
 خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلدا وبين خلال السحاب ولما بد من التفسير فلا يقبل لمكان
 لیکن خبر طلبیکہ تفصیل بیان کرے کہ میں نے چاند شہر کے باہر یا بر کے اندر دیکھا ہے اور بدون تفصیل کے مستبر نہو گی کیونکہ
 التهمة والفاستق اذا البصر هلال رمضان ينبغ له ان يشهد عند القاضي لاحتمال قبول شهادته لكن
 شہر کی جگہ ہے اور اگر فاسق ہلال رمضان نکلا دیکھ لے تو اسکو چاہئے کہ قاضی کے رو بہ رخا کر گواہی دے شاید کہ اسکی گواہی مقبول ہو جاوے لیکن
 القاضي يرد شهادته لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوي يشترط
 قاضی اسکی شہادت کو رد کر دے کیونکہ فاسق کی خبر دیانات میں مردود ہوتی ہے مقبول نہیں ہوتی عدالت شرط ہے اور طحاوی نے کہا ہے کہ عدالت
 العدالة ومن المشايخ من قال اراد به المستوف لا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل في هلال رمضان شهادة
 شرط نہیں ہے اور بعض مشائخ کہتے ہیں کہ اسمراد مستوف الحال ہے اور دعویٰ بھی شرط نہیں ہے اور لفظ شہادت کچھ ضرور ہے اور رمضان کے ہلال میں
 الواحد على شهادة الواحد ومن رأى هلال رمضان في الرستاق ولو يكن هناك وال ولا قاض فان كان
 ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہے اور جبے رمضان نکلا ہلال ایسے گانوں میں دیکھا جہاں نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ
 الرائي ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثين
 دیکھنے والا ثقہ ہے تو سب لوگ اس کے کہنے سے روزہ رکھیں پھر اگر قاضی نے ایک آدمی کی گواہی رمضان کے ہلال کی قبول کر لی اور اس کے موافق تیس روزے
 يوما ولو يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روى عن ابي حنيفة وابي يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد
 پورے ہو گئے تو یہی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو یہی افطار کر میں موافق روایت ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے اس واسطے کہ افطار ایک آدمی کی گواہی ثابت نہیں ہوتا
 وعن محمد انه يفترون ويثبت الفطر في ضمن ثبوت الرضاينة بشهادة الواحد ان كان لا يثبت ابتداء
 اور محمد سے روایت ہے کہ افطار کر میں کیونکہ افطار ثبوت رمضان کے ضمن میں ایک ہی آدمی کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے اگرچہ ابتدا ثابت نہیں ہوتا
 فان في هلال الفطر اذا كان في السماء علة لا يقبل الا بشهادة احرين او حررتين لتعلق حق العباد به لا فهو
 بیشک حوالہ کہ چاند کہنے میں اگر آسمان میں برائے اور غبار ہو تو مقبول نہیں ہوتا آدمی دو آزاد مردوں یا ایک آزاد اور دو آزاد عورتوں کی اس واسطے کہ اس میں حق العباد تعلق

اس واسطے کہ اس میں حق العباد تعلق

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع وهو
 اس سے فائدہ مند ہونے میں سوا وہی نظر ثابت ہو گا جس طرح اس کے تمام حقوق ثابت ہوئی ہیں بخلاف ہلال رمضان کیونکہ اس میں صرف حق شرع کا متعلق ہوتا ہے
 الصوم فيكف بخير الواحد واما اذ لم يكن في السماء علة فلا يقبل شهادة الواحد في هلال رمضان
 یعنی روزہ سوا ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہے اور اگر آسمان صاف ہو تو پھر ایک آدمی کی گواہی رمضان کے ہلال میں مقبول نہیں ہوگی
 ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر واما يقبل شهادة جمع كثير ليقوم العلم بخبرهم واختلفوا في مقدار اس
 اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کے ہلال میں پھر تواتر بڑی جماعت جاہلی خبر سے یقین حاصل ہو جاوے اور اس جماعت کی مقدار میں اختلاف ہے
 ذلك فقبل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسة رجال وعنه محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
 یعنی کہتے ہیں ایک محلہ کے آدمی جاہلین اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد ہوں اور امام محمد سے روایت ہے ہر طرف سے بے درپے خبر کا آنا چاہی
 والصحيح انه مفوض الى اى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبره هو العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة
 اور صحیح یہ ہے کہ حاکم کی رائے پر جو اسے اس واسطے کہ مراد علم سے جو اونکی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہے جو جس سے عمل کرنا واجب ہو جائے غلبہ ظن غالب
 الظن العلم بمعنى التيقن ان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤية الهلال ثمه ففي ظاهر الرواية
 علم یعنی یقین نہیں ہے اور اگر ایک شخص شہر کے باہر سے آکر گواہی دے کہ وہ ان جاہل دیکھا ہے ظاہر روایت میں اسکی گواہی مقبول نہیں ہوگی
 لا يقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوي ان شهادته مقبولة لقلة المانع في خارج المصر لئلا لو شهد
 کیونکہ شہر کا مقام ہے اور طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ اسکی شہادت مقبول ہے اس واسطے کہ شہر سے باہر رکاوٹ کم ہوتی ہے اور ایسی ہی اگرچہ
 برؤية الهلال في المصر على مكان مرتفع ومن رأى هلال رمضان وحده وشهد ولو يقبل شهادته كان عليه
 دیکھنے کی شہر کے اندر اونکے مقام پر سے گواہی دی اور جس نے رمضان کا چاند تہنہا دیکھا اور گواہی جو وہی تو مقبول ہوتی تو یہی اسکو لازم ہے
 ان يصوم لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته فانه قد رآه فيلزم الصوم وان افطر كان عليه القضاء
 کہ روزہ رکھنے اس حدیث کے موافق روزہ رکھو چاند دیکھو کہ کیونکہ اس نے چاند دیکھا ہو سوا اسکو روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر انظار کر لیا تو اس پر قضاء لازم ہوگی
 الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا يجب عليه الكفارة والحال ان اهل
 کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہونے سے پہلے انظار کر ڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم نے تہنہا دیکھا
 رمضان وحده يصوم ولا يأمر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
 چاند دیکھے تو وہ آپ روزہ رکھے اور وہ کو روزہ کا حکم نہ دے اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند سبب ابر کے نظر نہ آیا اور انہوں نے شعبان کے
 ثلثين يوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم رآوا هلال شوال فانهم ان كانوا عداً وشعبان
 تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے اٹھائیں دن رکھتے تو پھر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی
 عن غير رؤية قضوا يومين وان كان عدوه عن رؤية قضوا يوماً واحداً فيكون شهر رمضان في تلك
 سنے چاند دیکھے پورے کے تہنہ دور روزے قضا کریں اور اگر چاند دیکھے گنتی پورسی کی تھی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اس سال میں
 السنة تسعة وعشرين يوماً حتى انهم لو كانوا رآوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
 انیس دن کا ہوا بیان کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کے انیس روزے رکھے دیکھا
 يوماً الا يلزمهم شيء ولو ان اهل بلدة رآوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوماً فشهد جماعة
 تو انہیں کچھ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھا انیس روزے رکھو پھر ایک جماعت نے قاضی کے پاس
 عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا رآوا هلال رمضان في ليلة كذا قبل كذا يوم
 انیسویں تاریخ میں گواہی دی کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں رات میں تیسے ایک دن پہلے دیکھا کہ روزے

وصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم ير الاطلال في تلك الليلة

رکھے ہیں اور یہ آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہے اور اس شہر والوں نے اس رات کو چاند نہیں دیکھا

والسماة مضمیة لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترک التراویح فی تلك الليلة لان هذه الجماعة لم یشهدوا

اور آسمان صاف تھا تو اذکو اگلے دن افطار کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس رات میں تراویح ترک کرنی جائز اس واسطے کہ اس جماعت نے چاند دیکھنے کی گواہی

بالرؤیة ولا علی شہادة غیرہم وانما حکوارؤیة غیرہم وامالوکا نواشہدوا عند القاضی ان قاضی بلدة

نہیں دی اور نہ ظہیر کی گواہی پر گواہی دی ہے اور وہ لگے دیکھنے کی خبر بیان کی ہے اور اگر وہ جماعت قاضی کے سامنے گواہی دیتی کہ چاند نے شہر کے قاضی کے

کذا شہد عندہ شہادان برؤیة الهلال فی ليلة کذا وقضی ذلك القاضی بشہادتهما جاز لهذا القاضی ان

سامنے دو گواہوں نے غلامی رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی تھی اور اس قاضی نے انکی گواہی کی موافق حکم دیا ہے تو اب اس قاضی کو جائز ہوتا

یقض بشہادتهما لان قضاء القاضی اول حجة وهذا علی قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ انکی گواہی کے موافق حکم دینا اس واسطے کہ حکم سے قاضی کا محبت ہے اور یہ حکم اذکے قول کے موافق ہے جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتا

حتى اذا صام اهل بلدة ثلثین یوما للرؤیة واهل بلدة اخرى تسعة وعشرین یوما للرؤیة ایضا

بیان ہے کہ اگر ایک شہر والوں نے چاند دیکھا کہ جس روزے رکھے اور ایک اور شہر والوں نے چاند ہی دیکھا کہ انہوں نے روزے رکھے

فعلی هذا علی من صام تسعة وعشرین یوما قضاء یوم والاشبهہ علی ما ذکرہ الربیع ان یعتبر لان

تو اس صورت میں جنہوں نے اسی روزے رکھے اور ان پر ایک مذہبی قضا ہے اور موافق بیان زبیدی کے بہتر ہے جو کہ اختلاف مطالع معتبر ہے اس لیے

کل قوم یخاطبون بما عندہم والدلیل علی اعتبارہ ماروی عن کریب انه قال قدمت الشام واستهل

کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہے جو ان کے پاس ہے دلیل اختلاف مطالع کے اعتبار کے کریب کی روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں شام میں وارد ہوا اور منجھو

علی شہر رمضان فرأیت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فی آخر الشهر فسئل عن عبد اللہ بن عباس

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو میں نے شب جمعہ کو چاند دیکھا پھر میں مدینہ شریف میں آخر

فقال متی رأیتوا الهلال فقلت رأیناہ ليلة الجمعة فقال نحن رأیناہ ليلة السبت فلانزال نصوصہ

تھے رمضان کا چاند کب دیکھا تھا میں نے کہا ہم نے چاند جمعہ کو دیکھا تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا میں نے ہفتے کی شب دیکھا سو ہم روزے رکھے جاویں گے

نکمل ثلثین اونزاه فقلت له افلا تکتفی برؤیة معاویة وصیامہ فقال لا ہکذا امرنا رسول اللہ علیہ السلام

کہ میں نے پورے سو جاؤں یا چاند نظر آجائے پھر میں نے کہا معاویہ کے دیکھنے اور روزہ رکھنے پر کہا نہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما ان حول الوقت وخروجہ

اور یہ ایسے ہے کہ آگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سے سبب اختلاف مسافت کے مختلف ہو جاتا ہے جیسے ایک وقت کا آنا اور نکلنا

یختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت فی المشرق لا یلزم منہ ان تزول فی المغرب بل کما تحرکت

اختلاف مسافت سے مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ آفتاب کو اگر شرق میں زوال ہووے تو لازم نہیں آتا کہ مغرب میں بھی زوال ہو جائے بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ

درجہ فذلک طلوع لقوم وغرب لآخرین ونصف لیل لبعض طلوع فی غیرہم وری ان ایاموسی

قطع کر گیا تو وہ ایک کے لیے طلوع ہے اور دوسرے کے واسطے غروب ہے اور یہی آدھی رات ہے اور دیکھو طلوع حویہ سے اور روایت ہے کہ ابو موسیٰ

الضرمی الفقیہ قدم الاسکندریة فبذل عن سعد المنارة فرأی الشمس بعد غروبہا فی البلد بزمان طویل

نابینا فقیہ اسکندریہ میں آئے اور ان سے کسی نے حال پوچھا کہ آدھے مینا پر چڑھ کر آفتاب کو دیکھا اور شہر میں بہت دیر پہلے غروب ہو چکا تو

یحمل له الافطار فقال لا یحمل له الافطار ویحمل لاهل البلدة لان کل احد یخاطب بما عندہ من رؤیة الهلال

کہا اسکو افطار کرنا درست ہے فقہ نے جواب دیا اہل اسکو افطار حلال نہیں ہے اور شہر والوں کو درست ہے اس لیے کہ ہر ایک کو وہی حکم ہے جو اسکے پاس ہے اور جب ہلال

الفطر وقت العصر فتن انقضاء مدة الصوم و افطر قال فی المحيط اختلفوا فی وجوب الكفارة و الاكثر
 فطر کا عصر کے وقت دیکھا ہے اس خیال سے کہ مدت روزے کی گزر گئی افطار کر ڈالنا محیط میں کہا ہے کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کے اختلاف ہے اکثر کفارہ
 علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بیوم او یومین یراد به اعتنا
 ہے کہ کفارہ واجب ہے اور بعض لوگوں کو یہ گمان ہے کہ روزے کی مخالفت رمضان ایک یا دو دن پہلے اس لیے ہے کہ

الاکل والشرب و اخذ النفوس شهواتها قبل ان تمنع منها بالصیام و هذا كله خطأ و جهل از قد ذکر ان
 کھانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سے متلذذ ہونا اس لیے کہ روزے کے سبب ممانعت ہو جائے غنیمت ہے یہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہیں اس لیے کہ ذکر

اصل ذلك متعلق من النصارى فانهم عند قرب صومهم یفعلون كذلك فیلزم التشبیه بهم و قد کان
 کرتے ہیں کہ اصل میں نصاریٰ سے لیا ہے کیونکہ نصاریٰ کے جب روزے سے نزدیک آتے تھے تو ایسا ہی کیا کرتے تھے پھر نصاریٰ سے تشبہ لازم آتی ہے اور

النهی عن الصوم فی ذلك الوقت لمنع التشبیه بالکافر فیمالنا منه بد و هو مذموم شرعا لقوله علیه السلام
 نہیں روزے کی اس وقت میں صوم کفار کی مشابہت کے سبب نہیں جس جگہ کہ ہمے مشابہت منع ہو سکتی ہے اور تشبہ شرعاً مذموم ہے واسطے ارشاد رسول علیہ

من تشبیه قوماً فهو منهم و ربما لا یقتصر بعضهم علی الشهوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن
 جو شخص مشابہ ہو کسی قوم سے پس وہ بھی میں سے ہے اور کبھی کبھی بعضا شخص شہوات مباحہ پر دھم نہیں کرتا بلکہ محرمات میں داخل ہو جاتا ہے جس کا

کان هذا حاله فالبهاؤ اعقل منه وله نصیب و افمن قوله تعالیٰ ولقد ذرانا لجهنم کثیراً من
 ایسا حال تو اس سے چالند ہو شیخار ہیں اس کا اس آیت میں بڑا حصہ ہے اور جسے پہلا رکھے ہیں دوزخ کے واسطے بہت

الجن والانس لهم قلوب لا یفقهون بها و لهم اعین لا یبصرون بها و لهم اذان لا یسمعون بها اولئك
 جن اور انسانی جنکو دل ہیں اس سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں ان سے سنتے نہیں وہ لوگ

کمالاً تعامر بل هم اضل و بعضہم لا یجتنب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیہ و یکرہ صیامہ و یشق
 جیسے چوپائے بلکہ ان سے زیادہ گنہگار ہیں اور بعض شخص گناہ کبیرہ سے سوا رمضان کبھی نہیں باز آتے سوا دیگر رمضان دہر ہو جاتا ہے اور روزے کی وجہ معلوم ہے

علی نفسه مفارقتها کما لو فاتھا بعد الايام واللیالی لیعود الی المعاصی و بعضہم لا یصل الا فی رمضان فیتثقل
 اور اس کے دل پر مفارقت کبائر کی دشوار ہوتی ہے جیسے فوت ہو گئے پہرے دن دن رات رات گنتا ہے تاکہ عاصی پر حاصل کرے اور بعض سوا رمضان کے نماز نہیں پڑھتا

رمضان لا یشتقی العبادات المشرفة فیہ من الصلوة والصیام و بعضہم لا یصبر علی المعاصی فی واقعہا
 رمضان اور پھر پاری ٹپ جاتا ہے سبب گرانی عبادات کے جو رمضان میں ہوتی ہیں نماز روزے اور بعض لوگوں کو نماز صوم نہیں ہوتا پھر وہ رمضان میں

فی رمضان و هذا هو الخسران المبین المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان
 بھی مبتلا رہتا ہے اور یہ ظاہر ٹوٹا ا دھانا سے ہے چھبیسویں مجلس رمضان کی فضیلت میں

ورعایة حقہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و فی
 اور اس کے حق کی رعایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں ایک

روایة ابواب الجنة و غلقت ابواب جهنم و صدقت الشیاطین هذا الحدیث من صحیح المصابیر و اے
 روایت میں جنت کے دروازے اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور سب شیطان قید ہو جاتے ہیں یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے

ابو ہریرة و هو ان حمل علی معناه الظاہر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان ما دام فی الدنیا لا یتیسر الی الصعود
 ابو ہریرہ کی روایت سے اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراویوں کی کچھ خوب بڑا فائدہ نہیں ہے اس لیے کہ انسان جب تک دنیا میں ہے تو اس کو آسمان پر چڑھنا نہیں

الی السماء ولا الدخول فی حدی الدارین فای فائدة فی فتح ابوابها الا ان یقال من مات من
 ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہو سکتا ہے پھر وہ ان دنوں کے اور بند ہونے سے کیا فائدہ ہو اگر وہ ان کبھی جو شخص صلیحاً ایمان والوں میں سے

ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہو سکتا ہے پھر وہ ان دنوں کے اور بند ہونے سے کیا فائدہ ہو اگر وہ ان کبھی جو شخص صلیحاً ایمان والوں میں سے

صلحاء اهل الايمان اذا فتحت ابواب الجنة ياتيه من روحها ونسيمها فوق ما كان ياتيه قبل الفتح و
مرحانہ ہے تو جب دروازے جنت کے کھلے ہوتے ہیں تو انکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہے نسبت انکے کہ دروازے کھلنے سے پہلے آتے تھے اور
من مات من عصا تهم اذا غلقت ابواب جهنم لا يصيبهم من حرها و يسمو ما كان يصيبهم من حرها
جو لوگ مر رہے ہوتے تو اگر دروازے دوزخ کے بند ہوتے ہیں تو انکو اور کسی گرمی اور لپٹ اور تپنی نہیں آتی تپنی گرمی

و سموها قبل التعلق وهو بعيد لانه انما ذكر للترغيب الناس فيما امر و ابه من صوم شهر رمضان و تحريم
اور لپٹ بند ہونے سے پہلے آتی تھی اور یہ معنی بے حد ہے کہ یہ مضمون میں واسطے آدھو کی ترفیق ہے اور انکو حکم ہوا ہے ماہ رمضان کے روزوں کا اور انکو حرم دلائی

عليه حتى يستعدوا لله و تصير ابواب الجنان كأنها فتحت لهم و ابواب النيران كأنها اغلقت عليهم فيلزم
تا کہ روز کی واسطے تیار ہو جائیں اور گویا جنت کے دروازے انکے لیے کھل گئے اور دوزخ کے دروازے گویا انکے اور بند ہو گئے اب کوئی تاویل

الرجوع الى التاويل بان يقال فتح ابواب السماء كناية عن تواتر نزول الرحمة و توالي صعود الطاعات لان الباطن
کرنی لازم ہے کہ یوں کہیں کہ کھلنا آسمان کے دروازوں کا اشارہ ہے بے حد رحمت کے آسکا اور بے حد بے عبادت کے چڑنے کا اس واسطے کہ جب دروازہ

فتح غير ماني داخله متابعا و يدخل ماني خارجه متواليا و يؤيد هذا التاويل ملجاء في رواية اخرى فتحت
کھلنا آسمان سے نوجوا کے اندر ہے فوراً کھل آتا ہے اور جو باہر ہوتا ہے وہ فوراً داخل ہو جاتا ہے اور اس تاویل کی تائید وہ ہے جو ایک اور روایت میں آیا ہے کہ

ابواب الرحمة و فتح ابواب الجنة كناية عن حصول ما يؤدي الى دخولها من انواع العبادات و تعلق
دروازے رحمت کے اور جنت کے دروازوں کا کھلنا اشارہ ہے ان امور کے حاصل ہونے کا جو جنت کے اندر پہنچانے کے لیے ہر قسم کی عبادت اور بند ہوتا

ابواب جهنم كناية عن انتفاء ما يؤدي الى دخولها من انواع السيئات لان الصائم يتنزه عن الكبائر
دوڑنے کے دروازوں کا اشارہ ہے دور ہونے اور ان امور کا جو دوزخ میں داخل کرتے ہیں یعنی ہر قسم کے گناہ اس واسطے کہ روزہ دار ایسے کہا کرتا ہے کہ گناہوں کو بچانے

التي من جملتها الاصدار على الصغائر فيغفر له بركة الصوم مسائر الذنوب كما جاء في الحديث الصلوات الخمس
جسے اندر اگر کوئی صیغہ گناہوں کی ہی داخل ہے سو روزہ کی برکت سے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ پانچ نمازیں

والجمعة الى الجمعة و رمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ان اجتمعت لكبائر و تصفد الشياطين
اور جمعہ اگلے جمعے تک اور رمضان اگلے رمضان تک بیچ کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اگر کبیر گناہوں سے بے ہیز کیے جاؤ اور قید ہونا شیاطین کا

يقتل ان يكون المراد به ما هو الظاهر من كون الشياطين مقيدة تعظيما للشهر و علامة ذلك ان اكثر المنهكين
اقبال ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جسے ظاہر ہوں کہ شیاطین واسطے تعظیم اس مہینے کے قید ہو جاتے ہیں اسکی نشانی یہ ہے کہ اکثر لوگ گناہ نہیں کرتے ہوتے

في الطغيان يجتنبون المعاصي والاوتار بعد حرصها و يشرعون في اقامة الصلوة بعد ما كانوا
گناہوں اور بدی سے بچنے لگتے ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی حرص ہوتی ہے اور نماز چاہنی شروع کرتے ہیں باوجودیکہ نماز میں

يتها و تون بها و يقبلون على استماع النصيحة و تلاوة القرآن و اما ما يرى من بعض الفسقة انهم لا يمتنعون
کمال سستی کرتے ہے اور وعظ نصیحت سے برا اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہو جاتے ہیں اور یہ جو فاسق معلوم ہوتے ہیں کہ انے فق سے ذہ باز

عن فسقهم بل ان تركوا نوعا منه يا تون نوعا اخر فذلك من اثر ما بقي في نفوسهم الخبيثة من تسويلات
ہیں آتے بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتے ہیں تو دوسری قسم کرنی شروع کرتے ہیں سو یہ اگر اس جاغت کا ہے جو انکے دلوں میں سوئے شیطان باقی رہا

الشياطين و قال بعض العلماء لفظ الشياطين وان كان عاما لان المراد به من ساوهم في قبيح ما جاز في
اور بعض علماء کہتے ہیں لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہے پر مراد اس سے شیطانوں کی گرد گھٹال ہیں اسکی تائید ہے وہ جو اس حدیث کے بعض

طرق هذا الحديث و سلسلت مرادة الشياطين فيقع الفساد بتسويلات غيرهم من شياطين الانس و الجن
روایت میں واقع ہوا ہے کہ اور قید ہو جاتے ہیں سرکش شیطان پر فساد اور انکے دوسرے سے جو شیاطین جن اور انسان کے ہیں واقع ہوتا ہے

وقبل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمين عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل تشتغل الناس بالصوم
 اور کہتے ہیں کہ یہ مجاز ہے اصل روزہ داروں کے دل شیطان کی وسوسہ قبول کرنے سے باز رہتے ہیں اسلئے کہ جب رمضان آتا ہے تو آدمی روزہ میں مشغول ہو جاتا ہے
 فتكسر قوتها والحيوانية التي هي مهد الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسوق والنجوس تدبث قوتها
 سوا ذلک قوت حیوانی ضعیف ہو جاتی ہے جو باعث شہوت اور غصہ کے ہو کر ہر قسم کی فسق اور نجور کی طرف لیجاتے تھے اور انکی قوت عقلی
 العقلية داعية الى الطاعة انامية عن المنكرات فتجملهم مقبلين على وظائف العبادات معرضين عن
 پیدا ہو کر طاعات کی طرف بلاتی ہے اور منکرات سے منع کرتی ہے پھر انکو روزہ کی مقررہ عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سے
 اصناف المنكرات فيصيرون كأنهم فتمت لهم ابواب الجنان وغلقت عليهم ابواب النيران ولم يبق
 بجز اسکو رہی ہے۔ پر وہ ایسے ہو جاتے ہیں گویا انکے لیے بہشت کے دروازے کھل گئے اور دوزخ کے دروازے اونپر بند ہو گئے اور
 عليهم للشيطان سلطان في عن أبي هريرة انه عليه السلام قال اذا كان اول ليلة من شهر رمضان
 اون پر شیطان کا اصلا تسلط و غلبہ پاتی رہا اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے
 صفحت الشياطين ومرتة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم يغلق
 تو شیاطین اور مرگش جن قید ہو جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو کر کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور دروازے بہشت کھل جاتے ہیں سو
 منها باب فينادي مناد يا باغي الخير اقبل ويا باغي النار واذك في
 اون میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا پھر منادی پکارتا ہے اور طالب خیر کے اور آؤ اور آؤ افسوس کے لئے شر کے پس کر اور رمضان اللہ کی آڑ کو آگ سے بہت ہی اور بہت
 كل ليلة ومغى هذا الحديث علم من تأويل الحديث السابق لكن هنا زيادة لا بد من بيان معنى تلك
 ہر شب میں ہوتی ہے اور اس حدیث کے مغی پہلی حدیث کی تاویل سے معلوم ہوئے لیکن اس میں کچھ لفظ زیادہ ہیں انکے معنی کا بیان کرنا بھی ضرور چاہیے
 الزيادة وهوان مناد يا نادى في ليالي رمضان يقول يا طالب الخير تعال اطلب الثواب فانك تعطى
 وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کے راتوں میں پکارتا ہے یہ کہتا ہے اے خیر کے طالب یہاں آؤ اب لے یہ ایسا وقت شریف ہے
 ثوابا كثيرا بعلم قليل لشرف الوقت يا طالب الشر اترك الشرفان عذاب المعصية فيه اكثر وتب الله تعالى
 کہ ہنوز بے کار بہت ہی بڑا ثواب عطا ہو گا اور اے شر کے طالب بریے باز آؤ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر
 فانه تعالى يعق كثيرا من عبادة الصائمين من النار ويغفر ذنوبهم الماضية لحرمه الشهر كما جاء في
 کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بہت بڑے روزہ داروں سے آزاد کرنا ہے اور انکے پچھلے گناہ اس مہینے کی برکت سے معاف کرنا ہے چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے
 حديث اخر من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعنى ان من صامه مصداقا
 جس نے رمضان کے روزہ اسلئے ایمان اور ثواب کے رکھے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوئے مراد یہ ہے کہ جب رمضان کے روزہ اسکی حقیقت
 بحقيقته و فرضيته وطالب بالرضاء الله تعالى و ثوابه لا خوف من الناس واستجاب منهم يغفر له ذنوبه
 اور فرضیت تصدیق کر کہ اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنے کو رکھے نہ کسی شخص کے خوف سے اور نہ کسی کی حیالاج سے تو اس کے تمام پچھلے گناہ
 المقدمه وذلك النداء يكون في كل ليلة من ليالي رمضان وروى عن ابى امامة الباهلي انه عليه السلام
 معاف ہو گئے اور یہ نماز رمضان کی راتوں میں سے ہر رات کو ہوتی ہے اور ابوالامام الباہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض وروى حديث اخر
 جس نے ایک روزہ اسلئے خدا کے سبب رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اس شخص کے بیچ میں ایسی چوڑی خندق کر دیا جیسے چ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث میں
 رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله تعالى وجهه من الناس
 ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے روزہ ایک دن کا اسلئے اللہ کے رکھا تو اللہ اس کے چہرہ کو آگ سے شرمس کی راہ پر لے دے گا

سبعین خزیفا یعنی از من صام یوما فی سبیل اللہ و رضائہ ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار غیر عن التنجیة
 مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطے اللہ کے اوسکی رضائے کے لیے رکھا اور اللہ تعالیٰ اُس سے سزا بخشے گا اور جو بطور تمثیل کے
 بطریق التمثیل لیکن ابلغ کان من کان بعیدا عن شئ یهدی المقدار لایصل الیہ البتہ والمال دبا لیس
 بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہوئے اس واسطے کہ جو شخص ایک چیز سے استغناء اور مسافرت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پونجیگی اور خزیفہ سولہ
 السنۃ ذکر الجزوار یدالکل و انسا عن عذابہ دون غیرہ من الفصول لکونہ وقت بلوغ الثمار و حصول
 سال بے جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو جوڑ کر خزیفہ کے ساتھ اس واسطے بیان کیا کہ اس وقت میں پہلی بکتے ہیں اور عیش
 سعة العیش روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال کل ابن آدم یصاعف الحسنۃ بختا مثاکھا الی
 قرآن ہوتا ہے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بنی آدم کے حنات دس گونہ ٹہکتے ہیں اور اس سے
 سبعائتہ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
 سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ کے سوا کیونکہ روزہ میرا ہے ہے میں ہی اوس کا بدلہ ہوں کیونکہ اپنی شہوت کھانا پینا میرے لیے ترک کرتا ہے
 یعنی ان کل طاعة و خیرا ذالو لیکن ریاء و نفاقا فقل ما یعطی لصاحبہ من الاجر عشرۃ لقلوہ تعالیٰ من
 مراد یہ ہے کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کے ہو تو کم سے کم اس کا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہو گا اس آیت کی سند سے جو
 جاء بالحسنۃ فله عشر امثالہا وقد یزاد الی سبعائتہ و اکثر لقلوہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالہم
 لاوسے پہلائی اوس کے واسطے ہے اوس سے دس گونہ اور کبھی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑھ جاتی ہے اس سند سے مثال اوسکی جو خرچ کرنے میں اپنے مال
 فی سبیل اللہ کسبل جتہ انبت سبع سنابل فی کل سنبلة ثابۃ حبتہ واللہ یعرف لمن ایشاء واما
 اللہ کی راہ میں جسے ایک دانہ اوس سے اوسکے سات خوشے ہر خوشے میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے جا ہے
 الصوم فتوابہ بغیر حساب لانہ لا یتادی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالیٰ انما یؤتی الصبر و ان اجرہم
 اور روزہ کے ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں کیونکہ روزہ بدون صبر کے پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صبر کرنا اوس کو کسے ملتا ہے اور کجا اجر
 بغیر حساب ثواب الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کوجودہ فی غیرہ
 بے گنت ہے صبر اگرچہ سوا روزہ کے اور عبادات میں بھی ہوتا ہے لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہے جو اور عبادات میں ہوتا ہے
 لانہ ثلثۃ انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ و صبر علی محارم اللہ تعالیٰ و صبر علی الالام و الشدائد و کما
 کیونکہ صبر میں طرح پر ہے ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کے محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں
 یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات و صبر علی ما حرم علیہ من الشهوات
 ان تینوں قسم کا صبر موجود ہے اس واسطے کہ روزہ میں صبر ہے ان طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہیں اور ان شہوات پر صبر ہے جو اور صبر حرام ہیں
 و صبر علی ما یصیبہ من الجوع و حرارۃ العطش و ضعف البدن لان الصائم یعرض یدنہ النحول و النقصان
 اور اس الم پر صبر ہے جو بھوک گنتی ہے اور پیاس کی گرمی ہوتی ہے اور بدن ناتوان ہوتا ہے کیونکہ روزہ دار کا بدن دبا اور کم زور ہو جاتا ہے
 و المفضی الی الہلالک طلبا لرضاء اللہ تعالیٰ اشیر الیہ حیث قبل یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
 اور واسطے طلب گاری مرضی الہی کی طاقت میں بڑھتا ہے اسہی کی طن انشاء ہے جو نہ کور ہے کہ اپنی شہوت اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہے
 و ایضا ان الصائم یسبب منع نفسه عن الاکل و الشرب و الجماع یصیر متخلقا باخلاق اللہ تعالیٰ لکونہ تعالیٰ
 اور یہ بھی ہے کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانے اور پینے اور جماع سے روک کر خود غیر صفات الہی کا ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
 منزہا عن ہذا الاشیاء فلما کان فی الصوم ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ و تولی جزاؤہ بنفسہ
 ان سبب ہر سے بیک و سمان ہے اور جو نہ روزہ میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنی ذات پاک سے خاص کیا اور روزہ کو ثواب کا مالک بنا دیا

ولم یكف الی غیره فاعطی الصائم من عنده اجر الیس له حد ولا عد و قبل ان الصوم یسریه و بین العبد
 ذم دار ہو کسی اور پر حوالہ کیا پھر روزہ دار کو اپنی درگاہ سے انما اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور نبی یہ کہتے ہیں کہ روزہ اکیڑواں نبی کے
 یفعله خالصا لوجه و طالب الرضائه لا یطلع علیہ غیره لکونه نیتہ و امساک حتمی ان الحفظہ
 بیچ میں اور کو خالص اسے اللہ کے اور واسطے اور کسی رضائے کی اور کراہت کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہے بیان کہ کہتے ہیں کہ
 لا یطلع علیہ ولا لکتبہ بخلاف سائر الطاعات فانہا یطلع علیہ غیره تعالیٰ فلما کان هو العالم بہ دون
 کرام کا تبین کو یہی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اسکو کہتے ہیں بخلاف اور عبادت کے کیونکہ اور عبادت کو اور یہی سوا اللہ تعالیٰ کے جان جاتے ہیں اور جو کچھ روزہ کی غیر
 غیرہ خصہ بذاتہ و تولی جزاء بنفسہ ولم یؤکله الی غیرہ کا نہ تعالیٰ قال الصوم لی ولا یطلع علیہ
 سوا اللہ تعالیٰ کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار جو اللہ تعالیٰ سے ارشاد فرمایا روزہ کی وجہ سے جو میرے کوئی اور واسطے نہیں ہے
 غیرہ و انا تولی الجزاء علیہ ولا اکلہ الی غیرہ والکری اذا اخبر انہ یقول الجزاء بنفسہ یقتضیان یكون
 ثواب میں ہے اس کے ثواب کا ذمہ دار ہوں اور یہ حال نہیں کرتا اور سخی جب یہ کہے کہ میں آپ اس کے عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہے کہ وہ
 ذلك الجزاء فی غایة العظمة و نہایة الکثرة بحیث یكون له احصاء و احساب و رسمی عن ابی ہریرة انہ
 عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نگشتی میں آوے اور نہ حساب میں اور ابوبکر سے روایت ہے
 قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه یعنی ان الصائم لو لم یسرم مرتین علی ان الفرحة
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کو پختہ ہونے پر اور دوسری خوشی روزہ کو پختہ ہونے پر اور دوسری خوشی روزہ کو پختہ ہونے پر اور دوسری خوشی روزہ کو پختہ ہونے پر
 مرة من الفرح وهو السرور اما سرورة عند لقاء ربه فیما یجدہ من ثواب الصوم مدخر عند اللہ تعالیٰ
 فرح سے مشتق ہوا ہے اور سرور کہتے ہیں اور سرور پر درد گار کی ملاقات پر اسباب کا ہے کہ ثواب روزہ کا دفعہ جمع کیا ہوا اللہ تعالیٰ کے پاس ہوگا
 فان من ترک طعامه و شرابه و شہوته للہ تعالیٰ یعوضہ اللہ تعالیٰ خیرا من ذلك كما قال اللہ تعالیٰ
 اس لیے کہ جسے اپنا کھانا اور پینا اور شہوت خدا کے واسطے چھوڑے تو خدا تعالیٰ اسکا عوض اس سے بہتر عطا کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 و ما تقدّموا لانیفسیکم من خیر تجدوه عند اللہ هو خیرا و اعظم اجرا و قال النبی علیہ السلام لرجل
 اور جو آپ کے لیے اپنے واسطے کوئی نیکی ہو اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو
 انک لن تدع شیا تقاء للہ لا اتاک اللہ خیرا منه و رسمی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة ما ثدہ
 تو بہتر نہیں ترک کرے گا کوئی گناہ خدا کے خون سے مگر عطا کرے گا تجھ کو اللہ تعالیٰ بہتر اس سے اور روایت ہے کہ روزہ دار کو دیکھنے واسطے قیامت کے دن دسترخوان
 تحت العرش یا کلون علیہا و الناس فی الحساب فیقول الناس لہو کلا یا کلون و نحن فی الحساب یقال انہم کانوا
 رکھتے تھے چٹا جاویگا اور سب سے پہلے کھائے اور اور لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہو گئے وہ لوگ دیکھ کر یہ کہیں گے کہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہم حساب میں ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کھا ہے وہ لوگ یہ لوگ
 یصومون و انتم تظفرون و فی الصحیحین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال لہ ریان لا یدخل منه
 روزہ رکھتے تھے اور تم روزہ خور تھے اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہے اس دروازے سے
 الا الصائمون والمراد بالصائمین هو الذین یکترون الصوم فانہم عملوا التعب لطلب العیش خصوصاً فیہ الری و الامان
 صرف روزہ اڑی داخل ہوتے اور روزہ داروں نے مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ بہت رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے جو سوک پیاس کی شدت اٹھائی تو ایسے روزہ اڑنے والے ہوں گے
 من العیش قبل تمکنہم من الجنة و اما سرورة عند افطارہ فیما یتناولہ من الطعام و الشراب و الجماع لان النفس
 کہ جس میں نماز کی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہو اور افطار کے وقت سرد پانی پینا کہ کھانا پینا جماع سب حاصل ہوگا کیونکہ آدمی کا یہی
 مجبولة علی المیل الی ما یلائمہا من الطعام و المشرب و المنکر فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن
 بطور عادت کے اپنی مناسبات کھانے پینے جماع وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب اسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کر دوسرے وقت میں

لها في وقت آخر يفرح بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وتقاضيتها
 زهير وودود بخور خوش ہوتا ہے خاص کر جب ادسکو اور ہریت حاجت ہوگی کیونکہ پیوگ لگی ہوئی ہے پیاس کا زور ہوتا ہے دلم
 ياخذ حاجتها يشعر بها اما روى عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا افطر يقول ذهب الظما وابتلت
 اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہے ابن عمر کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنی علیہ السلام افطار کے وقت فریاد کرتے تھے پیاس کھینگی اور رنگین تان پھینگی
 العروق وتببت الاجران مشاء الله تعالى فان الله تعالى وان حرم على الصائم في نهاء صيامه ان يتناول هذه
 اور ثواب ثابت ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ روزہ دار پر روزے کی ذمہ داری نہیں پہنچا کر دیا ہے کہ ان شہوات کو عمل میں لادے
 الشهوات لكن اذن له ان يتناولها في الليل بل اجزئته تجل الفطر في اول الليل في تأخير السحور الى اخر الليل لما
 لیکن ادسکو اجازت ہے کہ رات کے وقت عمل میں لادے بلکہ رات کے آتے ہی جلدیے افطار کرنا اور سحر تاخیر کر کے آخر شب میں کھانی سحر سے
 روى عن ابى ذر انه عليه السلام قال لا تنال امتي بخير ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروى ان الله تعالى وملائكته يصلون
 اللہ کی روایت سے کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا میری امت ہمیشہ پہلانی پر رہے گی جب تک سحر کھانی میں تاخیر اور افطار کرنے میں جلدی کریں اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے
 على السحور بزوان احب عبادة اليه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم يترك شهواته بالنهار تقرى الى الله تعالى طاعته له و
 سحر کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور بڑے محبوب بن جنت اللہ کے وہ ہیں جو جلدی افطار کرتے ہیں حاصل یہ ہے کہ روزہ دار اپنی شہوات دن کے وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کے لیے
 يتناولها في الليل تقرى الى الله تعالى فلا يترك لها الا بامرة ولا يعود اليها الا بامرة فهو مطيع في الحالين فان
 ترک کرتا ہے اور رات کے وقت اپنی شہوات کو دست بردار کر کے عمل میں لاتا ہے سو اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے ترک کرتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اختیار کرتا ہر شے دو دنوں میں اللہ تعالیٰ کو قربت کے لیے
 المؤمن الصائم لما علم ان رضى مولاة في ترك شهواته قدم رضى مولاة على هواه فصارت له في ترك شهواته لله تعالى
 مومن روزہ دار نے جب دیکھا کہ خوشنودی کی پیروی کی شہوات کے ترک کرنا نہیں ہے تو خوشنودی اپنے صاحب کی اپنی بل بوتے پر مقدم کر کے اللہ تعالیٰ کی شہوات ترک کرنے میں
 اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهة تناولها عندة وخلوته اشد من كراهته لا لاصحاب لعل بكراهته مولاة لفظ
 زیادہ لذت ہو نسبت لذت شہوات پر تہنی کے بلکہ ادسکو شہوات کا عمل کرنا خلوت میں زیادہ ترک و معوم ہو گا بل نسبت تکلیف جو کھانی کی کیونکہ کھانا ہر روز کھانا ہے صاحب کو اللہ تعالیٰ سے
 فيكون لذته فيما يرضى مولاة وان كان مخالفا لخواه ويكون المصروف فيما يكره مولاة وان كان
 پہر ادسکو لذت اس بات میں ہوگی جس میں اس کا مخالفت ہو اگرچہ وہ بات اس کے خواہش کے برخلاف ہو اور ادسکو رنج و تکلیف اس بات میں ہوگی جس کو اس کو مولیٰ پسند کرے اگرچہ وہ
 موافقا لخواه فاذا كان هذا في حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع
 اور اس کے مطلب کی ہو جب مومن کا یہ حال اور محرمات میں ہے جو روزہ کے سبب سے ممنوع ہیں جیسے کھانا پینا اور جماع
 فينبغي ان يتكدر ذلك فيما حرم على الاطلاق كالنساء والخبز واخذ موال للناس بغير حق وكسر اعراضهم فان كل ذلك مما يستخط
 تو لائق ہے کہ یہ حالت زیادہ زبردستی سے اور امور میں جو مطلقاً حرام ہیں جیسے رونا اور شراب خوری اور کسی کا مال ناحق لینا اور کسی کی نئے ابروئی کرنی کیونکہ یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ سے
 الله تعالى في كل حين مكان فاذا كان ايسان المرء كاملا يكره ذلك كله اشد من كراهته لا لاصحاب لعل
 کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر وقت اور ہر جگہ ہر حال میں ہوتا ہے جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے تو ان سب کو چوت کھانے کی تکلیف سے بدرجہا ہوتا ہے پھر
 المؤمن في حال صومه لما علم ان له ربا يطلع عليه في خلوته وقد حرم عليه ان يتناول شهواته التي تجل
 مومن روزہ دار میں روزہ میں چونکہ یہ حال جانتا ہے کہ بڑا رب میرے حال سے خلوت میں ہی خبردار ہو اور سچا اور تمام شہوات کا عمل کرنا جگہ جگہ طرف اللہ تعالیٰ سے
 على الميل اليها طاع به وامتثل امره واجتنب نهيه خوفا من عقابه وميلا الى ثوابه ولهذا كان نوصه
 حرام کر دیا ہے تو یہ اپنے رب کی فرمائش اور اس کی کتاب ہے اور اس کے عذاب کی خوف سے اور ثواب کی رغبت سے حکم پر عمل کرتا ہے اور اپنی سے بچتا ہے اچھے روزہ دار غلط روزہ دار
 عبادة كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائما
 عبادت کی جگہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہے ابو العالیہ کہتا ہے روزہ دار جب تک کسی کی غیبت کرے عبادت نہیں ہے اگرچہ اپنے بچو نے پر

علی فرشته فعلی هذا یكون فی لیلہ و نہارہ علی عبادۃ و ساری عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال تخلوف
 سوتا جو اس قول کے موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی میں ہوتا ہے اور البہرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ
 فوالصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یعنی ان الخلوف و هو بضع الخاء من الرائحة حاصلہ فی
 روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے پسندیدہ تر ہے مراد یہ ہے کہ خلوف خالی پیش سے اس بو کو کہتے ہیں جو
 فوالصائم من تصاعدا لا بخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستکرة
 روزہ دار کے منہ میں معدہ میں سے بخارات چڑھ کر پیدا ہو جاتی ہے جب معدہ کھانے پینے سے خالی ہوتا ہے اگرچہ وہ بو آدمیوں کو ناپسند ہو
 لکنہا عند اللہ احب من ریح المسک حیث كانت ناشئة عن طاعة اللہ تعالیٰ فلذلك ذہب الشافعی اے
 پر اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پیدا ہونے والی اس بو اسے امام شافعی کے مذہب میں
 استجابا استدامتها و کراہتہ اذ التہا بالسواک بخلاف الخلوف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم
 اس بو کا باقی رکھا ستمب سے اور سوک سے اس کا دور کرنا مکروہ ہے برخلاف اس بو کے جو فاقہ میں ہون روزہ کے پیدا ہوجا سواستے کہ اس کا
 ازالۃ بالسواک فان من عبد اللہ تعالیٰ و اطاعہ و طلب ضاۃ فنتشأ من ذلک العمل اثار مستکرة النفوس
 دور کرنا سوک سے لازم ہوتا ہے بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اطاعت بجالا دے اور اسکی رضامندی طلب کرے اس میں اگر کچھ آثار آدمیوں کے خلوف طبع
 فتلک الآثار غیر مستکرة عند اللہ تعالیٰ بل ہی محبوبہ طیبہ عندہ و یجعلہا فی الآخرۃ اطیب من
 ناپسند پیدا ہوجا وین تو وہ آثار اللہ تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان محبوب اور پاکیزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان آثار کو آخر میں مشک سے زیادہ تر
 سیر المسک فان الصوم لکونہ سیرا بین العبد و ربہ فی الدنیا ینظر اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ و یکون علانیۃ
 پاکیزہ کر دینا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کے دنیا میں پیدا ہوتا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ظاہر کرے گا پھر سب پر ظاہر ہوجا لگا اور
 و یشتہر اهل الصیام بذلک بین الناس لساوی عن انس مرفوعا ان الصائمین یخرجون من قبورہم لیرفون بریح
 روزہ دار اس سے تمام حلقہ میں مشہور ہوجا ویکے چنانچہ انس سے مرفوعاً و ایت ہو کہ روزہ دار جب اپنی قبر میں سے اٹھیں گے تو منہ کی خوشبو سے بچانے جاویں گے
 افواہہم فان سیرا قواہم اطیب من سیر المسک والحاصل نہ علیہ السلام لسا اراد ان یمین فضل الصیام
 کیونکہ ان کے منہ کی خوشبو سے زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارادہ کیا کہ روزے کی فضیلت
 و درجۃ الصائم شہ ما یتکرم منہ فی الطبائع البشریۃ من الرائحة یا طیب یا یرام و یطلب و یتنشق من
 اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیوں کی طبیعت کو ناپسند ہے یعنی منہ کی بد بو اور اس پاکیزہ تر خوشبو سے تشبیہی جو نفس اور مطلوب ہوتی زیادہ
 الرائحة و المقصود من هذا التشبیہ الثناء علی الصائم و تطیب قلبہ لئلا یمتنع عن المواظبۃ علی الصوم
 سونگھی جاتی ہے اور غرض اس تشبیہ سے روزہ دار کی ثنا اور اس کا دل خوش کرنا ہے تاکہ روزہ کی مدد سے جس منہ میں بو پیدا ہوتی ہو پھر
 الجالب للخلوف و حیث فضل ما یتکرم منہ علی الطیب ما یتلذذ من جنس الطیب لیقاس علیہما فوقہ من الآثار
 اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوتی جس سے لذت حاصل ہوتی ہو تو اب عمدہ آثار کو اس پر قیاس کر لینا باوجودیکہ افطار کے وقت
 مع ان لہ عند الافطار دعویۃ مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعویۃ مستجابۃ لکن
 روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہے
 بشرط ان یکون افطارہ علی حلال فان من صام عما حله اللہ تعالیٰ و افطر علی ما حرمہ اللہ تعالیٰ لا یتجاب
 پر اس شرط سے کہ افطار حلال چیز سے ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزوں سے بند ہو کر روزہ رکھے اور حرام چیزیں افطار کرے تو اسکی دعا قبول نہیں ہوتی
 دعویۃ ولا یقبل صومہ لساوی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال من لم یدع قول الزور و العمل بہ فلیس للہ
 اور نہ روزہ قبول ہوتا ہے اسواستے کہ البہرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جو کذب بولے اور اسکی دعا قبول نہیں ہوتی

حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه یعنی ان من لم یترك الكذب والعمل بمقتضاہ لا یقبل الله تعالى
کیا پروا ہے اسکی کہ وہ اپنا کھانا اور پینا ترک کرے مراد یہ ہے جو شخص جوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول نہیں کرتا
صومه ولا ینظر الیہ لانه امسك عما یحرمه فی غیر حال الصوم ولم یسك عما لا یحل له فی جمیع الاحوال
اور نہ اسکی طرف توجہ کرے اس لیے کہ جو چیزیں اسکو بد و ن روز کیے مباح ہیں و سنتے تو باز رہا اور جو چیزیں اسکو ہیکہ حرام ہیں اسے باز نہ آیا
لان المقصود من الصوم لیس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما یتبعه من كسرة الشهوة وقهر
کیونکہ روزے مقصود صرف بھوک پیاس نہیں ہے بلکہ روزے مقصود وہ ہے جو اس کے بعد حاصل ہوتے ہیں شہوت کا توڑنا نفس ارہ کا مغلوب
النفس الامارة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلك فای فائدة فی ترك الطعام والشراب فعلی هذا
کہ تا جب انہیں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا تو بھوک کھانا پینا ترک کرنے سے کیا فائدہ ہے اس تقریر کے موافق
یکون نفی الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبیل نفی السبب و ارادة المسبب فی حدیث اخر انه عم
ما جبت کی نفی سے مقبول ہونا روزے کا مراد ہے جیسے سبب کی نفی کر کے سبب کی نفی مراد لیتے ہیں اور حدیث میں کہ پیوستہ اللہ علیہ وسلم نے
قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا یرفث ولا یصخب فان ساءه احد اوقاته فلیقل
فرمایا روزہ آدمی کے لیے جہنم کی گمانی ہے جب کوئی تم میں سے کسی روزہ دار ہو تو نمش نہ کیے اور نہ جلاوے پہر اگر اسکو کوئی گالی دے یا لڑائی کرے تو لازم ہے کہ کہے
انی امرء صائم یعنی ان الصوم جنة وهي بضم الجیم والترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم لیتقرب
میں تو روزہ دار ہون مراد یہ ہے کہ روزہ جنت سے اور جہنم سے پیش ت ڈال کو کہے ہیں اور روزہ کو ایسے ڈھال ٹھیکر ہے کہ روزہ دار کو سبب کثرت ثواب کے
عن النار لکثرة ثوابه ویحفظ به عن المعاصی و وسوسة الشیطان لانه یطبق مجاری الدم التي هی
آگ سے بچا لیتا ہے اور روزہ دار روزے کے سبب گناہوں اور شیطان کی وسوسے سے بچ جاتا ہے اس واسطے کہ مسامت خون کے جو شیطان کا راستہ ہوتا ہے
مجاری الشیطان فان الشیطان یجری من ادم مجری الدم فتکسر الشهوة ویسکن الغضب لکن ینبغی
نہ ہو جاتے ہیں کیونکہ شیطان ابن آدم کے اندر خون کی مثال بہتا ہے اس واسطے شہوت صغیر ہو جاتی ہے اور غصہ بجم جاتا ہے لیکن
ان یعلم ان الجنة کما لا یکمل الا بقاءها الا اذا كانت محكمة من غیر اختلال کذا الصوم لا یتحقق به
سمجھنی کی بات ہے کہ ڈھال سے جیسے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ پوری اور مضبوط اور نئے نکل نہ ہو ایسے ہی روزہ سے ادھ حاصل نہیں ہو سکتی
التسلسل الا علی حسب کونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فیہ شیء من الخلل ینتقص بمقداره
جب تک کہ وہ خطا اور خلل سے ممان محفوظ نہ ہو اگر اس میں کچھ خلل ہو گا تو اتنا ہی ثواب عمل کا کتر ہو جاوے گا
ثواب العمل ولهذا قال النبی علیہ السلام فی هذا الحدیث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا یرفث ولا یصخب
اس ہی لیے نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ فرمایا اگر تم میں سے کوئی کسی روزہ دار ہو تو نمش نہ کیے اور نہ جلاوے
والرفث الفحش من القول وما یضاهیه من التصریح مما یجیب ان ینبغی عنہ عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث کے معنی بیہودہ باتیں گالی گھوڑ وغیرہ اور جو اس کے مانند ہونے جماع کے لفظوں میں صاف کہنا اور اس لفظ کا عموماً کہا جاوے اور صخب خا
للجماعة الصیاح والمخومة والمعنی ان الصائم عند الخصومة ینبغی علیہ ان لا یتکلم بالفحش ولا یرفع
لفظ دار سے چیخنا جلاتا اور جگڑا کرنا اور مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو لازم ہے کہ تکرار کے وقت کلام بیہودہ نمش نہ کیے اور نہ بیہودہ بجا کرے
صوته بالهذیان بل یلزمه ان ینبغی عن مسکاة عن جمیع المناهی لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلکہ اسکو لازم ہے کہ تمام مناہی سے بند رہے نہ صرف کھانے اور پینے سے پہر اگر کوئی اسکو گالی دے
احد فلیقل بلسانه صیانة لصیامه ویسمع شاتمہ انی صائم ویجعل هذا القول جوابا له وقیل یقول
ترجیح ہے کہ واسطے حفاظت روزہ کے اپنے زبانے گالی دینے والی کو نہ کہ میں روزہ دار ہوں اور اسکی گالی کا یہی جواب سمجھے اور لے کہتے ہیں

ذلك بقلبه بان يتفكر في كونه صائما ليرتد عن نفسه عن سئ القول ويقوى على كظم الغيظ ولا يكافيه
 كانه دل به من كمن اسطره كخيال كرس كبرين روزه دارهون تاكه اوس كالفن سخن بيوده سے باز رہے اور غصہ كوني چوكا اور گالي كے بے گال كے
 على شتمه لئلا يخط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كمن صائم وليس من صيامه
 تاكه روزه كا ثواب سوطت هوجاوه پهرادون لوكون بين هوجاويگا جنكے حق مين بن عليه السلام نے زيادے بہت لوگ ایسے روزه دار بن كے ذكر روزه مين سے
 الا الظأ وكمن قائم ليس من صيامه الا السهران التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب
 صرف پياس ہی سے بہت رات كی ایسے نماز سے بن كے اور كو رات كی نماز مين سے صرف بيدار ہی ہے كيونكه خدا كی قربت مباحات كے ترك سے پوری نہیں ہوتی
 اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فليمثل امره فيما
 جبك محرمات كو چھوڑ كر قربت حاصل كرسے كيونكه جو شخص روزه كے دن كہانا پینا چھوڑ كر خدا كا حكم بجالا يا تو اوس كو چاہی كہ محرمات مين بھی
 يجره عليه في كل وقت ولا يجعل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيما حرم عليه قبل وفاته يعاقب في الآخرة
 جو اوس پر انہی حرام مين اور كسی حالت مين حلال نہیں ہون كے اوس كا حكم انے سوجو كوني جلدی كر كر محرمات كو زندگی مين بہتے گا تو آخرت مين يعقاب ہوكا كے اوس شخص سے
 بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في الآخرة ومن لبس
 محرم رہے گا اس دعوے كا شاہد ہ حدیث ہے جس نے دنیا مين شراب پے آخرت مين نہیں پیوسے گا اور جس نے دنیا مين
 الخمر في الدنيا لم يشربها في الآخرة فاقوا الله يا عباد الله في اقامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا
 حریر پہنا آخرت مين نہیں پہنے گا سوائے بندگان الہی اللہ سے ڈرے اور اوس كے حدود كو قائم رھو كيونكه كثر بني آدم اس زمانه مين

الزمان عيشي على العوائد الشائعة بين الانام لا على ما يقتضيه الايمان المجلس السابع والعشرون

اوس راہ ورسم برطبقے بن جو عقلت مين مشهور اور استعمال مين اوس پر نہیں چلتے جو ايمان كے لائق ہے ستائيوين مجلس مين

في بيان كيفية النية يستدعيه الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
 بان نيت كى كقيت كا مطابق اسلام كے رسول اللہ صلي اللہ عليه وسلم نے فرمایا جس نے
 صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما
 رمضان كے روزے واسطے ايمان اور ثواب كے ركھے اوسكى خطا مين معاف ہونگی كذرى ہو مين اور جس نے رمضان مين واسطے ايمان اور ثواب كے شہيدوار كى اوسكى
 تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحاح المصايب رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اخص
 خطا مين كذرى ہو مين معاف ہونگی ہ حدیث معاصج كى صحيح حدیثون مين سے ابو هريرة كى روایت سے اس حدیث مين ایسے دو قسم كى عبادة ذكر كے
 كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالي فلا بد من معرفتهما اما الصوفى في
 كہ دو نو كو ماہ رمضان سے خصوصيت سے ايكنكى روزى اور دوسرى راتون كا جاگنا ابونونو كى معرفت ضرور ہے پس صوم لغت مين
 اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من
 مطلق اسماك ليغى روك كو كته مين اور شرع مين كته مين اسماك كو مفطرات مقررى سے ليغى كہانے اور پنے اور جماع سے
 الصبح الغروب الشمس مع النية وهو ثلاثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فهو رمضان اداء وقضاء
 فجر سے ليكر آفتاب كے ڈوبنے تك نيت كے ساتھ اور روزيكى مين قسم مين فرض اور واجب اور نفل حامين فرض تو رمضان كے روز كين ادا ہون باقتضا
 وصوم الكفارة واما الواجب فالندرمعينا كان او مطلقا واما النفل فما عدلها ومن شرع فيه قصدا
 اور روزے كفار كے اور واجب نذر كے ہوتے مين نذر معين ہو يا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو كے سوا اور جس نے قصدا روزه ركہيا
 يلزمه اتصامه وان افسد فعليه قضاؤه ولا يجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالى
 تو اوس كا پورا كرنا لازم ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو اوس پر قضا لازم آونگی اور اوس كا افطار كرنا مباح نذر مين ہر سوا سے كے ليك كہانے كرنا ہے اور اس كے

وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ وَالضِّيَافَةُ عَدْرٌ فِي حَقِّ الضَّيْفِ وَالْمُضَيَّفِ وَ مِنْ ظَنِّ أَنْ عَلَيْهِ صَوْمًا فَشَرَعٌ فِيهِ ثُمَّ
 اور نہ باطل کر دو تم اپنے اعمال کو اور جمانی ہی جمان اور ممانہ ار کے حق میں ایک غدر ہوتا ہے اور چنے یہ خیال کیا کہ میرے ذمے پر روزہ ہے پھر اس خیال سے
 علم عدمہ فاکل لا يلزمه شيء لانه ظان والمظنون لا يقض لان القضاء منوط بالالتزام وبالالتزام
 روزہ رکھا پھر معلوم ہوا کہ نہیں ہے پس کہا لیا اس پر کچھ نہیں آتا اس واسطے کہ اس کو یقین نہیں تھا پیشہ کے ہرے قضا نہیں آتی اس واسطے کہ قضا با تو لازم کر لینے سو آئی ہو یا لازم
 ولو يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضية ادائه
 کر دینے سے ہوا ان دونوں میں کچھ نہیں ہے اور رمضان کے روزوں کے فرض ہو چکی شرط اسلام سے یعنی کافر پر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ پر نہیں اور بلوغ یعنی بچے پر نہیں اور ادا کے واسطے
 الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لها الاطعام ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل وصحة
 شرط صحت یعنی بیمار ہو اور اقامت یعنی مسافر ہو کیونکہ بیمار اور مسافر کے لیے جائز ہے کہ افطار کر کے پھر قضا کریں لیکن مسافر کو روزہ رکھنا افضل ہے اور واسطے صحت
 احادته الطهارة عن الحيض والنفاس كالتطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصابه جنبا او نام واحتمل
 ادا کی شرط ہے پاک ہونا حیض اور نفاس سے فقط جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے اس واسطے کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوے یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا
 واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومها بل يلزمها الاطعام ثم القضاء لكن الحائض تقطر من الاجهرا وكذا اكل
 تو روزہ جائز ہے اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جائز نہیں ہے بلکہ اونکو چاہیے کہ افطار کر کے قضا کریں لیکن حیض والی عورت چھٹی ہوئی افطار کرے اور اگر وہ ہی
 من ايجله الاطعام لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متها عند الناس بالفسق الذي هو اكل رمضان
 جس جس کو افطار کرنا مباح ہے اس واسطے کہ اگر کوئی شخص کھا دے اور اسکی عذر ظاہر نہ ہو تو لوگوں کو کئی عیب میں متہم بن جائے اور رمضان میں دن کو کھا نا
 والاحترار عن موضع التهو واجب لما روى انه عليه السلام قال من كان يومه من الله واليوم الآخر فلا يقفن
 اور صحت کی جگہ سے بہتر کرنا واجب ہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور نیامت کے دن پر ایمان لادے تو بوقت کی
 مواقف التهو وقد ذكر في البرازية ان اكل في شهر رمضان شهرة عيانا متعمدا يؤمر بقتله لان صنعه دليل
 مقام پر ہرگز نہ کھتا پھر بڑی بڑی مذکور ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں بر ملا قصداً کھا یا کرے تو اونکو قتل کریں اس واسطے کہ اس کا یہ عمل
 الاستحالة ويصح اداءه بنية من الليل الى الضحوة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجب اخر
 دلیل حلال سمجھنے کی ہے اور رمضان کے روزہ کا رات سے چاشت کے وقت تک نیت کر کے ادا کرنا صحیح ہے اور مطلق نیت اور نفل کی نیت اور دوسرے واجب کی
 ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم والافضل التبيت وهو النية من الليل ليقع اول جزء من الصوم مع النية
 نیت سے ہی صحیح ہے پھر ہمارے نزدیک ہر دن کے لیے علیحدہ نیت ضرور ہے اور تبيت افضل ہے یعنی رات سے نیت کرنی تاکہ پہلا جزو روزہ کا ہی نیت واقع ہو
 والنية ان يعرف بقلبه انه يصوم ولا جرة بالنية بالمتقدمة على الغروب انما الاعتبار للنية المتأخرة
 اور نیت یہ ہے کہ دل میں قصد کرے کہ میں روزہ رکھوں گا اور اس نیت کا اعتبار نہیں ہے جو غروب آفتاب سے پہلے ہو اعتبار دوسری نیت کا جو آفتاب کے ڈوبنے سے
 عن الغروب حتى لو نوى قبل ان تغيب الشمس ان يكون صائما عند اتوغفل الى الزوال من الغد لا يجوز صومه
 صحیح ہو بیان تک کہ اگر آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے یہ نیت کی کہ میں کل روزہ رکھوں گا پھر اگلے دن دوپہر تک بھول گیا تو اس کا روزہ جائز نہیں ہے
 ولو نوى بعد غروب الشمس جواز النذر المطلق لا يصح الا بالنية من الليل واما النذر المعين والنفل فكل
 اور اگر آفتاب کے ڈوبنے کے بعد یہ نیت کی تو روزہ جائز ہے اور نذر مطلق رات سے نیت کے بغیر جائز نہیں ہے اور نذر معین اور نفل دونوں
 منها كما داء صوم رمضان يجوز بالنية من الليل الى الضحوة الكبرى لكن النية من الليل افضل كما مر
 مانند ادا کر روزہ رمضان کے رات سے لیکر دوپہر سے پہلے نیت کرنے سے جائز ہو جاتے ہیں برات سے نیت کرنی افضل ہے چنانچہ گذر چکا ہے
 فكل صوم لا يتأدى الا بالنية من الليل اذا نواه مع طوع الفحرج يجوز لان الواجب ان النية بالصوم لا تقدمها
 پھر جو روزہ بدون نیت کی نیت کے ادا نہیں ہوتا اگر صبح صادق کے ساتھ ہی نیت کرے تو بھی جائز ہو جاتا ہے اس واسطے کہ نیت کا روزہ کے ساتھ ہونا واجب نیت کر دینا

علیه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون تطوعا حتى لو افرط بغيره القضاء
 پہلے ہونا ضرور نہیں ہے اور اگر بعد طلوع صبح صادق کے قضا کی نیت کرے تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہے جہاں ہے اگر اب افطار کر لگا تو اسکی قضا آویگی
 واذا وجب على احد قضاء يومين من رمضان واحدا وادان يقضيهما كينبغي له ان ينوي اول يوم
 اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کے دو روزے ذمے ہوں اور وہ شخص اور کو قضا کرنا چاہے تو اسکو چاہیے کہ پہلے نیت پہلے دن کی کرے جو اسے پہلے رمضان میں ہے
 وجب عليه من هذا رمضان وان لم يعين الاول يجوز وكذا لو كان من مضامين ينبغي له ان ينوي
 واجب ہوا ہے اور اگر اول روزہ کو نہیں معین کر لگا تو یہی جائز ہے اور اگر دو روزے دو رمضان کے ہوں تو اسکو چاہیے کہ اول نیت
 قضاء يوم رمضان الاول وان لم يعين اختلفوا فيه والمختار انه يجوز ومن افرط عدا في يوم من رمضان
 قضا پہلے رمضان کی روزہ کی کرے اور اگر یوں معین کرے تو اس میں اختلاف ہے اس اختلاف میں مختار یہ ہے کہ جائز ہو اور جسے عدا رمضان کا ایک روزہ
 حتى وجب عليه الكفارة وهو فقير وصام احدى وستين يوما عن القضاء والكفارة ولو يعين
 کہا گیا یہاں تک کہ اس پر کفارہ واجب ہو گیا اور مجلس تھا اور اسنے اسٹھ روزے بابت قضا اور کفارہ کے رکھے اور قضا کا روزہ کوئی ساتتین نکلیا
 يوم القضاء يجوز ويصير كانه نوى القضاء في اليوم الاول وستين يوما بعدة عن الكفارة وتقدر
 تو جائز ہو جانے ہیں اور یوں ہو جاتا ہے گویا اسنے پہلے دن قضا کا روزہ رکھا اور پھر بعد اس کے ساتتھ روزے کفارہ کے رکھے اور کفارہ کا مقدم کرنا
 الكفارة على القضاء هل يجوز ام لا قال القاضي الامام يجوز والكفارة انما يجب بافساد اداء رمضان
 قضا پر آیا جائز ہے یا نہیں قاضی امام کہتے ہیں جائز ہے اور کفارہ ادا رمضان کے فاسد کرنے سے واجب ہوتا ہے
 لا بافساد قضاؤه ولا بافساد اداء غيره او قضاؤه وهي اعتاق رقبة وان عجز عنه فصيام شهرين
 قضا کے فاسد کرنے سے یا اور ادا کے فاسد کرنے سے یا اور قضا کے فاسد کرنے سے واجب نہیں ہے کفارہ یہ ہے اول غلام آزاد کرنا اگر یہ ہو سکے تو روزے دو مہینے کے
 متتابعين وان عجز عنه فاطعام ستين مسكينا بان يعطى لكل واحد منهم نصف صاع من
 بے درپے بے تکمل اور اگر یہ ہی ہو سکے تو ساتتھ مسکینوں کو کھانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو ادن مین سے آدھا آدھا صاع
 ثورا وصاعا من شعير اذا تقر هذا فلا بد من معرفة ما يفسد الصوم وما لا يفسد وما يوجب الكفارة
 کیوں کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوسے جب یہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہیے کہ روزہ کیوں کفارہ ہو جاتا ہے اور کیوں کفارہ نہیں ہوتا اور کس صاع میں کفارہ واجب
 وما لا يوجبها فاعلم ان من جامعها وجو مع في احد السبيلين في نهار رمضان عدا بغيره القضاء والكفارة
 ہو جاتا ہے اور کس صورت میں جب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جنہ جماع کیا یا جماع کیا گیا تو نہیں سے کسی رستے میں رمضان میں نہ کو قصداً تو اسے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں
 ولا يشترط الا نزال في الجانبين اذا توارت الحشفة وكذا لو اكل او شرب غدا او ذاء عدا بغيره القضاء
 وہ نوکے حق میں الزال کا ہونا شرط نہیں ہے اگر سر ذکر غائب ہو جاوے اور ایسے ہی اگر کہاوے یا پیوسے غذا یا دوا قصداً تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں
 والكفارة اما لو اكل او شرب او جامع ناسيا لا يفسد صومه سواء كان فضا او نفلا ولو ظن ان صومه
 ان اگر کہاوے یا پیوسے یا جماع کرے ہول کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا بلکہ ہے کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنے یہ گمان کیا کہ روزہ
 فسد فاكل عدا في رمضان يلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو افرط فخطا بان كان ذاك الصوم
 جانا سا پہر اسنے قصداً رمضان میں کہا یا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسے ہی اگر خطا سے نئے اختیار افطار ہو گیا اسطور کہ روزہ تو یا دہتا
 وتضمن فوصل الماء في جوفه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة ولو ابتلع البزاق الذي
 پر غرارہ کرنے ہونے بانی حلق میں آکر گیا تو روزہ جانا رہے اور قضا لازم آویگی کفارہ نہیں آتا اور اگر نوک جو اوکے منہ میں
 ابتلع في فيه لا يفسد صومه بل يكره وكذا لو ابتلع المخاط الذي ينزل من راسه الى الفم لا يفسد صومه
 جمع ہو رہا تھا نفل گیا تو روزہ نہیں جاتا بلکہ وہ ہے اور ایسے ہی اگر نفل کو جو سر کی طرف سے منہ میں آتا ہے نفل چاوے تو روزہ نہیں جاتا

وکن الوبقی فیہ بعد المفضضة بلل وابتلعه بالبزاق لا یفسد صومه لتعدرا لا حتران عنده وکن اذا خرج
اور ایسے ہی اگر منہ کے اندر کھلی کے بعد تراوت پانی کی باقی رہے اور اس کو سہراہ توک کے نکل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس پر پانی نہیں جاتا اور ایسے ہی اگر
الدم من بین اسنانه و دخل فی حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولو وجد طعمه لا یفسد صومه
اوسکے دانتوں میں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اس کو نکل گیا اگر نہ ہو کہ زیادہ ہوتا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہے
وان كانت الغلبة للدم یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکن الواستویا یفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسے ہی اگر نہ ہو کہ اور خون دلو برابر ہوں تو
احتیاطا ولو کان بین اسنانه شیء فابتلعه لا یفسد صومه ان کان قلیلا لانه تبع للریق وان کان
احتیاط کے لیے روزہ جاتا رہتا ہے اور اگر اس کے دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نکل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز ٹوٹ کر ہو جائے کہ توک میں شامل ہے اور اگر
کثیرا یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة و قدر الحصة فما فوقها کثیرا و ما دونها قلیل و
کچھ زیادہ ہے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں آتا اور چنے کے برابر اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہے اور اس سے کتر ہو کر اہلانا ہے یعنی توک میں شامل ہے
الدم مع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان کان قلیلا کالقطرة والقطرتین لا یفسد صومه وان کان
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر شہ میں چلا جاوے اور یہ نکل جاوے اگر وہ نہ ہو اسے ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
کثیرا حتی جلد ملوحتہ فی جمیع فمه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکن الوا دخل الابرسیو
بیان ہے کہ اس کی ٹکینی تمام منہ میں ہو گئی تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے کفارہ نہیں آتا اور ایسے ہی اگر ابریشم رنگین منہ میں چلا گیا
المصبوغ فیہ فخرج لون الصبغ واختلط بالریق وابتلعه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة
اور اس کا رنگ اور تکر شوک میں مل گیا اور اس کو نکل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں آتا
وکن الوا یتلغ شیا مما لا یتغذی بہ ولا یتداوی بہ عاۃ کالتراب والحج و نحوہا یفسد صومه ویلزمه
اور ایسے ہی اگر ایسی چیز نکل گیا جو عادت کے موافق نہ غذا ہوتی ہے اور نہ دوا جیسے مٹی اور لکڑی اور انڈے کے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم
القضاء دون الکفارة و ذکر فی القنیة نقل عن الفقیہ ابی جعفر ان من افطر فی رمضان مرة بعد
آئی ہے کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیر ابو جعفر سے نقل کر ذکر کرتا ہے کہ جو شخص رمضان میں بار بار
اخری بتراب او مدر لاجل المعصیة فعليه الکفارة زجراله وکتب غیر نعم والفتویٰ علی ذلك بہ اخذ
مٹی یا لکڑی سے روزہ توڑنے والے گناہ کی راہ سے تو اس پر وہ بھی کی راہ سے کفارہ ہے اور اور وہ نکل گیا ہے کہ ان اور اس پر فتوے ہر دو نام لک کے
ائمة الامصار و ذکر فیہا ایضا ان المحترق المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرقته بلحقه ضرر صیغ للفظ
علم کا یہ ہی مذہب ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر محتاج اگر یہ جانے کہ اپنا پیشہ عمل کرنے سے ایسی زندگی ہو جاوے گی جس سے افطار کرنا مباح ہے
یحرم علیه الفطر قبل ان یمرض و ذکر فیہا ایضا ان الخباز لا یجوز له ان یخبز خبزا یوصله الی ضعف
تو اس پر ماندگی سے پکا افطار کرنا حرام ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ پیشہ سے کو جائز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوے جس سے ضعف ہو کر
صیغ للفظ بل یخبز نصف النہار ویسترح فی النصف و ذکر فیہا ایضا ان من اتعب نفسه فی عمل حتی اجتهد
افطار مباح ہو جاوے بلکہ آدھے دن روٹی پکاوے اور آدھے دن آرام کرے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے جس نے اپنی جان پر کام کر لیا اور اتنی محنت لی
العطش و افطر یلزمه الکفارة لانه لیس بمسافر ولا مریض بخلاف الامة فانها اذا اصابتها ضعف
کہ اس کو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر کے الافرار کفارہ لازم ہے کیونکہ یہ شخص نہ مسافر ہے اور نہ بیمار ہے بلکہ لوشی کے کیونکہ لوشی اگر موٹے کا
من عمل السید من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغیرها وخافت علی نفسها و افطرت کان علیه القضاء دون
کا برابر کرتے کرتے تک جاوے سالن روٹی پکا کر اور کپڑے دبو کر اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کے روزہ افطار کرے تو اس پر قضا آوے گی

الکفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها اذ ان افعل
 كفارة نہیں آتا اور ایسے ہی منی اگر روزہ افطار کر دے ایسے ہی کار بار میں تو اوپر قضا لازم ہے کفارہ نہیں آتا اس واسطے کہ اگر روزہ نہ پڑھتا منی پر واجب ہے
 كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيره هلكت ولو فعل شيئا منها تكون اثمته
 کہ جو کار بار گھر کے اندر ہونے میں پکانا، نیندہنا، کپڑے دھونے اور سوا اسکے جہاز وغیرہ کیا کرے یہاں تک کہ اگر منی کچھ ہی کار کرے تو گنہگار ہوگی
 وان لم يجبر عليها وكذا القيق والحداد ما الذي ذهب لبسك النهار و لكسبه او لصلاح المريض وعليه
 اگرچہ او پر جبر نہیں ہو سکتا ایسے ہی غلام یا خادم جو واسطے بند کرنے پانی نہر کے یا واسطے درستی تفصیل شہر کی جادے اور
 مؤكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطرت كان عليه القضاء دون
 سلطان کی طرف سے اور سہ قینیات ہو اور حرارت کی شدت سے جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہ شخص افطار کرے گا تو اوپر قضا لازم ہے
 الكفارة ومن اكل عدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا افطرت عدا
 کفارہ نہیں سے اور جسے فقدا روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوپر کفارہ لازم آیا پھر اوہی روز بیمار ہو گیا تو اوپر سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے ایسے ہی اگر عورت قضا
 حتى لزمته الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض والمرض ومن
 روزہ توڑ دے ایسا کہ اوپر کفارہ لازم ہو جاوے پھر اوہی دن حالتہ ہو گئی تو اوہی دن سے کفارہ جاتا رہتا ہے ایسے کہ کفارہ حیض یا بیماری کے عارضے سے ساقط
 افطرت في اول النهار عدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكل السلطان
 ہو جائے اور جس شخص نے اول روزہ روزہ افطار کیا ایسا کہ اوپر کفارہ لازم ہو پھر اوہی اپنے اختیار سے سفر کیا تو اوپر سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور ایسے ہی اگر عورت
 على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك
 بادشاہ نے زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت میں کفارہ ساقط نہ ہوگا اور جس نے رمضان میں سفر کیا تو اس روزہ اسکو افطار کرنا حلال نہیں ہے
 اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باسره باختياره ولو افطرت كان عليه القضاء لا الكفارة
 اس واسطے کہ وجوب او پر ثابت ہو چکا ہے تو اب وہ وجوب ایسے کار سے جو اپنے اختیار سے کرتا ہے ساقط نہیں ہوگا اور اگر افطار کر دیکھا تو اوپر قضا لازم آوے گا
 ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
 کفارہ نہیں ہوگا اور اگر ابی افطار نہیں کیا تھا جو اسکو کوئی چیز گھر میں بولی ہوئی یا وہی یہ مٹھکے گھر میں آیا اب کچھ کہا لیا پھر گھر سے روانہ ہوا تو اوپر قضا
 والكفارة لكونه مقبلا عند اكله حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
 اور کفارہ دونوں لازم میں کیونکہ کہاتے وقت مقیم بنا اس واسطے کہ سفر گھر میں آنے سے قطع ہو گیا تھا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنے شہر میں جاؤں گیون
 يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الإقامة والسفر في هذا اليوم فيترجم جهة الإقامة ومن
 تو اسکو افطار کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ اس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہو گیا ہے تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جبکہ
 غلبة القي وقاءه سواء كان ملا الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فضا او نفلا لقوله عليه السلام
 خود بخود ہے ہو گئی برابر ہے کہ پرہیز ہو یا کھر ہو تو روزہ نہیں جاتا برابر ہے کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطے ارشاد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 من قاءه لا قضاء عليه وان تقي فان كان ملا الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقي فعليه القضاء
 جسے منی کی تو قضا نہیں ہے اور اگر آپ سے منی کی تو اگر پرہیز ہوگی تو روزہ جاتا رہے گا واسطے فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسے منی کی تو اوپر قضا ہے
 وان لم يكن ملا الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند يوسف وينبغي للصائم
 اور اگر نہ پرہیز ہو تو امام عجمی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا واسطے ظاہر معنی حدیث کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ نہیں جاتا اور روزہ دار کو چاہیے
 ان لا يبلغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقه لئلا يصل
 کہ استنجاء کرنے سے پہلے نہ ادرہ کو دم بہرے اور اپنی جگہ سے جہاں موضع استنجاء کو کپڑے نہ پونچھ کر اذہن ہو جاتا کہ پانی اندر

السواء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه
 نہ چلا جاوے پر روزہ جاتا رہے گا کیونکہ جو استنجاء میں مبالغہ کرے بیان تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوے تو روزہ جاتا رہے گا

لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح
 پر کفارہ نہیں آتا یہ میں روزے کے احکام اٹھائیسویں مجلس تراویح کی کیفیت

و فضیلتها و اما القيام في ليالي رمضان فالمراد به اجاء ليا ليه و اجاء بعض من كل ليلة
 اور فضیلت کے بیان میں اور قائم رہنا رمضان کی راتوں میں اس سے تمام تمام راتوں کو جاگنا یا ہر ایک رات میں نہ توڑا نہ توڑا جاگنا

باداء التراويح فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعزيمة
 واسطے اولیٰ تراویح کے مراد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطے قیام رمضان کی رغبت دلاتے تھے لیکن عام عورت کا نہیں فرماتے

فيقول من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في
 بیان ارشاد کرتے جو شخص رمضان میں واسطے ایمان اور ثواب کے جاگتا رہے تو اس کے تمام گناہ گزرے ہونے معاف ہو گئے تراویح جو شخص رمضان میں راتوں میں

ليالي رمضان تصديقاً بحقيته وسنيته و طلباً لرضاء الله تعالى و ثوابه لا خوف من مذمة الناس
 اس کو حق اور سنوں سمجھ کر واسطے رضا مندی اللہ تعالیٰ کے اور ثواب کے نماز پڑھتا ہے کچھ خوف لوگوں کے برا کہنے کا

واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذا ان الشيطان لا ينفك عنها عمل سواء كان فريضاً او
 اور لوگوں کی شرم ہو تو اس کے تمام گناہ پیسے معاف ہو گئے اور یہ دونوں شرطیں تمام اعمال میں معتبر ہیں کوئی عمل خالی نہیں برابر ہے کہ فرض ہو یا

ذملاً اذها شيطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملاً الا بهما بعد ما شرط اخر لا بد منه وهو ان
 نظر ہوا سوا اس کے ہر عمل کے مقبول ہونے کی یہی شرط ہے اور اللہ تعالیٰ کوئی عمل بدون ان شرطوں کے قبول نہیں کرتا اور بعد ان کے ایک اور بھی شرط ضروری ہے

يكون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الجماعة
 عمل سنت کے مطابق ہوا سوا اس کے عمل اگر سنت کے برخلاف ہو گا تو اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور تراویح مسجد میں جماعت سے

في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد ساء واو كانوا تاركين للسنة ولو اقامها
 اور اگر فی سنوں ہے لیکن بطور فرض کفایہ کے ہے بیان تک کہ اگر کسی مسجد والے تمام جماعت ترک کریں تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگے اور اگر بعض

البعض في المسجد بالجماعة وتختلف البعض وصلاتها في بيته فالتخلف يكون تاركاً للفضيلة ولا يكون
 مسجد میں جماعت سے ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئے اپنے گھر میں پڑھ لیں سو جو جماعت میں شامل ہوا وہ فضیلت سے محروم نہ گنہگار

صياً ولا تاركاً للسنة لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابى يوسف ان من قرأها
 اور سنت کا تارک نہیں ہو گا اس لیے کہ بعض اصحاب سے روایت ہے کہ جماعت میں شریک نہیں ہونے سے اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ

على اداها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحبة ان للجماعة
 تراویح کو جماعت سے اپنے گھر میں ادا کر سکتا ہے سنت کی رعایت کر کر تو اس کو گھر میں پڑھنا افضل ہے اور صحیح یہ ہے کہ گھر کے اندر جماعت

في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حائز احد الفضيلتين وترك الفضيلة
 کرنے میں ایک فضیلت ہے اور مسجد میں جماعت کرنے میں اور ہی فضیلت ہے سوا اسے دو فضیلت ہیں ایک حاصل کی اور فضیلت زائد

الرائدة لترك الجماعة في المسجد قال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات اما فضل التراويح
 اس لیے کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہے یہی جواب فرانس میں ہے اور لیکن صرف تراویح

في سنة موعدة على الايمان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاسخ رسول الله
 ہر مرد اور عورت پر سنت موعدہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آج تک پہنچے پہلوں سے سنت چلے آئے ہیں

الی یومنا هذا فلا یبغی ترثها والدلیل علی هذا ما ساری ان النبی علیہ السلام اتخذ فی المسجد حجرا
 سترادج کا ترک کرنا سزاوار نہیں اور دلیل اسکی یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں حصیر لے کر جو بنایا تھا
 من حصیر لیصلی فیہا السنن وكان ینخرج من الحجر ویصلی التراويح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلاث
 تاکہ اسکی آمد سننیں پڑھا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں سے باہر آکر تراجی لوگوں کے ساتھ جماعت پڑھا کرتے تھے تین رات تک ایسا سے
 لیال فلما كانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسلمون من اهلہ فلما رای رغبة الناس دخل الحجر
 اتفاق ہوا جب چوتھی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد میں مگلی سے حکم نہ لے سکتے تھے یہ انہوں نے دیکھا تو فرض پڑھے ہی حجر میں تشریف لے گئے
 بعد ما صلی الفریضیة ولم یخرج الیہم فما زالوا ینظرون خروجا وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتخفون لیسجد الیہم
 پھر باہر نہ آئے اور یہ لوگ تشریف لائے کے منتظر بیٹھے رہے آخر یہ خیال کیا کہ آپ سو گئے پھر کسی نے تو کھانا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لائیں
 وبعضہم یقول الصلوۃ فخرج الیہم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنعکم حتی خستیت ان ینکتب
 اور کوئی کتنا نماز تیار ہے پھر آپ باہر تشریف لائے فرمانے لگے کہ میں تمہارا یہ شوق ہمیشہ دیکھتا ہوں یہاں تک کہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ تمہارا فرض ہو جاوین
 علیکم ولو کتب علیکم ما قمتہ بہ فصولا الیہا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا الصلوۃ
 اور اگر تمہارا فرض ہو جاوے گا تو ادا نہ کرو گے سو تم سب کما جو اپنے اپنے گہر میں پڑھ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرض کے گہر میں افضل ہوتی ہے
 المكتوبة فتویٰ رسول اللہ علیہ السلام والامر علی ذلك ثم کان الامر علی ذلك فی خلافة
 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی اور حال یہ ہی رہا پھر حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں ہی حال یوں ہی رہا
 ابی بکر و صدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافتہ رای الناس یصلون التراويح فی المسجد
 اور اجماع خلافت میں حضرت عمر کے ہی پھر حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑھتے ہیں
 منفردین فامرهم ان یصلوا جماعة وامر ابی بن کعب و تمیم الداری لیصلیا نہا بالناس امانة فضلیاھا
 تو انکو یہ حکم کیا کہ جماعت سے پڑھا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ انہیں ہرگز نہ دیکھا کرو اور لوگوں کو نماز پڑھا دین سو اول دنوں نے
 بالجماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان و علی و ابن مسعود والعباس و ابنہ و طلحة والزبیر ومعاذ
 جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تھے یعنی عثمانؓ اور علیؓ اور ابن مسعود اور عباس اور ابنہ اور طلحہ اور زبیر اور معاذ
 وغیرہم من المهاجرین والانصار وما رد علیہ واحد منهم بل ساعد و وافق و وامر وہ بذلك
 اور سوائے انکے اور بہت ہاجر اور انصار موجود تھے سوائے کسی نے کچھ اعتراض کیا بلکہ اونکے مددگار اور شریک ہوئے اور اسکی صلاح دی
 وواظبوا علیہا حتی ان علیا اثنی علیہ ودعاه بالخیر وقال نورا لله مضجع عمر کما نور مساجدنا
 اور آپ پڑھتے رہے بیان تک کہ حضرت علی نے عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعائیں فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کرے جیسے ونے ہمارے مسجد میں روشن کریں
 وقد قال النبی علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وھی عشرون رکعة
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری سنت اپنی ذمے بر لازم کر لو اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح ہیں رکعت میں
 یسمی کل اربع رکعات منها ترویجہ مجازا لما فی آخرها من الترویجہ التي ہی اسم للجلسة وانما سُمی بها
 ہر چار رکعت کا نام مجازا ترویجہ ہے کیونکہ اسکی آخر میں ترویجہ ہوتا ہے یعنی آرام کے لیے ظہیر جانے میں ترویجہ نام طے کا ہے اور طے کو ترویجہ
 لان الصحابة كانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامہم فی الصلوۃ ولکل ترویجہ تسلیتان
 اسوائے کتنے ہیں کہ صحابہ ہر چار رکعت کے بعد ٹیپہ کر آرام کیا کرتے تھے کیونکہ نماز میں قیام بہت طویل دراز کرنے سے اور ہر ترویجہ میں دو سلام ہیں
 فتكون التسلیتان عشرا والترویجات خمساً والامام والجماعة یا تون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح و یجلسون
 اس لیے سلام دس ہوئے اور ترویجہ پانچ ہوئے اور امام اور مقتدی کبیر تحریر کے بعد سبھا تک اللہم آخر تک پڑھا کرین اور ہر ترویجہ کے

بین کل الترویحتین قدر ترویحة واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة
 نوح من لهدر ایک ترویج کے ٹیپے رہا کریں اور ایسے ہی پنجویں ترویح اور وترف کے سمجھیں کیونکہ صحابہ کے وقت سے آج تک یہ جدا آتا ہے
 الیومنا هذا وهو فی الانتظار غیر وان ان شاء واسبحوا وان شاء واهلوا وان شاء واسکتوا ای
 اور صلیوں کو ستراحت کے وقت میں اختیار ہے جاہن سبحان اللہ ٹہرین اور جاہن لا الہ الا اللہ ٹہرین اور جاہن جیکے ٹیپے رہیں
 ذلك فطوا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون
 جو کریں ہی بہتر ہے واسطے قول علیہ السلام کے نماز کا منتظر گویا نماز میں ہے اور کراہی کے سر دوترویج کے

بالبيت بين كل ترويحتين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون
 نوح میں بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتے تھے اور دو رکعت طواف کے پڑھتے تھے اور مدینے والے اس وقت میں

في ذلك اربع ركعات ثوابها افضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة وليستحب
 چار رکعت پڑھا کرتے تھے پھر افضل تراویح میں ہے کہ آدھ سے زیادہ سات استراحت اور نماز میں صوف کرے اور نماز کی تاخیر
 تاخیرھا الی انتہاء ثلث الليل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الی آخر الليل قبل الوتر وبعده لانها
 بتالی رات کی تہامی تک مستحب ہے پھر صحیح یہ ہے کہ وقت تراویح کا عشاء کے بعد ہے آخر رات تک وترسی پلے اور صحیح ہے کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل يحتاج في كل شفيع ان ينوي التراويح قال بعضهم يحتاج لان كل شفيع
 نوافل بعد عشاء کے سنت میں اور آیا یہ حاجت ہے کہ تراویح کے ہر شفیع میں جدا جدا نیت کرے بعض کہتے ہیں ہاں حاجت ہے کیونکہ ہر ہر شفیع
 صلوة علیحدة والاصح انه لا يحتاج لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا
 جدا جدا نماز ہے اور صحیح یہ ہے کہ حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ سب کے سب گویا ایک نماز ہے اگر نوافل جدا جدا ہیں تو اصلا تقضائیں نہیں ہے

لا بالجماعة ولا بد ونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلب العشاء وحده فله ان يصل
 نہ جماعت سے اور نہ بدون جماعت کے اس واسطے کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہے اور جس نے عشاء کی نماز عمدہ پڑھی تو اسکو جائز ہے کہ تراویح
 التراويح بالامام ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح بالجماعة ومن لم يصل التراويح بالامام
 جماعت سے پڑھے اور اگر سب نے فرض کی جماعت ترک کی تو پھر تراویح کے لیے جماعت نہ کریں اور جس نے تراویح جماعت سے نہیں پڑھیں

يجوز له ان يصل الوتر به ولو اقاموا التراويح بامامين فصل كل امام تسليمه قال بعضهم يجوز
 تو اسکو جائز ہے کہ وتر جماعت سے پڑھے اور اگر تراویح میں باری باری دو امام کیے پھر ہر امام نے ایک ایک شفیع پڑھایا تو بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے
 والصحيح انه لا يستحب والمستحب ان يصل كل امام ترويحة فاذا اقاموا التراويح بامامين
 اور صحیح یہ ہے کہ ستم نہیں ستم یہ ہے کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویج پڑھے اور جب کہ تراویح کا پڑھنا دو اماموں کے ساتھ

على هذا الوجه يجوز ان يصل احدهما الفرض والاخر التراويح ويكره للامام في هذا العمل التطويل
 اسطور پر جائز ہوا تو جائز ہے کہ ایک امام فرض پڑھاوے اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانے میں قرأت کو
 الترائد عن حد اقل السنة في القراءة والاذكار على وجه يحصل للجماعة مل لان ذلك سبب للتنفير
 اذنی حد سنت سے زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سے جماعت کو طلال پیدا ہو کر وہ ہر کیونکہ اسمین لوگ جماعت سے باگین گے

عن الجماعة والتنفير عن الجماعة مكرهه ولكن لا ينبغي له ان ينقص عن حد اقل السنة في القراءة و
 اور جماعت سے بگانا مکروہ ہے لیکن یہ بھی نہ چاہی کہ سنت کی اذنی مقدار سے قرأت اور

التسبيحات اللهم لا نه غير معدورين فيه وادنى ما يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجود
 تسبیحات میں اذنی طالت کے خوف سے کوتاہی کرے کیونکہ اسمین انکو کچھ عذر نہیں ہے اور کہے کہ جسین تسبیحات رکوع اور سجود کے حاصل ہو جاوے

ثلث لقوله عليه السلام اذا ركع احدكم فليقل ثلث مرات سبحان ربى العظيم وذلك اذ ناه و
 ثلث مرات فليقل سبحان ربى الاعلى ثلث مرات وذلك اذ ناه والمراد به اذ ناه ما يحصل به السنة
 جب سجد کرے تو چاہیے کہ سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہے اور یہ اولے عدد ہے اور مراد اس لئے مرتبہ ہے جس میں سنت حاصل ہو جاوے
 ولذلك يكره النقص عن الثلث وكذا يكره للامام التجمل على وجه يعجز الجماعة عن اكمال اقل
 اسہی لیے تین بار سے کم کہنا مکروہ ہے اور ایسے ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہے کہ جماعت کے لوگ کم سے کم عدد سنون کے پورا کرنے سے رکوع
 السنة في تسبيحات الركوع والسجود وعن اكمال قراءة التشهد بل يزيد الامام على التشهد ويأتى
 اور سجدوں کی تسبیحات میں اور قرات تشہد کے پورا کرنے سے عاجز ہو جاوے بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کرے اور
 بالصلوة على النبي عليه السلام ان علوانها لا تثقل على الجماعة وان علم انها تثقل عليهم لا ياتي بها
 بنی علیہ السلام پر درود پڑھے اگر جانے کہ جماعت کے لوگوں پر اتنی دیر دشوار نہیں ہے کہ اور اگر یہ جانے کہ یہ اون پر دشوار ہے تو انہ پڑھے
 بل يتركها لكن لا جميعها بل يقتصر فيها على قوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد لانها وان كانت
 ترک کرے لیکن تمام ترک کرے بلکہ اس میں اختصار کر کر اتنا پڑھے اللهم صل على محمد وعلى آل محمد اس واسطے کہ درود اگرچہ
 سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعي وبهذا القدر يتأتى القولان ويكره للمقتدي ان يقعد
 ہمارے مذہب میں سنت ہے پر شافعی کے نزدیک فرض ہے اور اتنے کلمات میں دو نوقول ادا ہو جاتے ہیں اور مقتدی کو مکروہ ہے کہ تراویح کے وقت ٹیڑھا ہو
 في التراويح حتى اذا اراد الامام ان يركع يقوم ويقعد لان فيه اظهار التكامل في الصلوة والتشبه
 بیان ہے کہ جب امام رکوع میں جاوے تو کھڑا ہو کر رکعت کرے کیونکہ اس میں نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہے اور شافعیوں سے
 بالمنافقين الذين قال الله تعالى ولا اذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراون الناس ولكن اذا
 شایبہ آئی ہے علی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جب کہڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے دکھانے کو لوگوں کے ایسے ہی اگر
 غلب النوم يكره له ان يصلي بالنوم بل ينبغ له ان ينصرف وينام ولا يصل حتى يستيقظ لان في
 نیند غالب ہو جاوے تو مکروہ ہے کہ اونگھتا ہوا نماز پڑھے بلکہ اون کو ن یون چاہیے کہ جا کر سوئے اور نماز پڑھے جب تک ہوشیار نہ ہو کیونکہ
 الصلوة مع النوم تها ونا وغفلة وترك التدبير ثلثان نام في القعدة كلها فانه اذا التبتد بغير
 اونگھے ہوئے نماز پڑھنے میں اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہے پھر اگر فصلے تمام قعدے میں سوتا رہا تو وہ بے ہوشیار ہو اور سچے فرض ہے
 عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسد صلوة له لان ما حصل من افعال الصلوة حاله
 کہ تشہد کی مقدار پشیمار ہے اور اگر اتنی قدر قعود نہیں کرے گا تو اوہ کی نماز فاسد ہو جائیگی اس واسطے کہ جبے ارکان نماز کے نیند کی حالت میں
 النوم لا تعتبر لصدرها بلا اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر وقوعها لاسيما
 ہونے میں اونکا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ بے اختیار عمل میں آئے ہیں تو اونکا ہونا ہونا برابر ہے اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہے خاص کر
 في ليالي الصيف والناس عنها غفلون ثم اختلف المشائخ في مقدار القراءة فقال بعضهم يقعد
 گرمی کی راتوں میں اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں پھر شائخ میں اختلاف ہے مقدار قرات میں سو لفظ ہے کچھ تین
 في كل شفع مقدار ما يقراه في المغرب يعني انه يقرأ من قصار المفصل وهي من سور لم يكن الذين كفروا
 کہ ہر شفع میں اتنا پڑھے جتنا مغرب کی نماز میں پڑھتے ہیں مراد یہ ہے کہ قصار مفصل میں سے پڑھے اور وہ سورہ لم یکن سے
 الاخر القرآن لان التطوع اخف من المكتوبة فيعتبر باخف المكتوبات وهي المغرب وهذا القول
 آخر قرآن ہے اس واسطے کہ نفل فرض کی نسبت خف ہوتے ہیں سو اب فرض میں خف کا اعتبار ہوگا سو وہ مغرب ہے اور پھر قول

ليس يصحح لان هذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك كل كسل الجماعة
 صحيح من اس لیے کہ اتنی فرات سے ختم قرآن نہیں ہو سکتا اور ایک دفع ختم کرنا سنوں ہے جماعت والوں کی کسات کے مارے ترک نہ کریں
 حتی لو قرأ الإمام بعض القرآن في سائر الصلوات لثلاثين ليلة في الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
 بیان یہ کہ اگر امام نے کچھ قرآن تمام نمازوں میں اس لیے پڑھا کہ جماعت والے تراویح کے اندر طول فرات سے طول نہیں
 له ثواب الصلوة ولا يكون له ثواب الختم وقيل الا فضل في زماننا ان يقرأ الامام على حسب
 نمازوں کا ثواب ہو گا ختم کا ثواب نہیں ہو گا اور کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہ افضل ہے کہ امام جماعت کے

حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرأ قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثر الجماعة
 حال کے مراد رغبہ اور نفرت کے لحاظ سے پڑھا کرے سو اس قدر پڑھے جس میں جماعت سے نفرت نہ کریں اس واسطے کہ جماعت کا زیادہ ہونا
 افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على آية قصيدة او آيتين قصيرتين لان
 تطویل فرات سے بہتر ہے پھر بھی بعد فاتحہ کے ایک یا دو آیتوں چھٹی چھوٹی پر اقتصار ذکر کے اس واسطے

قراءة ثلاث آيات او آية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
 کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت درازہمراہ فاتحہ کے پڑھنی واجب ہے اور تجنیس میں مذکور ہے کہ بعض لوگوں کی عادت ہے

قراءة سورة الفيل الى آخر القرآن مرتين وهو احسن في هذا الزمان اذ روي عن بعض المشايخ على
 کہ سورہ فیل سے آخر قرآن تک دو بار پڑھنے ہیں اس زمانہ میں بہت خوب ہے اس واسطے کہ بعض مشایخ سے روایت ہے

ما ذكر في فتاوى قاضي خان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
 ہنا پھر فتاوی قاضی خان میں مذکور ہے کہ جو شخص اپنے عہد کے لوگوں کا حال نہ سمجھتا تو وہ جاہل ہے اس لیے کہ اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی

طباعهم جامدة صعبة الالتقاد ان يروا سبيل الرشيد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه
 طبیعتیں ایسی ستمدین کہ طبع ہونا دشوار ہے اگر دیکھیں راہ راہداریت کی تو وہ نہ سمجھتے ہیں راہ اور اگر دیکھیں راہ اولیٰ سمجھتے ہیں اور سگ

سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله
 راہ سوان لوگوں نے تراویح کو عادت کر لی ہے عبادت نہیں جانتے جس میں قرب الہی ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فيها من القراءة وغيرها فتخذون صلواتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلسة
 تراویح میں فرات وغیرہ کی شرط کی ہے سو ایسے امام کے پیچھے نماز شروع کرتے ہیں جو نہ رکوع پورا کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قومہ اور نہ جلسہ

ولا يترك القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي بترك بعض حروف الكلمة او
 اور نہ ہیے حکم الہی ہے قرآن تریل کے ساتھ پڑھے بلکہ وہ جلد بجا مارا جاتا ہے لہذا کئی میں پڑھنے لگتا ہے بعض کلمات کے حروف یا

حرکاتها وقد ذكر في البرازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لثلاثين ليل
 حرکات رہا ہیں اور برازیہ میں مذکور ہے کہ لکھی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہے اور فتاوی میں مذکور ہے کہ امام اگر لکھی میں پڑھا ہو تو اگر

للرجل ان يترك مسجد ويجول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقى وقت
 کوئی شخص اس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانے لگے تو کچھ مضائقہ نہیں اس سے گنہگار نہیں ہوتا اس واسطے کہ شخص پر ہیزگار کے پیچھے نماز پڑھا جاتا ہے

قال النبي عليه السلام من صل خلف عالم تقى فكا ما صل خلف بنى من الانبياء وفيه اشارة
 نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز عالم پر ہیزگار کے پیچھے پڑھی تو گویا بنوں بن سے کسی نبی کے پیچھے پڑھے اور اس میں اشارہ ہے

الي انه لو ترك مسجد بعد الصلاة لا يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتكئون مسجدهم بلا مذرو ليرعون
 کہ اگر کوئی مسجد میں جانا چھوڑ دے تو گنہگار نہیں ہوتا ہوا اب ادن کا کیا حال ہو گا جو اپنی مسجد کو بلا مذرو لیرعون

صیامنا وصیام اهل کتاب اكلة السحر الاكلة بالضة القيمة والغى ان اللقمة التي تؤكل في وقت

اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق سحر کھانیکا ہے اور اگر ہم ہرزہ کے پیش سے لے کر کھتے ہیں اور نئے حدیث کے یہ ہیں وہ لفظ سحر کے وقت کھایا جاتا ہے

السحر هو الفارق بين صیامنا وصیام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصیام ما حرم علیهم

یہ فرق ہے ہمارے روزے میں اور اہل کتاب کے روزہ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے رمضان کی راتوں میں مباح کر دیا ہے جو ہر دن پر حرام کر دیا تھا

فان بنی اسرائیل قبل تغیر دینہم وتبدل شریعتہم كانوا لیلۃ صیامہم اذا ناموا كان الطعام والشراب

کیونکہ بنی اسرائیل اپنے دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدل سے پہلے اگر روزوں کی راتوں میں سو جانے تو ان پر کھانا پینا

والجماع حراما علیہم كما كان الحكم كذلك في ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم ورضی لنا في هذا الاشیاء

جماع سب حرام ہو جاتا تھا پانچ ابتدائی اسلام میں بھی یہ ہے حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہر اجازت ہو گئی

ما لم یطلع الفجر وكان سبب ذلك امران احدهما ما روى عن عمر رضی اللہ عنہ انه جامع امرأته بعد النوم ثم ندم علی

اور اسکا سبب دو چیز تھیں ایک تو یہ جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بی بی سے سونے کے بعد جماع کیا پھر اس حرکت سے نادم ہو کر

ما فعل واتی النبی علیہ السلام واعتذر الیہ فاذل قوله اجل لكم لیلۃ الصیام ما لفت النساء کما وصارت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عذر کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی لعل انہو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے اولاد کی

ذلتہ رحمة فی حق جمیع الامم والثانی ما روى عن قیس بن حرمة انه صام ولم یجد وقتا لافطار شیئا

نظر میں ظالم کے حق میں رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمة سے روایت ہے کہ اس نے روزہ رکھا پھر افطار کے وقت کچھ ایسا نہ ملا جس سے روزہ افطار

یفطر بہ فذہبت امرأته فی طلب شیء فغلب علیہ النوم فانم وجاءت امرأته بطعام بعد ما كان الطعام

کر سے پھر اسکی بی بی کچھ کھانے کی تلاش میں گئی اس عرصہ میں ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا سو گئے اور اسکی بی بی کھانا اور سوخت لائی کہ

علیہ حراما فانته بعد ما مضى وقت الاکل ولم یأکل شیئا فلما كان نصف النهار من الغد غشی علیہ

اور چونکہ حرام ہو چکا تھا پھر ایسے وقت جاگے کہ کھانیکا وقت گذر چکا تھا سو اس نے کچھ نہ کھا یا جب اگلے دن کا روپہر ہوا تو ان کو غش آ گیا

فقال له النبی علیہ السلام مالک فقص علیہ القصة فنزل قوله تعالیٰ وَكُلُوا وَشَرُّوا حَتَّىٰ تَبْشُرُوا بِالنَّخْلِ وَالزَّيْتِ

نبی علیہ السلام نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اور نے تمام قصہ بیان کیا پھر یہ آیت اتری اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صبح نظر آوے تمکو دباری

الابيض من الخيط الا سواد من الفجر فانه تعالیٰ لما اهل لنا فی لیلۃ الصیام هذه الاشیاء بعد النوم ورضی النبی عن

سفید سہی دباری سیاہ سے فجر کی پس اللہ تعالیٰ نے جب یہ چیزیں رمضان کی راتوں میں سونے کے بعد حلال کر دیں تو نبی علیہ السلام کو

فياكل السحور قال تسحر وافان فی السحور بركة وین انه فصل بین صیامنا وصیام اهل الكتاب ولهذا

سحر کے کھانے میں رحمت ہوئی فرمایا سحر کھایا کر دیکو بکے سحر میں برکت ہے اور بیان کیا کہ ہمارے روزہ میں اور اہل کتاب کے روزہ میں سحر کا فرق ہے اور اس میں

كان مستحباً ومن كان غیر محتاج الیہ لیستحب له ان یأكل شیئا یسیرا ولو عترة او تینة او شربة ماء

مستحب ہو گئے اور جبکو سحر کھانے کی حاجت نہ ہو تو اسکو بھی مستحب ہے کہ کچھ عطر یا سا کھا لیا کرے اگرچہ ایک چھوٹا سا چھوٹا چھوٹا ایک یا ایک گھونٹ پانی

علا بسنة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ وسلم واغتناما لبركة السحور ویستحب تاخیرہ ایضا لما فری انه عن

تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحر کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحر کی مستحب ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسؤال فان قبل کیف یكون تاخیر السحور

فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات میں سے ہیں افطار میں تعجیل اور سحر میں تاخیر اور سوال اگر کوئی کہے تاخیر سحر مرسلین کی

من اخلاق المرسلین وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاكلة الثانية فانها كانت تجرے

اخلاق میں سے کیونکہ جو سنتی ہے سال یہ ہے کہ سحر میں اس ہی امت کے واسطے ہے تو جواب یہ ہے کہ سحر سے مراد دوبارہ کھانا ہے کیونکہ اولیٰ حسن قائم